سلسلۂ تصوف نمبر ۲۸

اردو ترجمہ کتاب

مجمعُ الاسرار

تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان سرکار غوثیہ و معجز عاشقان دربار قادریہ جناب مولانا و سیدنا حضرت خواجہ پیر سید بہادر شاہ قادری النقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

حلقہ بگوش سرکار نقشبندیہ ملک فضل الدین ککے زئی حنفی النقشبندی مجددی

ملنے کا پتہ

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ

کشمیری بازار لاہور

بار دوم .... قیمت ....

تذکرۂ غوثیہ

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

واقف اسرار شریعت، شناور بحر طریقت، مولانا و مرشدنا حضرت پیر سید غوث علی شاہ صاحب قلندر پانی پتی کے اسم گرامی و نام نامی سے ہند و پاکستان کا کون سا ایسا فرد ہے جو واقف نہ ہوگا۔ یہ کتاب مستطاب آپ کے عشق ماسوائے اللہ کے تذکرہ سے بھرپور مختلف صوفیاء علماء کے اقوال و اعمال کا مجموعہ ہے۔ جو آپ کے زبان فیض ترجمان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہے۔ یہ کتاب ایسے بہترین اقوال کا مجموعہ ہے جس کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ سے کبھی طبیعت سیر نہیں ہوسکتی بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ مرتب کتاب حضرت مولانا مولوی شاہ گل حسن صاحب قادری نے جنہیں حضرت قلندر صاحب مرحوم و مغفور پانی پتی کی اکثر صحبت نصیب رہی ہے اسے ایسے انداز میں تحریر کیا ہے، کہ کتاب کو ایک دفعہ شروع کر کے جب تک ختم نہ ہو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ کتاب میں ہر قسم کے مسائل شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے ؏

یہ کتاب طباعت و کتابت کے لحاظ سے دیدہ زیب ہے۔ کاغذ عمدہ حجم ۶۷۴ صفحات - قیمت صرف ۵

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اُردو ترجمہ کتاب مجمع الاسرار تصنیف لطیف جناب حضرت پیر سید بہادر شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ہدیہ ناظرین ہے۔ اس ترجمہ کے پیش کرنے سے نہیں کے لیاقت اور قابلیت کا اظہار مقصود نہیں۔ نہ دعوئے علمیت ہے اور نہ گھمنڈ فضیلت ہے۔ پردہ پوش ناظرین سے امید ہے کہ جس جگہ غلطی دیکھیں نظر عفو سے پردہ پوشی فرماویں۔ اور اگر اس ترجمہ سے کچھ حظ حاصل ہو تو برائے خدا اس گنہگار کے لئے دعائے خیر فرماویں۔

معزز ناظرین قبل اس کے کہ آپ مطالعۂ کتاب فرماویں۔ سب سے بہتر یہ ہے۔ کہ آپ مصنف علیہ الرحمۃ کے حالات سے واقفیت حاصل کرلیں جو براہ ناظرین فیض اور برکت کی غرض سے بہم پہونچا کر ذیل میں چھاپے جاتے ہیں۔

حالات حضرت پیر سید بہادر شاہ صاحب قادری النقشبندی علیہ الرحمۃ مصنف کتاب مجمع الاسرار۔

صوفی شرف الدین قادری
گجراتی

نوٹ:۔ مجمع الاسرار مع سوانح عمری قیمت عہ ہے۔ کتاب "سراج العارفین" تصنیف حضرت سید بہادر شاہ کی قیمت ۶ر ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوانح عمری سید بہادر شاہ قادری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مصنّف کتاب جناب حضرت خواجہ سید بہادر شاہ علیہ الرحمۃ نقشبندی قادری کا اصل وطن موضع سیدانوالی تحصیل و ضلع سیالکوٹ ہے۔ آپ ننہال اور ددھال کی طرف سے صحیح النسب سادات ہیں۔ یہی موضع سیدانوالی آپ کا مقام مولد ہے۔

آپ ابھی بہت کم سن ہی تھے۔ کہ آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا۔ اور چھوٹی عمر ہی میں آپ پر مصائب اور افلاس نے وار کرنے شروع کئے۔ آپ نے نہایت استقلال اور بُردباری سے ان کا مقابلہ کیا۔ آپ کی عمر قریباً ۹ دس سال کی ہوگی۔ جو آپ موضع کے بچوں کے ساتھ مویشی چرایا کرتے تھے *

ایک روز آپ مویشی ہانک کر لا رہے تھے جو مسجد سے لڑکوں کے پڑھنے کی آواز آپ کے کان میں پہونچی۔ جب آپ گھر آئے تو والدہ شریفہ سے عرض کیا۔ کہ مجھکو پڑھنے کے لئے مکتب میں داخل کیجئے۔ نیک بخت والدہ نے آپ کا شوق دیکھکر مکتب میں داخل کر دیا۔ قدرت خدا آپ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک عالم بے مثال اور شاعر خوش مقال ہوگئے *

بعد فراغت تحصیل علوم آپ کچھ عرصہ تک اپنے موضع سیدانوالی میں ہی مقیم رہے۔ ذوق شوق الٰہی اور زہد کے باعث آپ کا شہرہ دُور دُور تک پہونچا چنانچہ موضع ترکوہ (جو ریاست جموں میں ہے۔ اور جہاں افغان لوگ آباد تھے) کے لوگ جناب کو یہ حیثیت ایک باخدا بے مثال عالم اور ایک عالی النسب سید ہونے کے نہایت منت اور سماجت سے

اپنے موضع ترآیوہ میں لے گئے۔ اور نہایت خلوص اور دریا دلی سے جناب کی خدمت کرتے رہے +

ترآیوہ میں پہونچکر آپ بدستور یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ یاد الٰہی میں جناب نے محنت شاقہ اٹھائی۔ رات کے وقت آپ جنگل میں جاکر یاد الٰہی کرتے۔ اکثر لوگوں نے جناب کو دریا میں کھڑا دیکھا۔ اور مہینوں آپ نے روزے رکھے +

نیز جہاں کہیں کسی بزرگ اولیاء اللہ کا ذکر سنتے پہونچتے۔ اور ان کی محبت سے فیض اور لطف اٹھاتے۔ غلبہ شوق نے آپ کو بے خود بنا دیا۔ اکثر آپ لوگوں سے چھپ چھپ کر عبادت کرتے۔ اس شوق کے باعث آپ نے ترآیوہ کو بھی خیر باد کہی۔ اور جموں کے علاقہ میں دیوی کے پہاڑ میں چلے گئے۔ جہاں آپ ہر روز ایک نئے گمنام مقام میں بیٹھ کر یاد الٰہی کرتے +

غرضیکہ آپ نے اس بے اضطرابی اور پریشانی میں سات سال گذارے۔ آپ کی خوراک اس عرصہ جنگل کے درختوں کے پات ہوتی+ سات سال کی متواتر بادیہ پیمائی اور پریشانی کے بعد جناب کو القا ہوا کہ آپ گھر کو واپس چلے جائیں۔ آپ کے نصیب کا نصیبہ دہلی میں آپ کو ملے گا۔ اور وقت پر ملے گا +

جب آپ اس قدر عرصہ کے بعد واپس مکان آئے۔ تو لوگ بہ کثرت آپ کے پاس بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوتے۔

وہیں خدمت گذار خاص ایک شخص میاں غلام حجام تھا۔ اتفاقاً میاں بخشا سیالکوٹ کے کاغذیوں کا شادی کا پیغام لے کر دہلی گیا۔ جن لوگوں کے ہاں میاں بخشا مقیم ہوا اُس جگہ حضرت قدوۃ العارفین خواجہ صوفی اللہ یار خانصاحب قادری جو اکثر آیا جایا کرتے تھے رحسُن

حضرت صوفی الہ یار صاحب علیہ الرحمتہ دربار مغلیہ میں بعہدۂ وزارت میر تزک ملازم تھے۔ اور ہر ہفتہ کے بعد اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ صوفی آبادانی علیہ الرحمتہ (جو کا غذیوں میں سے تھے) کے اولاد کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور نہایت خلوص اور ادب سے انکی خدمت کرتے تھے حسن اتفاق سے حضرت صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ آ گئے۔ جب میاں بخشا حجام وہاں گئے۔ اور آپ نے اس نو وارد کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ کہ تم کہاں سے اور کس کام کو آئے ہو۔ بخشا نے اپنا حال بیان کیا۔ اس کے بعد صوفی صاحب علیہ الرحمتہ نے پوچھا۔ کہ میاں بخشا کسی خدا کے مرد کا بھی ہاتھ پکڑا ہے کہ نہیں۔ بخشا نے عرض کیا کہ قبلہ میں تو دل سے ایک سید صاحب کا طالب ہو چکا ہوں۔ مگر وہ ابھی تک ایک باکمال مرشد کی تلاش میں ہیں +

حضرت نے خوش ہو کر فرمایا۔ کہ باوجودیکہ اس کے پیر نے میاں بخشا کو کچھ حصہ دیا ہے۔ مگر وہ اس قدر بھوکھا ہے۔ کہ اور لوٹ ہی چاہتا ہے۔ آپ نے واپسی کے وقت اپنے دستخط خاص سے ایک خط حضرت سید بہادر شاہ علیہ الرحمتہ کی طرف لکھ کر میاں بخشا کے حوالہ کیا۔ جب میاں بخشا دہلی سے رخصت ہو کر آیا۔ تو سیدھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ جناب قبلہ میں جناب کے لئے پیر تلاش کر لایا ہوں۔ اور اسی کے ساتھ وہ عنایت نامہ جو جناب صوفی الہ یار صاحب قادری نے اپنے دستخط خاص سے لکھا تھا۔ حضرت صاحب کے حوالہ کر دیا۔ جناب کا وہ خط پڑھنا تھا۔ کہ طبیعت میں ایک فوری جوش پیدا ہوا اور فرمایا کہ میاں بخشا دہلی جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میاں بخشا نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت میں پہلے کاغذیوں کا پیغام ادا کر لوں۔ اور

رستہ کی تکان ہٹ جاوے تو میں حاضر ہوں۔ چنانچہ بعد فراغت حضرت سید بہادر شاہ صاحب علیہ الرحمتہ اور میاں بخشا حجام اوسی وقت دہلی کی طرف روانہ ہوگئے ✣

راستہ میں حضرت بہادر شاہ صاحب پانی پت میں حضرت قلندر صاحب کی مزار پُر انوار پر بغرض فاتحہ حاضر ہوئے۔ اور مراقبہ میں بیٹھے۔ آپ کو مراقبہ میں قلندر صاحب نے ایک سپاہیانہ لاٹھی مرحمت فرماکر رخصت کیا۔ غرضیکہ آپ بخیریت دہلی پہونچے۔ جس مکان پر میاں بخشا آپ کو لے گیا۔ وہاں حضرت صوفی الہ یار صاحب علیہ الرحمتہ موجود تھے۔ اور فرمایا کہ میاں ہم تین روز سے تمہارے انتظار میں یہاں بیٹھے ہیں۔ اور سیدّ صاحب سے فرمایا۔ کہ آپ کو جو لاٹھی قلندر صاحب نے بخشی ہے۔ وہ حکومت ہے۔ اور خدا نے تم کو حاکم مقرر کیا ہے ✣

کچھ عرصہ رکھکر حضرت صوفی الہ یار صاحب علیہ الرحمتہ رخصت دے کر ایک طلائی کھڑاوں کی جوڑی۔ برتن۔ بیش قیمت پارچات۔ اور کچھ گھوڑے آپ کو دیئے ✣

جب یہ تمام اسباب حضرت شاہ صاحب کے روبرو لایا گیا۔ تو شاہ صاحب سخت حیران اور پریشان ہوئے۔ اور دل میں کہنے لگے کہ اگر لیتا ہوں تو یہ میرا مطلوب نہیں۔ اور انکار کرتا ہوں تو سخت بے ادبی ہے۔ ناچار آپ نے دست بستہ حضرت صوفی الہ یار علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ قبلہ یہ مال واسباب میں نہیں چاہتا میرا مطلوب تو وہ ہے۔ جس کی یہ سب کچھ تابع ہے۔ اگر اس کی خواہش ہوتی۔ تو میں سکھوں کی نوکری اختیار کرلیتا۔ حضرت صوفی صاحب نے نہایت خوشی سے فرمایا۔ کہ شاہ صاحب ہمیں بھی یہی دیکھنا منظور

تھا۔ کہ آپ کس چیز کے طالب ہو۔ خیر آپ کچھ عرصہ ٹھہرے چنانچہ آپ کچھ عرصہ اور حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ٹھہرے اس عرصہ میں جناب کو صوفی صاحب نے فیض باطنی سے مالا مال کیا۔ جس کا مفصّل حال آپ اسی کتاب مجمع الاسرار میں پڑھیں گے۔ غرضیکہ آپ کو حضرت صوفی خواجہ الہ یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے رخصت کے وقت خلافت عطا فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ایک دفعہ اور تشریف لانا +

کچھ عرصہ کے بعد آپ پھر حضرت خواجہ صوفی الہ یار علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دہلی حاضر ہو کر آپ کی فیض صحبت سے مستفی مستغنی ہوئے۔ ایک روز اثنائے گفتگو میں حضرت صوفی صاحب نے شاہ صاحب سے فرمایا۔ کہ ہم نے تم کو خدا سے ایک بیٹا دلایا ہے۔ وہ نور ہوگا۔ اور اس کا نام بھی نور رکھنا۔

جناب شاہ صاحب نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میرا ایک باغ ہے۔ اس میں ہر طرح کے درخت ہیں۔ مگر سب سے زیادہ بلند سرو کا درخت ہے۔ جس کے پتے بخلاف دیگر سرو کے درختوں کے نہایت نرم اور ملائم ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اس خواب کے تعبیر حضرت صوفی الہ یار علیہ الرحمۃ سے پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سرو وہی نور ہوگا۔

حضرت شاہ صاحب نے چاروں طریقوں میں بیعت کی۔ اور بیعت کا آپ کے نزدیک سب سے مقدم طریقہ قادری تھا۔ اور قادری کہلا کر آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ جناب غوث پاک سے آپ کو بہت محبّت اور ارادت تھی۔ بلکہ آپ حضرت غوث پاک کے حضوری تھے۔ اکثر آپ اپنی اصطلاح میں جناب غوث پاک میراں

محی الدین سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمتہ کو "چھوٹی سرکار" اور جناب سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی سرکار کے الفاظ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے ✦

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں سات مجذوبوں سے بھی فیض یاب ہوا ہوں۔ اور ہر چہار طریقہ کے پیروں نے بتصدق جناب غوث پاک کے مجھے باطنی فیض سے حصہ دیا ہے۔ جہاں آپ ایک اولیا پاک اور صوفی بے مثال تھے۔ وہاں آپ ایک بے مثل عالم اور بہت بڑے عامل بھی تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک کا میں عمل جانتا ہوں ✦

عمر بھر میں آپ کی ایک نماز تہجد قضا ہوئی۔ جس کے لئے آپ نے سخت گریہ زاری کی۔ کہ خداوندا اگر میں اس خدمت کے ادا کرنے کے لائق نہ تھا۔ تو مجھے اِس کام پر کیوں لگایا گیا تھا" آپ کی اس آہ وزاری کا یہ اثر ہوا کہ تا زیست پھر جناب کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی باوصف کہ آپ کی عمر قریب ایک سو سال کے تھی ✦

پرہیزگار آپ اس درجہ کے تھے۔ کہ عورات کو اپنا چہرہ مبارک نہ دکھلاتے اور نہ دیکھتے۔ اور منہ پر نقاب ڈال رکھتے تھے بلکہ یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنا کھانا پکانے کے لئے ایک مرد باورچی مقرر کیا ہوا تھا۔ جو باوضو ہو کر آپ کا کھانا تیار کرتا۔ آپ کی مزاج مبارک میں جلالیت بہت تھی۔ مگر بہت جلد جمالیت سے جلال ہو جاتی تھی۔ آپ کے کشف و کرامات بکثرت سنے گئے ہیں۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ✦

(۱) آپ کے صاحبزادوں میں سے کوئی صاحب علاقہ جموں میں گئے ہوئے تھے۔ اور کسی ضرورت کے باعث ان کو کچھ عرصہ وہاں

گذر گیا۔ اُن کی والدہ صاحبہ اُن کی جدائی سے سخت مضطرب ہوئیں
نماز ظہر کے وقت جب جناب وضو فرمارہے تھے۔ تو آپ کی نظر
ایک چڑیا پر پڑی۔ جو چہچہارہی تھی۔ حضرت نے حاضرین سے فرمایا
کہ یارو سمجھتے ہو۔ کہ یہ چڑیا کیا کہتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ
حضرت نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ چڑیا یہ کہتی ہے کہ صاحبزادے
کل فلاں وقت آجائیں گے۔ بی بی صاحبہ کیوں فکر مند ہیں چنانچہ
دوسرے روز ویسا ہی ہوا۔ جیسا حضرت نے فرمایا تھا +

(۲) کسی گاؤں کا ایک زمیندار حضرت شاہ صاحب کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ اور رو رو کر عرض کیا۔ کہ حضرت اب کے سال غلہ بہت
کم پیدا ہوا ہے۔ اس قدر قلیل پیداوار سے نہ تو قرض ادا ہوگا
اور نہ اپنے کھانے کو کچھ رہیگا۔ آپ نے خفا ہو کر ہٹا دیا۔ اور
نہایت شفقت سے بلا کر فرمایا۔ کہ جاؤ۔ کچھ غلہ انبار سے لے
آؤ۔ وہ ارادتمند دوڑا ہوا گیا۔ اور غلہ کے انبار سے کچھ اُٹھا
لایا۔ حضرت نے اُس پر پڑھ کر فرمایا۔ کہ جاؤ اس غلہ کو انبار میں
ملادو۔ اور بھوسہ جو تم سے اس انبار سے علیحدہ کر لیا ہے۔ اس
میں پھر ملادو۔ اور از سر نو اُس پر پھکلہ چلاؤ۔ جب غلہ نکلے تو
انبار پر کپڑا ڈال دو۔ اور قرض خواہوں کو دے کر باقی اپنی حسب
ضرورت گھر میں ڈال لو باقی جو بچے اُسے کپڑا اتار کر خدا کے نام
پر لٹوا دینا۔ ورنہ وہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ چنانچہ اس شخص نے قرض
خواہوں کو دے کر اپنے ضرورت کے مطابق (سال بھر کے لئے)
گھر میں غلہ ڈال لیا۔ اور اُس کے بعد تمام انبار خدا کے نام پر
لٹوا دیا +

(۳) ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ معہ بہت سے ہمراہیوں کے

دورہ پر جنگل میں جارہے تھے۔ کہ دوپہر کے وقت شدت گرمی
کے باعث آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا۔ کہ درختوں کے سایہ میں
ڈیرہ ڈال دو۔ اور کھانے کو چونکہ دیر ہو گئی ہے۔ اور قریب
کوئی ایسا مقام بھی نہیں کہ جہاں سے کھانا یا پانی مل سکے۔ اس
کے جنگلی بیر چُن چُن کر کھالو۔ ساتھ والوں میں سے ایک شخص نے
عرض کیا۔ کہ حضرت ہم آپ کو تب ولی مانیں جو اس وقت اسی
جگہ گھی کے پیراٹھے اور شکر معہ چھاچھ کے کھلواؤ۔ آپ نے
ہنس کر فرمایا کہ ٹھیر جاؤ۔ اور بیر اکٹھے کئے ہیں۔ تو پھینک دو۔
آپ خود مصلے پر بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ نہ گذرا تھا۔ کہ ایک عورت
معہ ایک کہار کے بہت سارے پراؤنٹھے اور معہ ایک مٹکہ چھاچھ
کے خود ایک ڈولہ شکر کا اٹھائے ہوئے وہاں آموجود ہوئی لوگ
حیران ہوئے اور سب نے نہایت خوشی سے وہ کھانا کھایا۔ کھانے
کے بعد آپ نے اُس درویش سے فرمایا۔ کہ اس عورت سے پوچھو
تو سہی۔ کہ وہ کھانا لے کر یہاں کس طرح آپہنچی ہے +
ہمراہیوں میں سے ایک نے اُس عورت سے کھانا لانے کی
کیفیت دریافت کی۔ عورت نے جواب دیا کہ میرا گاؤں یہاں سے
سات آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ اور میں نمبردار گاؤں کی بیوی
ہوں۔ دو گھنٹے گذرے ہونگے۔ کہ یہ حضرت (بہادر شاہ صاحب
کی طرف اشارہ کرکے) میرے مکان کے دروازے پر پہونچے۔ اور ایسا
کھانا پکانے کی ہدایت کی۔ جب میں کھانا پکا چکی تو تمام اسباب کہار
کو اُٹھوا کر آپ میرے آگے چل پڑے۔ اب آپ یہاں آکر مصلے پر
بیٹھ گئے ہیں۔ حالانکہ حضرت بہادر شاہ صاحب اپنے ہمراہیوں سے
ایک لحظہ بھر کے لئے بھی جدا نہ ہوئے تھے۔ تمام ہمراہی جناب کی یہ

کرامت دیکھکر قدمبوس ہوئے ٭

(۴) ایک روز آپ کے گاؤں میں مریدوں کے ہاں گئے۔ آپ کے گھوڑے اکثر کھیتوں میں چرنے کے لئے پھرتے تھے۔ ایک سکھ حاکم نے پوچھا کہ ایسے بے ذریعے اور بے خوف گھوڑے کسی کے کھیت تباہ کر رہے ہیں۔ ایک شخص نے سکھ حاکم سے کہا کہ ایک سید صاحب کے ہیں جو بڑے ساحر ہیں۔ اور انکا سحر بہت چلتا ہے۔ لوگ ڈر کے باعث انہیں نہیں روکتے۔ اور اس جادوگر کا اتنا بڑا طویلہ ہے کہ مہاراجہ صاحب کا بھی اتنا اصطبل نہ ہوگا۔ سکھ حاکم نے کہا کہ اچھا کل ہم انہیں کچہری میں بلوا کر ڈانٹیں گے۔ ایک مرید شاہ صاحب کا بھی سن رہا تھا۔ اُس نے نہایت خوف زدہ ہو کر یہ سارا ماجرا حضرت شاہ صاحب کے گوش گزار کیا۔ آپ نے بعد سننے اس ماجرے کے تھوڑی دیر تامل کر کے مرید سے فرمایا۔ کہ آفرین تم نے حق دوستی ادا کیا۔ اللہ کریم تمہیں برکت عطا کرے گا۔ میں ابھی چھوٹی سرکار (جناب غوث پاک) کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا عرض کیا۔ جناب نے مجھے ایک کاغذ دکھلایا جس کے ایک طرف تو اُن لوگوں کا نام تھا جن کو میری ذات سے فیض پہونچے گا۔ مگر دوسری طرف ان لوگوں کا نام ہے۔ جن کو میرے ہاتھ سے نقصان پہونچنا ہے۔ کل دیکھو اللہ پاک اس سکھ سے کیا کرتا ہے۔ دوسرے روز سکھ ابھی کچہری بھی نہ گیا تھا کہ یک لخت اُس کے پیٹ میں شدید درد اٹھا۔ اور اُسی درد نے اس کا کام تمام کر دیا ٭

(۵) ایک دفعہ آپ کے کسی عزیزہ کی شادی تھی۔ برادری والوں نے کہا کہ رقص سرود ضرور ہو۔ چونکہ آپ متشرع تھے آپ نے انکار ہی کیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسی مجلس شادی میں رقاصہ کو بلوایا اور سرود

شروع ہوا۔ رقاصہ اور مطربوں نے حمد باری اور نعت سرور عالم میں کچھ گایا۔ اودھر آپ پر سرور طاری ہوا۔ اور منہ سے نقاب اٹھاکر (جو اکثر آپ ناک تک رکھا کرتے تھے) طوائف کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ واہ تیری بے نیازی۔ ایسی سوہنی صورت اور پھر دوزخ میں جلایگا۔ بمجرد اس کلمہ کے رقاصہ کو وجد ہو گیا۔ اور اتنی بے اضطراب ہوکر گری کہ ناک سے خون جاری ہو گیا۔ اور تمام مجلس درہم برہم ہو گئی۔ آپ مسجد میں چلے آئے۔ اور اس رقاصہ کی حالت سے لوگوں نے جناب کی خدمت میں عرض کی۔

مناسب عرصہ کے بعد آپ نے پانی دم فرما کر دیا کہ اُس پر چھڑکو۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کا دیا ہوا پانی اُس پر چھڑکا جس سے اُسے ہوش آئی۔ اُس رقاصہ نے توبہ کی۔ اور پھر تمام عمر آپ کے گھر میں خادمہ کی طرح خدمت کرتی رہی *

ایسی ایسی اور بہت سی کرامات جناب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے صادر ہوئیں۔ جنہیں بوجہ طوالت کے چھوڑا جاتا ہے انشاءاللہ تعالےٰ شاہ صاحب کی کسی دوسری تصنیف کے ترجمہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کیا جاوے گا *

شاہ صاحب کی عمر ایک سو سال سے زیادہ کی تھی۔ آپ کے عیال و اطفال میں سب سے قابل حضرت سید نور علی شاہ صاحب تھے۔ اور آپ کو اپنے اس صاحبزادے سے کمال محبت والفت تھی۔ اور سب سے زیادہ آپ ان کے حال پر شفقت فرمایا کرتے تھے کیونکہ یہ صاحبزادے حضرت صوفی اللہ یار علیہ الرحمۃ کی دعا سے پیدا ہوئے تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے عزیز صاحبزادہ نور علی شاہ صاحب کی نسبت ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے ؎

نور باید تا کہ بیند نور را
جنتی باید کہ بیند حور را

آخری عمر میں جناب حضرت شاہ صاحب موضع تریوے سے پھر اپنے اصلی مقام موضع سیدانوالی میں تشریف لائے۔ اور قریب ایک سو سال کے عمر پا کر اس دار ناپائیدار سے راہی ملک بقا ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آپ کی وفات کے بعد حضرت پیر نور علی شاہ صاحب خلف اکبر حضرت ممدوح کے جانشین ہوئے۔ اور ایک دنیا کو اپنے فیوض سے مالامال کرتے رہے۔ اور پھر اپنے والد ماجد ہی کے قدموں میں نثار ہو کر وہیں مدفون ہوئے۔ ان کا سن شریف ۶۳ سال ہوا ہے ۔

اس وقت حضرت پیر نور علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے تین صاحبزادے حسب ذیل بفضلِ خدا حیات ہیں۔ پیر محمد شاہ صاحب۔ پیر عبد اللہ شاہ صاحب۔ پیر علی اکبر شاہ صاحب۔ جناب پیر محمد شاہ صاحب جو جناب پیر نور علی شاہ صاحب کے فرزند اکبر ہیں۔ اپنے بزرگوں کے جانشین ہیں۔ آپ کا سلسلہ پیری مریدی بکثرت ہے۔ آپ کے طالب بے شمار ہیں۔ مگر خصوصاً ان اضلاع میں بکثرت ہیں۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ گجرات۔ جموں۔ کشمیر۔

ملنے کا پتہ:- اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ
ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین قومی نقشبندی مجددی تاجر کتب
کشمیری بازار لاہور۔

اُردو ترجمہ کتاب

مجمعُ الاسرار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لِلّٰہ الذی خلق السّمٰوٰتِ والارض جعل الظلماتِ والنورِ وجعل خزائن معرفتہ وعظمتہٖ وبرکتہ وقدرتہ فی صدورِ العارفین بنور المعرفۃ والایقان الصلوٰۃ والسّلام علیٰ نبیّہٖ و حبیبہٖ وصفیہٖ وخلیلہ محمّدٍ وآلہٖ واصحابہ واحبّائہ و اتباعہ وعترتہ وازواجہ ومحبّہ وامتہ وعلیٰ سیّدنا وشیخنا ومرشدنا ومولٰنا ابی محمّد سیّد محی الدین سیّد عبد القادر جیلانی قطب وعلیٰ آلہ واولادہٖ ومحبّہٖ اجمعین +

تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کیا۔ اور اندھیروں اور نور کو بنایا اور معرفت اور نور کے ذریعے اپنی رحمت عظمت، برکت اور قدرت کے خزانے عارفوں کے سینوں میں رکھے اور درود اور سلام اُس کے پیارے، برگزیدہ اور دوست نبی محمد پر اور اُس کی آل، اصحاب، تابعداروں، ازواجِ مطہرات۔ دوستوں اور اس کی امت پر اور نیز ہمارے سردار، ہمارے شیخ، ہمارے مرشد، ہمارے مولا، ابو محمد سیّد

محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی اور آپ کی آل اور اولاد اور تمام دستوں پر +
اَللّٰھُمَّ اھدنی بعنایتہ وھدایتہ وکرامتہ اے اللہ
مجھ کو اپنی عنایت، ہدایت اور کرامت کے ساتھ رہنمائی کر +

حمد اور صلوٰۃ کے بعد بندۂ ضعیف فقیر حقیر شریر نفس کی قید میں پھنسا پڑا ہؤا اور اپنے معبود حقیقی کے لطف کا امیدوار سیّد بہادر شاہ قادری اللہ اُس کو اُس کے ماں باپ کو، اُس کے اُستاد کو، اُس کے مشائخ کو اور حضرت کی تمام اُمت کو بخشے، کہتا ہے۔ کہ یہ مسکین صاحب دل لوگوں کا خوشہ چین ہے حق حق حق موجود اللہ! درویشوں کے اقوال اور افعال سے خداوند تعالےٰ کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ مرشد کی تلقین کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ سر اسرار الٰہی سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے واسطے کے بغیر خدا تک نہیں پہنچا جاتا۔ اور نہ کوئی پہنچا ہے +

خداوند تعالےٰ فرماتے ہیں۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ خدا کی طرف جانے کے واسطے وسیلہ تلاش کرو +

عارفوں کے نزدیک خدائے تعالےٰ تک پہنچنے کے واسطے وسیلہ کا ہاتھ میں لانا عین فرض ہے +

وسیلہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وسیلہ تو ذات بابرکات حضرت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور دوسرا وسیلہ پیر کا ہے، جو حق تعالےٰ کی طرف باطنی علم کے ساتھ رہبری کرتا ہے۔ جو کچھ اس کو اپنے پیروں سے حاصل ہوتا ہے اس کو علم محمدی کہتے ہیں کیونکہ نور محمدی سرمدی نبی علیہ السلام کو خدا سے ملا۔ اور اس وقت تک سینہ بسینہ پیروں کے ذریعہ پہنچا، اور قیامت تک روشن اور جاری رہیگا۔ اور اگر نائب اور خلیفہ محمدی زمین پر نہ ہو۔ تو ہر جگہ خرابی اور خلل پیدا ہو جائے۔ یہ صرف انہی (یعنی نائب اور خلیفہ محمدی) کے وجود باجود سے ہی زمین پر رونق اور آبادی نظر آتی ہے۔ اور خدا کا ولی ہر گروہ میں موجود ہوتا ہے۔ تاکہ وہ قوم آباد اور قایم رہ سکے۔ اور نور الٰہی ہر چیز اور ہر مکان میں جلوہ فگن ہے۔ کچھ پردہ نہیں

لیکن یہ نور خدا رسیدہ کامل کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور اگر اس قسم کے سچے حقایق لکھنے بیٹھوں تو مضمون طویل ہو گا۔ اور خاکسار کی غرض پیروں علیہ الرحمۃ والرضوان کا شجرہ بیان کرنا ہے، جو ان کی قدمبوسی کی طفیل مجھے ملا ہے۔ اپنے خداداد قیاس، اور خداوند تعالے کی ہدایت اور شاہ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی مظہر فیض ربانی کی مدد سے یہاں لکھونگا۔ **ابیات**

ایں ہمہ نعمت کہ دیدم بے بہا	از عنایت غوث اعظم رہنما
غوث اعظم قطب عالم محی الدین	ہر زماں جویم رضائے محی الدین
محی الدین عالی معلے باصفا	کس ندارد مثل او از اصفیا
اصفیا از وصف او دیوانہ اند	کاملاں از درک او بیگانہ اند
ہاں اگر جوئی شراب از وصل یار	باش دامنگیر قطب شہسوار
قطب ربانی محقق بادشاہ	دیگراں ہستند لشکر یا سپاہ
شد یکا در از عنایت محی الدیں	محی الدیں دیدم بلطف محی الدیں
نور حق روشن منور بر جبیں	خود بفرمودند خوش ہیں محی الدیں
از عنایت شاں شدم با حق قریں	لطف یزداں شد طفیل محی الدیں
شک نیاری اندریں اسرار من	گرد وصل باخدا ہم محی الدیں
زود گرد د با خدائے خود قریں	آنکہ باشد در ہوائے محی الدیں
نور شاں از عرش و کرسی برتر است	برتر است آنکس کہ بیند محی الدیں

ہر چہ ہست از عرش تا تحت الفرش
ہست در حکم رضائے محی الدیں

ذاکر کی عظمت اور اسے استمداد اور استفادہ کرنا اور علم باطنی کا سیکھنا عارفوں کے مذہب میں فرض ہے۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پس سوال کرو صاحب ذکر سے اگر تم نہیں جانتے) اور ذاکر وہی ہے، جسے کامیاب پیروں اور مختار شیخوں سے سند ملی ہو۔

پہلے طالب کو صحیح توبہ کرنا ضروری ہے: تاکہ ذکر اس کے دل میں قایم ہو جائے

توبہ کے بغیر اثر اور کسی قسم کی باطنی تاثیر نہیں ہوتی۔ پہلی اچھی طرح غسل کرنے کے بعد مناسب ہے کہ تین دن تک روزانہ ہزار بار استغفار پڑھے اس کے بعد خلوت میں پیر کے حضور میں جاوے۔ اور پیر صاحب اس کا ہاتھ پکڑ کر ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرائیں۔ بمضمون آیہ کریمہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا اے ایمان والو! توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ خالص اور ایسی باطنی توجہ طالب کی طرف ہو کہ اسی وقت حقانی ذوق وشوق کا غلبہ اور نفس امارہ کی مغلوبی کا اثر اس پر مترتب ہونے لگے۔ اور ہر قسم کی معصیت اور فواحش سے قطعی نفرت پیدا ہو جاوے۔ یہانتک کہ نفس خود بخود عاجز ہو کر گناہوں سے بیزاری اور توبہ ظاہر کرے۔ اور عاجزی اور رقت کی حالت طاری ہو جاوے۔ اور دل روشن اور نورانی ہو جاوے۔ اور جس سلسلے میں داخل کرے صاحب سلسلہ کو خواب یا بیداری میں دیکھے۔ اور جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس کو اس پیر طریقت کے سپرد کرے۔ فقیر کے سلسلے کے پیروں کا یہی طریق اور معمول رہا ہے۔ اور صاحب طریق حسب ذیل ہیں:-

قادریہ، حضرت غوث الاعظم قطب العالم شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے +

نقشبندیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ سے +

اور چشتیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے +

شطاریہ حضرت محمد غوث گوالیری سے +

سہروردیہ حضرت شہاب الدین سہروردی سے +

اویسیہ حضرت خواجہ اویس قرنی سے منسوب ہے۔ تاکہ علم باطن اس سالک کے باطن میں چمکے۔ اور روشن رہے۔ ورنہ سوائے اس کے فانی ہو گی حق حق حق اللہ بس باقی ہوس +

خدا کی مہربانی سے ایک اور خوش وجد میں پیدا ہوا۔ دل میں گذرا کہ مرنا حق ہے، ہر ایک دانا اور نادان سمجھتا ہے کہ موت کی گھڑی میں تقدیم وتاخیر

نہیں ہونے کی۔ یہ بحولے مضمون آیہ کریمہ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ پس اگر مردانہ اور طالب حق ہے، تو تیری موت تیرے مرنے سے پہلے ہے۔ اس کو موت ارادی کہتے ہیں یعنی وہ اپنی تمام خواہشوں سے فانی ہو جاتا ہے۔ اور صرف ارادت حق باقی رہتی ہے۔ یعنی اپنے وجود کو فانی اور ذات الہٰی کو باقی جانتا ہے۔ بحواے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ (جب فقر تمام ہوتا ہے اُس وقت وصال حقیقی حاصل ہوتا ہے) بمقتضائے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) اور بعض کی رائے میں موت تین دفعہ آتی ہے:۔

ایک، فنافی الشیخ +

دوم، فنافی الرسول +

سوم، فنافی اللہ +

اور بعض کی رائے میں دو دفعہ:۔

اول۔ فنافی الشیخ +

دوم۔ فنافی اللہ + فنافی الشیخ کی برکت سے فنافی اللہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ مرشد کی صورت آئینہ جمال الہٰی ہے +

حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جان میں خدا کو دیکھا۔ بقولیکہ الانسان مرأة الرحمٰن (انسان صورت رحمٰن ہے) اور انسان عارف کامل کو کہتے ہیں، جو خدا کو پاکر اس کے وصل سے بہرہ ور ہو چکا ہے +

پس یہ موت در اصل ایک قسم کی بیخودی اور از خود رفتگی ہے۔ بیت

نا توانی از خودیئے خود در آ — تا نہ بینی روئے لیبا بے خطا

یہ تیری خودی ہی تیرا پردہ ہے، اگر یہ خودی دور ہو۔ تو پھر مطلب حاصل ہے حقیقت میں بیخودی غیر حق یعنی ماسوے اللہ سے بیخبری اور خدا سے باخبری کا نام ہے۔ یعنی بیخود خدا کو تو پہچانتا ہے۔ اور سوائے خدا کے عورت ہو یا

ـــــــ

لـه پس جب آگئی اُن کی موت تو وہ نہ ڈھیل کرینگے ایک گھڑی اور نہ پیش دستی کرینگے +

بیٹا یا ماں باپ وغیرہ سب کو بھول جاتا ہے۔ بمصداق آیہ کریمہ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ
اِذَا نَسِیْتَ۔ یعنی اپنے خدا کو اس طرح یاد کر کہ اس کے سوائے اپنے اور
بیگانے تک سب کے سب تجھ کو بالکل بھول جاویں۔ یہ عارف واصل کا درجہ ہے
وصل کے بغیر ممکن نہیں کہ حاصل ہو۔ اور یہ درجہ بعض رائے میں برق کی مانند ہے
بعضوں کی رائے میں اس سے بھی زیادہ۔ چونکہ یہ نورانی بھید عارفوں اور واصلانِ
حق کے سینوں میں بھید عطا کرنے والے ستار اور غفار خدا کے دربار کے راز
ہیں۔ حق حق حق اللہ موجود +

پس اے اپنے خالق اور رازق کے رضا جو تجھے یہ لازم ہے کہ فروتنی اختیار
کرے۔ اور تفرید (علیحدگی) کا درجہ حاصل کرے یعنی دنیا اور اس کے ہر قسم کے
بکھیڑوں سے علیحدہ ہو جا۔ یہ راز اگر میں بیان نہ کروں تو عارف واصل کے
سوا کسی کی سمجھ میں نہ آسکے ؎

حضوری گر ہمے خواہی ازو غافل مشو حافظ
متیٰ ما تلق من تھویٰ دع الدنیا واھملھا

ایک عارف کامل صاحب فرماتے ہیں کہ فقر کا درجہ اُس کے کلام سے
معلوم ہو سکتا ہے۔ ان کے چلن نہایت پوشیدہ ہیں و فتنہ معلوم نہیں ہو سکتے
آخر بات ہی ایک ایسا معیار ہے جس سے اُس کا اندازہ صحیح ناممکن ہے
سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفتہ باشد

عارف واصل ہر وقت اسرار الٰہی کے مزے میں مگن رہتا ہے بات کیے
بغیر اس کا کچھ بھی پتہ نہیں مل سکتا +

اے خدا! اگر جتنا کچھ بھی تو عطا کرے ضرور اپنی مہربانی سے۔ اُس جہان
میں ایمان اور اپنا دیدار عطا فرما۔ قولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ
اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی (جو اس جہان میں بے بصیرت رہا وہ آخرت
میں بھی بے بصیرت رہیگا) ؎

جن کو درشن اتھے ان کو اِت اور اُت — جن کو درشن نا ان کو اِت نہ اُت

تجھ کو مناسب ہے کہ خدارسیدہ اور عارف کامل پیر اختیار کرے۔ شاید کہ تیرا ازلی نصیبہ یاور ہو اور تیری قسمت میں یہ معاملہ لکھا ہو۔ اس میں مطلق شبہ نہیں ہے۔ حق حق حق! اللہ ہی محدود! اللہ ہی معبود اور اللہ ہی مقصود ہے ایسے آدمی کا دامن پکڑ جو تجھے خدا تک پہنچا دے۔ اور اس دوری کے پردے کو جس نے تجھے مصیبت میں رکھا ہوا ہے چاک کر ڈالے۔ پیر نو بہاری بادل کی طرح ہونا چاہئے، پردے اور حجاب کو چاک کرنے والا، بادۂ محبت الٰہی میں مست خدائی کے اسرار سے واقف، جیسے کہ صوفی الیہار قطب مدّ ارحمٰنؒ آپ کی برکتیں ہمیشہ رہیں۔ اگر تیری قسمت اچھی ہے، تو تجھے مرشد کامل ملیگا۔ جو تجھے خدا تک پہنچا دے اور واصل بحق کرے۔ اور جو پیر کے حکم کے بغیر کیا جاویگا، وہ کانٹے کی طرح چبھیگا۔ اور اس کے کرنے سے ذلت نصیب ہوگی اگر اس (پیر کے) حکم سے کرے گا وہ سراسر گلزار ہوگا۔ اور اس سے تو خدا کے دربار کے اسرار سے بھر جائیگا۔ اور اگر ایسا نہیں کریگا فضول کریگا تیری عمر برباد اور ضایع ہو جائیگی ؎

ہر کہ را راندہ شود بے اعتبار	ہر کہ را خواندہ شود صاحب وقار

حق حق حق موجود اللہ اللہ اللہ! خدا کے سوا جو تجھے یاد آوے اُسے اپنا سخت دشمن اور راہ حق سے ہٹانے والا سمجھ! اور یہ کام نفس کے شیطانی وسوسوں سے ہیں ؎

ہوش باید تا کہ باشی مرد راہ	مرد راہ را جز خدا باشد فناہ

بمصداق آیہ کریمہ فاذکرونی اذکرکم (تم مجھی یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) ؎

یاد حق باید ترا اے مرد دیں	تا رسد منزل تو در حق الیقین
حق نماید مر ترا حق الیقیں	قرب حق یابی بلطف محی الدیں
محی الدیں با حق رساند در نظر	ہمچنیں ہر کس نمی دارد اثر
پس ترا باید کہ باشی قادری	تا بیابی در دو عالم سروری
ہست جوش از جوش بحر محی الدیں	ہر زماں آید دگر علم الیقیں
گر ترا باید اثر در زود تر	پس گزیں نائب محمد راہبر

رہبرے عالی معلّے مصطفےٰ — مصطفےٰ کردہ نظر بر مرتضےٰ
آں عنایت مصطفےٰ بر مرتضےٰ — شد عطا بر شیخ جملہ اولیا

حق حق حق موجود اللہ اللہ اللہ اللہ +
فقیر کی اصل غرض پیران علیہ الرحمتہ کا شجرہ بیان کرنا تھا اور اس سے ایک ایسا جوش پیدا ہؤا۔ جس نے مجھے بیخود کرکے بے ساختہ باتیں کرنے پر مجبور کردیا خداجانے اس میں کیا راز ہے۔ صاحب حالت اور قرب الٰہی کے ذوق وشوق رکھنے والے ناظر کو خود بخود کھلجائیگا ؎

از خودیئے خود برائے مرد حق — پس بگوئی از برائے حق حق
حق نما ید مر ترا اسرار خویش — خویش گردی با خدائے خود ہمیش
ہیچ داں ایں جیفۂ بیکار را — کن ہمیشہ کار و بارے یار را

پس تجھ کو مناسب ہے کہ حق کے طریق پر تو حق کہنے اور حق ہی پہچانے والا ہو تاکہ تو اپنے حق کو ٹھیک طور پر پہچان لے۔ خدا تیرے حق کو تجھے ضرور دیگا بشرطیکہ پیر کامل کے ذریعے سے ہو ورنہ نہیں۔ تمام محنت رائگاں بلکہ الٹی مضر ہوگی۔ اگر تو حق شناس مرد ہے تو ان پُر اسرار باتوں پر تجھے پورا اعتبار کرنا چاہئے ورنہ اپنے کیئے کا بدلہ پائیگا۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہا (جو شخص نیک عمل کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے اور جو بُرے کام کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے) پس پیر کو چاہئے کہ مرید کو تین دن تک روزہ رکھوائے اور ہزار دفعہ توبہ کرائے۔ اس کے بعد شغل باطنی حسب ارادت اور صدق مرید عطا فرماوے۔ اور مرید اکیلے بیٹھ کر خلوت میں اس شغل کو ہمیشہ جاری رکھے اور وجود میں لاوے۔ خدائے تعالےٰ کی مدد سے +

فصل ۱
پیران عالیہ قادریہ کے بیان میں

پہلے ذکر فرماوے۔ تہجد یا عشا یا فجر کی نماز کے بعد ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو

تین دفعہ پڑھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
دو سو دفعہ اور اِلَّا اللّٰهُ چار سو دفعہ پھر اسم ذاتی یعنی اللّٰہ ملاحظہ کے ساتھ
چھ سو دفعہ دل پر ضرب دیکر پڑھے۔ پیران چشت کا یہی شغل رہا ہے! وراسی
طریق پر اس میں پوری تاثیر ہوتی ہے۔ اس کے بعض مسئلے پیر کے سینے میں
موجود ہیں۔ علم باطنی کا درس ضروری نہیں ہے لیکن بعض ضروری باتیں بیان
ہونگی تاکہ سالک کے اعتقاد میں ترقی ہوسکے۔ اور دل کا اطمینان میسر ہوسکے۔
اگر باطن کی رفتار میں شبہ واقعہ ہو، تو اس کو دیکھ کر حسب ہدایت مرشد عمل کرے
خدا فرماتا ہے۔ ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون (پس چھوڑ دے ان کو
اپنی گمراہی میں سرگرداں) پس پیر کو چاہیئے کہ طالب کو ہر وقت شغل الم
کہ اللّٰہ ہے عطا فرماتے تاکہ طالب کا دل اس اسم کے ذکر سے روشن اور جاری
ہوجاوے۔ اور مناسب ہے کہ پہلے اس کے دل کو اسم ذات کی تعلیم کرے
اور ایسی توجہ کرے کہ خود بخود اس کے دل سے آواز پڑی نکلے اور لطیفہ جاری ہوجاوے
اور یہ لطیفہ اولےٰ ہے۔ قادریہ اور نقشبندیہ طریق پر۔ اور بعض قادریہ عالیہ
بزرگوں نے اول لطیفہ نفسی خیال کیا ہے! ور لطیفہ قلبی کا محل اڑھائی انگلی کے
قریب دائیں پہلو کی طرف ہے۔ پیر کامل کی توجہ کے پرتو سے ظاہر ہوگا۔ انشاءاللّٰہ
تعالےٰ۔ اور اس کو کبھی بسط اور کبھی قبض۔ اور کبھی سردی اور کبھی گرمی اور کبھی
نور اور کبھی تاریکی۔ کبھی جوش اور کبھی بیہوشی۔ کبھی لطف نوازی اور کبھی
سوز و سازی حاصل ہوگی۔ قولہ تعالےٰ اولٰئك كتب فی قلوبهم الایمان
(وہ لوگ ہیں جو لکھا ہے ان کے دلوں میں ایمان) یہی لطیفہ خدا کے یقین اور
ایمان کی کامل نشانی ہے۔ اور یہ اسم ذات دل میں لکھا گیا ہے۔ جو اس ذکر کا
مزہ پاتا ہے، صاحب ایمان ہے ورنہ ایمان کا خطرہ ہے۔ اور الٰہی نوروں
کی تجلیاں اس لطیفے پر بہت وارد ہیں۔ اور قادریہ پیروں اور حضرت غوث
الاعظم جیلانی قطب ربانی رضی اللّٰہ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے جو معلوم ہوا۔ وہ
یہ ہے۔ کہ سوائے نفسی اور روحی لطیفے کے اور سب لطیفے دل کے بیچ میں ہیں
جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ ان فی جسد الادم لمضغة قلب فی

فی القلب نوادٌ و فی الفواد خفی و فی الخفی اخفی و فی الاخفے سرٌ و فی السّر نور و فی النور انا۔ اللہ اللہ اللہ حق حق حق معبود موجود مقصود مطلوب +

اور اس عاجز کو جناب محبوب ربانی غوث صمدانی کے ذریعے کئی دفعہ باطنی توجہ نصیب ہوئی۔ دل پر نور الٰہی اور تجلّی اور مشاہدہ کی وہ کیفیت ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ معلوم ہؤا کہ قلب لطیفہ کامل ہے۔ اور تمام لطیفوں کا محیط ہے قادریہ عالیہ طریقہ میں اسی لئے اس کو سلطان اللطائف کہا ہے۔ اور پیران چشت علیہم الرحمۃ والرضوان کے طریقے میں قلب اور روح کے سوائے کوئی لطیفہ اور شغل نہیں کرتا۔ اور ان کے لطیفے زبان۔ دل۔ آنکھ اور کان ہیں۔ وہ ان کے ذریعے الٰہی بھیدوں کی تحقیق کرتے ہیں۔ اور کوئی بھی شغل جو وہ کرتے ہیں۔ زبان اور دل سے کرتے ہیں۔ اور لطیفوں کو پسند نہیں کرتے۔ اگرچہ بیان لمبا چوڑا ہے اور احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ لیکن خدا کے فضل سے کچھ بیان کیا جاویگا۔ اور جس طریق کا ذکر کیا گیا۔ اس میں بہت سے بلا خطاب ہیں۔ لا الٰہ یعنی کوئی معبود، مقصود، موجود اور مطلوب نہیں۔ الا اللہ مگر اللہ جو جامع جمیع صفات ہے۔ اور تلقین کے وقت جو اسرار طالب کے لئے ضروری ہیں کئے جاوینگے۔ یہ بلا خطاب طریقہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ میں برابر موجود ہیں لیکن چشتیہ کا سلوک اور طریق تلقین جدا ہے +

لطیفہ دوم۔ روحی ہے، دائیں پہلو کے مقدار کے موافق۔ اور یہ لطیفہ سبزی مائل ہے یعنی سبز رنگ کا ہے۔ اور اس کے اسرار اور واردات ہی جدا ہیں شیخوں کا قول صحیح ہے کہ ذکر اللسان لقلقۃ[1] و ذکر القلب وسوسۃ و ذکر الروح راحۃ۔ اور لطیفہ روحی کے روشن اور جاری ہوجانے میں بڑی راحت ہے +

لطیفہ سوم۔ سرّی، اور وہ دونوں کے بیچ میں ہے سینہ کے اندر اور حکیم اس مقام کو جگر کہتے ہیں۔ اور اس میں اسرار الٰہی اور طرح طرح کی روشنی اور

---

[1] ذکر زبان کا زبانی ہے اور ذکر دل کا وسوسہ ہے اور ذکر روح کا راحت ہے +

بعد باطنی ترقی ہوتی ہے۔ اور جو کچھ سالک کی قسمت میں ہوتا ہے ملجاتا ہے۔ خدا کے حکم اور پیر کامل کی توجہ سے سب کچھ ملتا ہے۔ زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور پیر کامل ہر لطیفہ کی تعلیم اسم ذات سے کرتا ہے! اور سالک سمجھ اور کان اور ہوش اُس پر لگاتا ہے۔ یہی اس کا سبق ہوتا ہے اس قدر کوشش کرتا ہے کہ اندر سے آواز بڑی نکلتی ہے۔ اور خدا کا ذوق اور شوق غالب ہوجاتا ہے +

لطیفہ چہارم۔ نفسی ہے۔ اس لطیفے کا محل ناف ہے۔ کیونکہ ناف ہی ایک ایسی جگہ ہے جس میں تمام مفاسد اور اضداد اور مواد شہوانیہ جمع ہیں۔ تمام خواہشوں کی آگ یہیں سے بھڑکتی ہے۔ اور ناف کے اوپر صفائی کی بلندی ہے۔ اور اس کے نیچے کدورتوں کی ترقی ہے۔ تو نہیں جانتا ہے کہ شہوت اور بول و براز اور منی کا اخراج یہ سب کچھ اسی مقام کے بادشاہ کے زیر حکم ہے۔ اور بادشاہ نفس امارہ ہے۔ وعدوی وعدوك بین جنبیك (اور تیرا سب سے بڑا دشمن تو یہی باغی ہے) اپنی نظر اور ساری توجہ اس محل پر لگاوے۔ اور اسم اللہ کا ملاحظہ غیروں کے سامنے اس طرح کرے کہ رفتہ رفتہ یہ اسم اس مقام سے سنا جاوے۔ اور نفس اسی اسم سے ذاکر ہووے +

اے بھائی! خدا کی یہ کیسی عجیب قدرت ہے کہ خداوند تعالٰے جب چاہتا ہے کافر کو مسلمان بنا دیتا ہے +

اس فقیر پر ایک دفعہ یہ حالت طاری ہوئی کہ خاکسار کے پیر نے اپنا مبارک ہاتھ اس لطیفے پر رکھا۔ اسی وقت یہ سرکش اسم ذات کے ذکر میں مصروف ہو کر آواز دینے لگا۔ حضرت شیخ صاحب دامت برکاتہ کی توجہ اشرف سے قرب الٰہی کے ذوق و شوق کا وہ غلبہ ہؤا کہ یہ کافر ایک ہی نظر میں مسلمان ہوگیا۔ اور ایسا مسلمان ہؤا۔ خود بخود اللہ اللہ کہنے لگا اور اس غلبے سے مغلوب اور گداز ہوگیا۔ درحقیقت پیروں کی توجہ اسی کا نام ہے

پیر باید پیر کامل رہبر ۔ باخدا واصل کند دریک نظر

راہبر باید ترا اے راہ رو　　در نہ باشی ہیچو دزدانہ گرد

اور اس لطیفے کی ایسی مشق کرے کہ خدا کے فضل سے ذکر اسم اللہ کی آواز سنی جاوے ۔ اور قیمتی عمر ضائع نہ کرے ۔ اور اگر اس کوشش میں تو بے بہرہ رہا تو تو کوڑی کے کام کا نہ ہوگا ۔ سب تجھ سے نفرت کرینگے ۔ کوئی تجھ سے نہیں ملیگا ۔ بلکہ تجھ سے پرہیز کرینگے ؎

خیز شو عاقل گزیں راہِ خدا
کن طلب پیرے کہ باشد رہنما

اور سچے دین کے رہنما حضرت شیخنا قطب العالم وغوث الاعظم کی رائے میں یہی چار لطیفے معتبر ہیں جو بیان کئے گئے ہیں +

دیگر ۔ خفی و اخفےٰ ، دل کے بیچ میں ہے لیکن سلسلہ عالیہ قادریہ کے پیر علیہم الرحمۃ والرضوان انہی چار لطیفوں کو اسرار الٰہی سے پختہ کرتے ہیں ۔ بلکہ دنیا کے پروردگار موجود معبود کے نور شہود کے جلوے ، پرتوے پر پرتوہ اور نور پر نور وارد ہوتا ہے ۔ اور جو کچھ معلوم ہوتا ہے ، اسی میں ہوگا ۔ اور اسی کو مجاہدے ۔ مکاشفے ۔ مراقبے اور مشاہدے سے خوب پکا کرتے ہیں اسی پر خیال لگایا اور دل جمایا ہے +

اور طریقہ نقشبندیہ میں اور بعض قادریہ علیہم الرحمۃ والرضوان خفی و اخفےٰ پیر کی توجہ سے سب پختہ کرتے ہیں +

خفی ، دونوں بھوؤں یعنی ام الدماغ کے بیچ میں ہے ۔ اور اس میں آب حیات کے چشمے کا پانی رکھا گیا ہے ۔ اس کو ذکر اسم اللہ سے ایسا پختہ کرتے ہیں کہ خود بخود اس کی زبان لگ جاتی ہے ۔ اور ذوق شوق الٰہی کی عجیب حالت طاری ہوتی ہے ۔ اور اسی لطیفے سے نور الٰہی دیکھا گیا ہے +

اخفےٰ ، چھٹا لطیفہ ہے ۔ دماغ کے عین بیچ میں اور اس سے سلطان الاذکار اٹھتا ہے اور ایسا جلوہ دکھاتا ہے کہ اس کی تاثیر سارے بدن میں نظر آتی ہے ۔ اور بال بال زبان بن جاتا ہے ۔ اور ذکر میں ایسا مشغول ہو جاتا ہے کہ خدا کے حکم اور ذات بابرکات عالی درجات نیکیوں کے سرچشمے پیر جہان

وجہانیاں سید محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی قطب ربانی خدا ان پر راضی ہو اور وہ ہم پر راضی ہوں کی توجہ عالی سے جو کچھ اس عاجز کو ملا اور نظر آیا ہے، جو چکھیگا وہی جانیگا اور دیکھیگا - اور جو نہیں چکھیگا وہ بھلا کیا جانے اور کیا سمجھیگا - علم باطن کا ظاہر کرنا ترک فرض ہے - کیونکہ ایسا علم پوشیدہ رکھنا ہی فرض ہے - لیکن سالک اور صادق طالب کے لئے کچھ بتلایا جاوے گا - بعون اللہ الہادی *

فصل ۲

سالک کو اسم اعظم تلقین کرنے کے بیان میں

مشائخ کرام اور واصلان حق کے نزدیک اسم ذات اللہ ہے - اور پیران فقیر علیہم الرحمۃ والرضوان اس طرح پر اس کی تلقین کرتے ہیں - کہ تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر تین انگلیوں یعنی میانہ وسبابہ اور نر انگشت پر دم کر کے دل کے مقام پر رکھتے ہیں اور باطن کی توجہ سے اس کو (دل) اسم ذات کی ایسی تلقین کرتے ہیں کہ خود بخود اس میں مشغول ہو جاتا ہے - اور ان کی برکت اسرار سے دل کی زبان ہو جاتی ہے - اور خداوند تعالے جلشانہ کی قدرت کاملہ سے اس گوشت کے ٹکڑے کی زبان پیدا ہو کر اللہ الہادی کی مدد سے نہایت ذوق اور شوق کے ساتھ اللہ اللہ کہنے لگتی ہے - اور تلقین کسی دوسرے طریقہ میں کم ہوتی ہے - بلکہ میں نے کسی سے دیکھی بھی نہیں - اور سالک کو چاہیئے کہ اپنے دم کو بند کر کے دل پر باطنی ضرب پہنچائے اور دل کی زبان سے اللہ اللہ کہے! ور دل کی ایسی تعلیم کرے کہ اس خیال میں سونے، جاگتے، بات کرنے، اور چپ رہنے میں اسم ذات کا ہی تکرار کرے - اور اس قدر اس کا ذکر کیا کرے کہ ہوش اور بیہوشی میں دل کی زبان سے خود بخود اللہ اللہ نکلے - اور شعور سے بے شعور ہو جائے اور ایک اور قسم کا عقل وشعور پیدا ہو جائے کہ اس شعور سے نور حق کو مشاہدہ

کرے۔ اور اسم ذات کو ایسا پختہ کرے۔ کہ اس کی موت کے بعد اس کی قبر سے تاثیر اور ذوق پایا جاوے +

مثلاً، بٹالہ میں حضرت ابو الفرح محمد فاضل الدین قدس سرہٗ کی خانقاہ کے نزدیک فاتحہ کے بعد جب میں مراقبے میں بیٹھا تو مجھے ایسا ذوق اور شوق حاصل ہؤا۔ اور اسم ذات میرے دل بلکہ ہر ایک لطیفہ پر روشن اور جاری ہوگیا۔ جیسا کہ مجھے اپنے پیر سے حاصل ہؤا تھا۔ اس طرح پر جیسا کہ کوئی زندہ آدمی زندہ کو توجہ دیتا ہے۔ اور شوق الٰہی سے غلبہ سے مَیں نے زھد ترقی کی اور اسی طرح ہر ایک بزرگ کی خانقاہ سے میرے باطن کو اللہ الھادی کی مدد سے کچھ کچھ حاصل ہوتا رہا +

مثلاً حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کی مزار شریف پر فاتحہ کے بعد جب میں مراقبے میں بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام وجود سرتاپا نور میں غرق ہے۔ اور اسی واسطے کہا ہے۔ کہ درویش کا سلوک اس کی قبر سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اس کے باطن کی صفائی اس کی رسائی کے موافق معلوم ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ معلوم کرنے والا خود صاحبِ دل ہو +

حکایت۔ ایک بزرگ کئی ہزار اسم ذات کا وظیفہ کرتا تھا۔ ایک دن وہ ایسا زخمی ہؤا کہ اُس کا خون نکل آیا۔ اور خون کے ہر ایک قطرے جو زمین پر گرا اسم ذات کا لکھا گیا۔ جیسا کہ منصور حلاج کو جب سولی دیا گیا تو خون کے ہر ایک قطرے سے زمین پر انا الحق لکھا گیا۔ پس تجھے لازم ہے کہ اسم ذات کا ایسا طالب اور شاغل ہو کہ اپنے حال سے بیخود ہو کر اللہ ہی ہو جاوے۔ جیسا کہ اذا اتمّ الفقر فھو اللہ۔ اور خاص حاجی نوشہ گنج بخش قدس اللہ سرہٗ کا قول ہے ؎

اللہ اللہ اتنا کہہ
اللہ رہے اور آپ نہ رہ

اور ہر ایک بال سے جو تیرے بدن پر ہے اللہ کی آواز نکلے اور جس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے تو اللہ الھادی کے حکم سے سلطان الاذکار کا دروازہ

کھل جاتا ہے۔ اور سلطان الاذکار ایک ایسا ذکر ہے۔ کہ جوگی اور سنیاسی لوگ اسے انخد وانتہائے لطائف کہتے ہیں جس وقت خداوند تعالےٰ کی عنایت سے سلطان الاذکار کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ تو سر سے لے کر پاؤں تک تمام وجود اور مغز۔ ہڈیوں۔ گوشت۔ چمڑے اور خون اور بالوں سے یہاں تک کہ صاحب ذکر کے کپڑوں سے جو پہنے ہوئے ہوں۔ ذکر کی تاثیر پائی جاتی ہے ✥

حکایت۔ ایک لڑکی بڑی صاحب دل اور روشن باطن وعارفہ وصلہ تھی۔ اور اُس کے باپ کو جناب الٰہی سے سلطان الاذکار حاصل تھا۔ لیکن وہ دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اس جگہ ایک قلعہ ایسا تھا جس میں باغی کافر رہا کرتے تھے۔ جنہوں نے اس کو قتل کیا تھا، اور اس کے ساتھ چند اور مسلمان بھی مقتول ہوئے۔ ان بےرحموں اور سنگدلوں نے بہت سے اور آدمیوں کے ساتھ ان کو ایک کنوئیں میں گرا دیا۔ کچھ عرصے بعد اُس آدمی کا چمڑہ اور گوشت گل گیا۔ اور اُس کی ہڈیاں دوسرے آدمیوں کی ہڈیوں کے ساتھ مل جل گئیں۔ پھر جب ایک عرصے کے بعد ایک مسلمان بادشاہ نے جو کہ روشن نام فرخندہ عنوان اور یتیموں اور بیکسوں کا داد دہندہ اور عارفوں اور درویشوں کا شناسندہ تھا۔ ان کافروں کے قلعہ کو شاید اس عارفہ لڑکی کے وجود کی تاثیر و برکت کے باعث حکم الٰہی سے فتح کیا۔ اور پھر اس کنوئیں سے ان تمام ہڈیوں کو نکالا۔ وہ صاحب نظر لڑکی ایک ایک ہڈی لے کر کان سے لگا کر علیحدہ علیحدہ رکھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ اپنے باپ کی تمام ہڈیوں کو جمع کر لیا۔ اور اپنے مقام پر لا کر ان کو دفن کیا۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے باپ کی ہڈیوں کو کس طرح پہچانا۔ اُس نے کہا کہ میں اپنے باپ کی ہڈیوں سے ذکر کی آواز سنتی تھی۔ کیونکہ اُس کو سلطان الاذکار حاصل تھا۔ پس اسی واسطے درویشوں کی خاک میں تاثیر اور برکت عظیم ہوتی ہے۔ اور ان کی خاک سے ظاہری اور باطنی مرادیں حاصل ہو سکتی ہیں ✥

حدیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور۔ یہ قبور اہل ظہور ہوتی ہیں۔ اور درویشوں کی گفتگو اسرار الٰہی کے پہنچانے والی ہوتی ہیں بشرطیکہ پہچاننے والا صاحب خبر ہو۔ ورنہ بکری کے گلے میں لعل والی مثال ہے ؎

نور باید تا شناسد نور را جنتی باید کہ بیند حور را
زر شناسد ہر کہ باشد زرگرے بار عیسے راچہ داند ہر خرے
قدر داں باید کہ باشد مرد دیں دیدہ باشد روئے روشن محی الدیں

اور یہ چھ لطیفے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے پیران قادریہ و نقشبندیہ کے طریقے ہیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور اسم ذات کے اسرار کو پختہ کرتے ہیں۔ اور سلطان الاذکار جس کو انا لحد کہتے ہیں چھٹے لطیفے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور تمام وجود میں سرایت کرتا ہے۔ اور اس کے غلبے اور ذوق وشوق سے تمام وجود اسرار الٰہی میں محو و مست اور مخمور اور مستغرق ہو جاتا ہے +

تعریف سلطان الاذکار

سلطان الاذکار میں بعض وقت آواز دیگ کے جوش کی طرح ہوتی ہے اور بعض وقت جرس کے آواز کی طرح اور بعض وقت اس کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے زنبوروں کے چھتے سے نکلتی ہے +

اور حضرت مولوی سید مظہر علی صاحب دامت برکاتہٗ فرماتے ہیں کہ یہ آواز دریائے حدت ہے جو کہ زمین اور آسمان کے درمیان جاری ہے +

اور محمدی شاہ صاحب جلال آبادی خلیفہ حضرت محمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ یہ آواز تمام اسمائے صفات کی آواز ہے کہ اسمائے الٰہی اکٹھے ہو کر آواز کرتے ہیں۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ یہ آواز تمام چیزوں کی آوازوں کا مجموعہ ہے۔ اور یہ اخیری ذکر ہوتا ہے بندی کو یہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس ذکر کو ہمیشہ بسط ہے قبض نہیں۔ اور یہ آواز خلق خدا سے پیشتر بھی تھی۔ اور سر سے نکلتی ہے۔ اور تنگ حجرے یا جنگل میں اس کی کشائش بہت ہے۔ اور جب یہ غلبہ کرتی ہے

تو ڈھول اور نقارے کی آواز پر بھی غالب آتی ہے۔ اور بعضے بزرگ بازار میں بیٹھ کر کرتے ہیں۔ اور ایک عمدہ آواز سنی جاتی ہے۔ اور یہ آواز سب آوازوں پر غالب ہے۔ کیونکہ اس میں اسمائے الٰہی کی آوازیں مجتمع ہیں۔ اور اس فکر میں حضرت سرور انبیا خاتم النبیّین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حرا میں سات سال تک ریاضت کی ہے۔ اس کے بعد وحی کی آواز کی طرح آواز سنی جاتی تھی۔ اس کے بعد جبرئیل نازل ہوا۔ اور اسی آواز سے کلام کرتا تھا +

اور حضرت غوث الاعظم جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ اسی غار منبر کہ میں بارہ سال تک سلطان الاذکار کے ذکر میں مشغول رہے +

اور حضرت موسٰی صلواۃ اللہ علیہ کو بھی آواز آتی تھی۔ اور جنگل میں ہر طرف سے بغیر متکلم وجہت کے اُس کو سنتے تھے۔ افلاطون نے کہا اے موسٰے، تو ہی ہے جو کہتا ہے، کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حضرت موسٰے نے فرمایا ہاں میں ہی ہوں۔ جو کہتا ہوں ہر طرف سے آواز سنتا ہوں۔ اور یہ آوازِ آیات وحی اور الہام وحی سنی جاتی ہیں، افلاطون نے اس بات کی تصدیق کی اور ایمان لایا اور یہی آواز ہے جو انشاء اللہ تعالےٰ انتہائے سلوک کے بعد خود معلوم ہو جاویگی۔ اور مقامات کاٹے کرنا اور آسمانوں کی سیر کرنا باقی ہے، جو پیران علیہ الرحمۃ والرضوان کے سینوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کا ظاہر کرنا فرض تک ترک کرنا ہے اور اس کو پوشیدہ رکھنا عین فرض ہے۔ مگر اُس سالک کو جو طلب کرے، خلوت میں بیجا کر سکھلاتے ہیں۔ اور پیران چشت جو عارفان حق اور ساکنان بہشت ہیں، ان کا طریقہ تعلیم علیحدہ ہے۔ جو کچھ اس بندہ کو حاصل ہُوا ہے۔ انشاء اللہ اس سے کچھ تھوڑا سا ظاہر کیا جاویگا +

فصل ۳

دربیان پاس انفاس

پاس انفاس قادریہ عالیہ و چشتیہ بہشتیہ کے طریقوں میں کیا جاتا ہے

اور اس کے بہت سے طریقے ہیں :-

پہلا یہ ہے، کہ لَا اِلٰہَ سانس کے ساتھ اندر کی طرف لیجاتے ہیں۔ اور اِلَّا اللّٰہ سانس کے ساتھ باہر لاتے ہیں۔ اور دم بدم ذکر میں مشغول ہوتے ہیں +

دوسرا یہ کہ سانس کے ساتھ اندر و باہر اللّٰہ کہتے ہیں +

تیسرا اسی طرح لفظ ھو کو سانس کے ساتھ اندر و باہر کیا جاتا ہے اور اس ذکر میں منہ بند کر کے ناک کے راستے مشغول ہوتے ہیں۔ اور ذکر میں اس طرح مستغرق ہوتے ہیں کہ خود بخود سوتے جاگتے پاس انفاس کا ذکر حاصل ہو جاتا ہے اور ملاحظہ و واسطہ کی رعایت رکھتا ہے +

دیگر اسم یا حی یا قیوم کا پاس انفاس کرتے ہیں، اس طرح پر کہ یا حی سانس کے ہمراہ اندر لاتے ہیں اور یا قیوم باہر لیجاتے ہیں اور اس ذکر میں ذوق و شوق کی گرمی بہت ہے +

دیگر اللّٰہ سانس کے ہمراہ اندر لیجاتے ہیں اور ھو باہر لاتے ہیں۔ یہ پیر کی اجازت سے تاثیر کرتا ہے اور بغیر اجازت کے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور اس فقیر کو سید مظہر علی قدس اللّٰہ سرہ سے بطریقہ قادریہ و چشتیہ حاصل ہؤا تھا۔ اور اس میں ایک اسرار عظیم ہے۔ جو طالب صادق اور سالک کو جبکہ وہ اس کی ابتدا یا اوسط میں پہنچ جاتے ہیں۔ تب تعلیم کرتے ہیں۔ اور اسی اسرار میں بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش بموجب قول حضرت شیخ الجن و الانس سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللّٰہ عنہ! اس سے انتہائے سلوک اور سبق عرفان اور وصال حق ہوتا ہے۔ اس کی تاثیر پیر کی تعلیم سے ہوتی ہے۔ اور کاغذ پر تحریر کرنا جائز نہیں۔ اس کو کلمات الحق کہتے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اللّٰہ اللّٰہ حق موجود و معبود و مقصود۔ اور اس میں شک نہیں۔ اور یہی باعث ہے کہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ چند مدت

تک یہ کیفیت رہی کہ جب میں اس کو ڈھونڈتا تو اپنے آپ کو پاتا۔ لیکن عرصہ تیس سال سے یہ حالت ہے کہ میں خود کو ڈھونڈتا ہوں۔ تو اُس کو پاتا ہوں۔

قولہ تعالیٰ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

یہاں خیر کثیر سے مراد علم عرفان الٰہی ہے۔ وما یذکر الا اولوا الالباب یہاں اولوالالباب سے مراد عارف واصل ہے۔

مثنوی

چوں عنایت حق ترا گردد رفیق — مر ترا پیرے رسد صاحب طریق
در وصال حق شوی رحال گم — گم شدن گم باشدت تفسیر تم
فرد باشی در وصال یار خویش — خویش را گم کن چو کردی خویش خویش
فرد باشی چوں فریدالدین عطار — گرچہ بینی در وجود خویش یار
فرد باشی چوں فرید اندر وصال — ایں مراتب دان بعید از قیل و قال
ایں مراتب بایزید ست اے ولی — ایں مراتب یافت اول شاہ علی
شاہ علی از مصطفےٰ عالی مکاں — مصطفےٰ از قرب رحمان لامکاں
ایں مراتب شیخ عبدالقادر است — گفت مولےٰ غوث اعظم قادر است
ایں مراتب بہاؤالدین را — نقشبندی مرد عالی دین را
ایں مراتب ہست مردان خدا — صاحب ایں در را دارد جدا
ایں مراتب معین الدین را — از معین الدین قطب الدین را
ایں مراتب شد فریدالدین را — از فریدالدین علاؤالدین را
از علاؤالدین شمس الدین را — ایں مراتب شد جلال الدین را
ایں مراتب ہست عبدالحق را — بندگی عبدالقدوس الحق را
ایں مراتب شیخ صادق را ابدا — از عنایت شاں شدہ روشن نہاں
ایں مراتب سید ذکریا را ہست — از عنایت مصطفےٰ روشن جلیست
ایں مراتب شاہ ابادانی بدال — ایں مراتب قطب رحمانی مال

ایں مراتب ہست صوفی الہ یار
اوست مرد حق قطب شہسوار

چونکہ اس وقت فقیر کا ارادہ یہ ہے۔ کہ اُن بزرگوں کی بابت کچھ ذکر کرے

جن کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہؤا ہے۔ لہذا انہیں کا حال کچھ عرض کرتا ہے +

اول ہی اول لڑکپن کے زمانہ میں جب میں استاد کی خدمت میں سبق پڑھا کرتا تھا، تو ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ تو لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم پڑھا کر۔ اسکے پڑھنے سے جو کچھ سبق کی نسبت تجھے بھول گیا ہوگا، خواب میں معلوم ہو جایا کریگا۔ اس کے بعد جب کبھی مجھے کسی لفظ کی بابت شک ہوتا، تو میں یہ پڑھ کر سو جاتا تو خواب میں ایک شخص آکر مجھے یاد دلاتا کہ فلاں لفظ ہے جو تجھے بھول گیا ہے چند مدت تک یہی کیفیت رہی۔ اور اس عرصہ میں فقیری کی محبت دل میں گھر کر گئی۔ لیکن قسمت وقت پر موقوف ہے۔ ایک روز ایک شخص فقیرانہ صورت میانہ قد ہاتھ میں عصا لئے ہوئے میری طرف آیا اور مجھے خوشخبری دی کہ تجھ کو بہت سا فیض حاصل ہوگا۔ اس پیرمرد کی خوشخبری دینے سے دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اور اس کے بعد شیخ خدا بخش صاحب جو حضرت سید محمد ذکریا کے خادموں میں سے تھے۔ ان کے مزار شریف پر اس فقیر کی آمدورفت بہت رہی اور مجھے خواب میں اشارتاً فرماتے تھے۔ کہ میاں محمدی شاہ صاحب سے جو کہ اُن کے فرزند ارجمند اور خلیفہ تھے۔ علوم باطنی کی بابت کچھ سیکھو۔ میں نے اُن سے جہاں تک اُن کی رسائی تھی حاصل کیا۔ لیکن چونکہ دل میں شوق بھرا ہؤا تھا، اتنے پر اکتفا نہ کیا۔ اور دل کو تسلی نہ ہوئی۔ اور جس قدر چاہئے تھی ان سے مطلب براری نہ ہوسکی۔ لیکن ان سے بہت سا فیض حاصل کیا۔ اور شجرہ قادریہ جو ان کو اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہؤا تھا۔ مجھے ارشاد کیا۔ اس سے پھر میرے تن بدن میں شوق الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور مجھے بے طاقت کر دیا +

اس کے بعد میں لطف اللہ شاہ قادری کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ انہوں نے کمال عنایت و شفقت سے اس مسکین کو حضرت قبلہ دو جہان بیحد و بے مثل عالیشان شیخ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی کی بارگاہ عالی جاہ جناب فیضمآب

ہیں سپرد کیا۔ اور حضرت قبلہ دنیا والدین حضرت شاہ محمد مقیم محکم الدین قدس سرہ العزیز کے وسیلہ سے طریقہ قادریہ عالیہ کی تعلیم دی +

اور نوشاہیہ قادریہ طریقے سے بھی بہت سا فیض حاصل ہؤا۔ اور درویشوں کے ساتھ جو کہ حضرت سہنڈ ورہ کی طرف سے آئے تھے نوشہر شریف میں حضرت پیر محمد سچیار بادشاہ کے مقبرہ میں مُلاقات ہوئی، اُنہوں نے قصیدۂ غوثیہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ اور میں نے جھنگ میں جو کہ میرے بزرگوں سید بہاؤالدین قدس سرہٗ کا وطن تھا۔ آکر قصیدہ غوثیہ کی زکاۃ دی۔ اور جناب عالی صفات سے مجھے بہت سی عنایت حاصل ہوئی۔ اور حضرت شیخ الجن والانس کے دیدار سے مشرف ہؤا۔ اور جناب عالی کا عرس میں نے اختیار کیا اور بزرگان دین اور عاشقان علم الیقین کی اجازت اور بزرگان شطار و عارفانِ حق اور واصلان پروردگار سے بھی اس مسکین کو بہت سا فیض حاصل ہؤا۔ اور ان کا ذکر انشاء اللہ بیان کیا جاویگا +

فصل ۴

حضرات عالی درجات بلند مکان واصلان و عارفان حق یعنی پیران قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قدس اللہ سرہم کے شجروں کا بیان

قادری طریقہ سے پہلے پہل اس عاجز کو محمدی شاہ صاحب سے فیض حاصل ہؤا۔ اور ان کو اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ خدا بخش ثابت یقین سے۔ اور اُن کو مقبول بارگاہ کبریا سید محمد ذکریا رسول نما سے اور اُن کو میاں شاہ محمد سندھی سے۔ اور ان کو شاہ محمد قریشی عباسی لاہوری سے۔ اور اُن کو شاہ محمد خانلودی سے۔ اور اُن کو حضرت پیر محمد خانلودی سے۔ اور اُن کو حضرت شاہ آدم

اشرف حسینی بنوری قدس اللہ سرہم سے ۔ اوران کو بندگی شیخ طاہر لاہوری سے اور ان کو حضرت شیخ سکندر ابن شاہ عماد سے اوران کو شاہ کمال کیفی سے۔ اوراُن کو حضرت سید فضل قدس سرہٗ سے۔ اوراُن کو حضرت شاہ گدا رحمان سے۔ اوراُن کو سید شمس الدین عارف سے ۔ اوراُن کو حضرت شاہ رحمان گدا سے۔ اوراُن کو حضرت شمس الدین صحرائی سے۔ اوراُن کو حضرت سید عقیل سے اور اُن کو حضرت سید بہا والدین سے۔ اوران کو حضرت سید وہاب سے اوراُن کو حضرت سید شرف الدین قتال سے۔ اوران کو حضرت سید عبدالرزاق سے۔ اوران کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ و مخدوم و شیخ و درویش حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ اوراُن کو حضرت قبلہ کونین کعبہ دارین سید ابو صالح سے۔ اوراُن کو حضرت موسیٰ جنگی دوست سے۔ اوراُن کو حضرت سید یحییٰ زاہد قدس اللہ سرہٗ سے۔ اوراُن کو جناب حضرت سید عبداللہ سورروش سے۔ اوراُن کو جناب حضرت شاہ موروش قدس اللہ سرہٗ سے۔ اوراُن کو حضرت سید موسیٰ الجون قدس اللہ سرہٗ سے۔ اوران کو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قطب رحمانی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اوراُن کو حضرت سید عبداللہ حسن مثنیٰ سے۔ اوراُن کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے۔ اوراُن کو حضرت شاہ مرداں شیر یزداں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے۔ اوراُن کو جناب سرور انبیاء خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ مقصد معبود و طریق معہود کا سلوک ابتدا سے انتہا تک ختم ہوا۔ جیسا کہ بزرگوں کا معمول ہے۔ اور نیز خرقہ خلافت اور اجازت اور شرف بیعت بھی ؛

اور اب شجرہ حضرت پیران قادریہ و نقشبندیہ یکجا بیان کیا جاتا ہے:۔

اس فقیر حقیر اسیر نفس سید بہادر شاہ قادری کو جناب فیضماٰب قبلہ سالکان اور کعبہ واصلان اور تکیہ گاہ بیکسان و یتیمان اور دستگیر جملہ درماندگان خلیفہ رحمان قطب زمان حضرت بندگی صوفی اللہ یار بیگ خاں رومی شاہ جہان آبادی دام اللہ برکاتہٗ واقبالہٗ فی الدنیا والدین سے حاصل ہوا۔ اوراُن کو حضرت قطب ربانی اور عارف و رمعانی صوفی ابادانی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اوراُن کو حضرت مفتی اللہ کا

کبریا سید محمد ذکریا رسول نما قدس اللہ سرہٗ سے اور ان کو جناب شاہ محمد سندھی سے۔ اور ان کو جناب شاہ محمد قریشی عباسی لاہوری قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور ان کو حضرت پیر محمد خانلودی قدس سرہٗ سے۔ اور ان کو شیخ آدم شریف حسینی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور ان شیخ آدم طاہر لاہوری قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور ان کو حضرت شیخ سکندر ابن شاہ عماد سے۔ اور ان کو حضرت شاہ کمال کیتھلی سے۔ اور ان کو جناب شاہ فضیل قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور ان کو حضرت سید گدا رحمانی سے۔ اور ان حضرت شمس الدین عارف سے۔ اور ان کو حضرت شاہ رحمان گدا ابن سید ابو الحسن سے۔ اور ان کو حضرت شمس الدین صحرائی سے اور ان کو حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور ان کو جناب حضرت سید بہاؤ الدین قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور ان کو جناب سید عبد الوہاب قدس اللہ سرہٗ سے اور ان کو جناب سید عبد الرزاق سے۔ اور ان کو حضرت سید و سلطان و خواجہ و مخدوم غریب و بادشاہ و شیخ و درویش مولانا محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی قطب ربانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے۔ اور ان کو شیخ ابو سعید مخزومی سے اور ان کو حضرت شیخ ابو الحسن علی الہکاری سے۔ اور ان کو حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی سے۔ اور ان کو حضرت شیخ عبد الواحد ابو الفضل سے۔ اور ان کو حضرت شیخ جنید ابو القاسم سے۔ اور ان کو حضرت شیخ ابو بکر شبلی سے۔ اور ان کو شیخ جنید بغدادی سے۔ اور ان کو حضرت شیخ عبد اللہ سری سقطی سے۔ اور ان کو حضرت شیخ معروف کرخی سے۔ اور ان کو حضرت امام داؤد طائی سے اور ان کو حضرت شیخ حبیب عجمی سے۔ اور ان کو حضرت خواجہ حسن بصری رض سے۔ اور ان کو حضرت جناب علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہ سے۔ اور ان کو حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے +

واسطہ قادریہ عالیہ امامیہ ایک اور بھی ہے۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ حضرت شیخ معروف کرخی نے دو جگہ سے فیض حاصل کیا۔ ایک امام داؤد طائی سے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور دوسرا حضرت امام علی موسےٰ رضا سے۔ اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار جناب موسیٰ کاظم سے۔ اور انہوں نے

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت امام زین العابدین وتاج العارفین سے۔ اور انہوں نے حضرت سید الشہدا والغربا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے۔ اور انہوں نے حضرت علی المرتضےٰ اشیر خدا کرم اللہ وجہہ سے۔ اور انہوں نے حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے +

واسطہ وفیض نقشبندیہ اس فقیر کو خلیفۃ الرحمٰن قطب الزمان حضرت صوفی اللہ یار بیگ خان سے پہنچا۔ اور انہوں نے حضرت صوفی آبا دانی قطب ربانی در معانی سے۔ اور انہوں نے حضرت سید محمد ذکریا رسول نما سے اور انہوں نے حضرت میاں شاہ محمد سندھی سے۔ اور انہوں نے حضرت شاہ محمد قریشی عباسی لاہوری سے۔ اور اُنہوں نے حضرت بندگی شاہ محمد صاحب خانوادی سے۔ اور اُنہوں نے حضرت شیخ سعدی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور انہوں نے حضرت شیخ نصرمن الجن متوطن برج قلعہ رہتاس سے۔ اور انہوں نے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی سرہ العزیز سے۔ اور اُنہوں نے حضرت خواجگی امکنگی سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ درویش محمد سے اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد زاہد سے۔ اور اُنہوں نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے۔ اور اُنہوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس اللہ سرہ العزیز سے اور انہوں نے حضرت خواجہ بہاؤ الحق والشرع والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت خواجہ امیر کلال سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ بابا شماسی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور اُنہوں نے حضرت خواجہ عزیز علی رامتینی رح سے۔ اور انہوں نے حضرت محمود الخیر فغنوی سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ محمد عارف دیوکری سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے۔ اور انہوں نے حضرت شیخ علی فارمدی طرطوسی سے اور انہوں نے حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور انہوں نے حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی سے۔ اور اُنہوں نے حضرت امیر المومنین امام جعفر صادق رضہ سے۔ اور انہوں نے حضرت امام قاسم بن محمد ابن ابو بکر صدیق

رضی اللہ عنہ سے۔ اور انہوں نے حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اور
انہوں سے حضرت فخر عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے +
واسطہ دیگر حضرت شیخ بوعلی فارمدی طرطوسی شیخ ابوالقاسم گرگانی سے
فیضیاب ہوئے۔ اور حضرت شیخ ابوعثمان علی مغربی سے۔ اور وہ حضرت
ابوعلی کاتب سے۔ اور وہ حضرت ابوعلی رودباری سے۔ اور وہ حضرت شیخ
جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور وہ حضرت شیخ عبداللہ سری سقطی سے
اور وہ حضرت معروف کرخی سے۔ اور وہ حضرت امام داؤد طائی سے۔ اور
وہ جناب حضرت خواجہ حبیب عجمی سے۔ اور وہ حضرت خواجہ حسن بصری سے
اور وہ جناب شاہ مرداں شیر یزداں اسداللہ غالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ
سے۔ اور وہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اور وہ حضرت رب العالمین
ارحم الراحمین سے +
واردات۔ ایک دن یہ مسکین خاکپائے غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ عنہ اپنے
شیخ ومرشد حضرت قبلہ صوری ومعنوی صوفی صاحب سے اجازت طلب
کرکے پہلے حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے مزار شریف
پر جا کر زیارت سے مشرف ہؤا۔ اور بعد ازاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت سے فارغ ہو کر اس جگہ فجر کی نماز میں
مشغول ہؤا۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جناب میں حاضر ہو کر فاتحہ پڑھ کر
مراقبہ میں بیٹھا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت نے اس مسکین کے دونوں ہاتھوں میں
کوئی چیز برنگ سفید دو یا تین مرتبہ عطا کی اور رخصت عنایت فرمائی۔ میں اس
مکان عالی شان سے بصد خوشی وخرمی اٹھکر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہؤا۔
اور اپنے شیخ ومرشد کی قدمبوسی حاصل کرکے ماجرا ان کی خدمت میں عرض کیا
جناب صوفی صاحب نے فرمایا کہ تجھ کو چشتیہ فیض بھی حاصل ہوگا۔ اور حضرت
صوفی آبادانی قطب ربانی قدس سرہٗ کو بھی چشتیہ فیض باطن ہی میں جناب
نظام الدین اولیا قدس سرہٗ سے حاصل ہؤا تھا۔ اور حضرت شیخ مادامت برکاتہٗ
نے اس فقیر کو ایک کلاہ اپنے پیر سے اور ایک خرقہ اور رومال اپنی طرف سے

عنایت کیا۔ اور شجرہ قادریہ و نقشبندیہ کی خلافت مرحمت کی۔ اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مجھے لے گئے۔ اس بارگاہ عالی سے بہ حکم ہوا کہ اس کو ہم نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ ایسی ایسی نوازشوں کے بعد رخصت کرنے کے پہلے اس مسکین کے حق میں یہ دُعا فرمائی۔ کہ جا تیری دینی اور دنیوی سب حاجتیں آسان ہو جاوینگی۔ اور کسی حاجت میں تو عاجز نہیں ہوگا۔ اور تجھے دوسرے بزرگوں سے فیض کثیر حاصل ہوگا۔ اس کے بعد یہاں سے رخصت ہو کر بہت سا سفر کر کے ہزار دقت و مشکلات مولوی سید مظہر علی دام اللہ برکاتہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کو دو دفعہ جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ جو کچھ علم محمدی تجھے اپنے پیروں سے حاصل ہوا ہے اس کو عنایت کر اور تعلیم کر کے رخصت کر۔ اور حضرت مولوی عارف باللہ الولی نے اس بیچارہ کو اپنے نزدیک بلا کر کلمات الحق اور پاس انفاس کی تعلیم جو کہ عرفان الٰہی کا انتہا ہے۔ اور نیز جو ذکر و شغل طریقہ قادریہ و چشتیہ میں تھے، عطا فرمائے۔ اور اُن کی تعلیم کی۔ اور ان کی تاثیر بھی اسی وقت خداوند تعالےٰ کی مدد سے میسر ہوگئی۔ اور چشتیہ قادریہ دونوں طریق سے شجرہ عنایت فرمایا۔ اور اجازت عنایت کی۔ اور ایک کلاہ اپنے دست مبارک سے اس مسکین کے سر پر رکھی۔ اور فرمایا کہ لوگوں کو چشتیہ و قادریہ طریقہ میں کثرت سے داخل کر کہ تاثیر عظیم ہوگی۔ اور علم باطنی جو ہم سے حاصل ہوا ہے۔ اس کی تعلیم اور لوگوں کو بھی کر۔ اس کے بعد رخصت عنایت فرمائی۔ اور اس فقیر حقیر سید بہادر شاہ قادری نے طریقہ قادریہ و چشتیہ میں سید مظہر علی عارف باللہ الولی کی جناب سے خرقہ پہنا۔ اور خلافت حاصل کی۔ اور انہوں نے حضرت سید شاہ جمال سے اور انہوں نے حضرت بندگی سید مظہر علی سے۔ اور اُنہوں نے حضرت بندگی شاہ محمد حیات سے اور انہوں نے بندگی شیخ جمال سے۔ اور انہوں نے شیخ اعظم سے۔ انہوں نے شیخ غریب اللہ تاتارپوری سے۔ اور انہوں نے جناب شیخ محمد گنگوہی سے اور انہوں نے شیخ صادق گنگوہی سے اور انہوں نے شیخ ابو سعید گنگوہی سے۔ اور انہوں نے شیخ نظام الدین بلخی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور انہوں نے شیخ جلال الدین تھانیسری سے۔ اور انہوں نے

حضرت شیخ عبدالقدوس قطب العالم گنگوہی سے۔ اور انہوں نے حضرت مخدوم شیخ محمد عارف احمد عبدالحق رودولوی سے۔ اور انہوں نے حضرت مخدوم جلال الدین کبیر اولیا پانی پتی سے۔ اور انہوں نے شیخ مخدوم شمس الدین ترک پانی پتی سے۔ اور انہوں نے مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت مخدوم فرید الدین گنج شکر سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے خواجہ معین الدین چشتی نائب رسول اللہ فی الہند سے اور انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری سے۔ اور انہوں نے حضرت خدیفۃ المرعشی سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید سے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شاہ مرداں شیر یزداں علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے۔ اور انہوں نے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اور انہوں نے حضرت رب العالمین الرحمٰن الرحیم سے ؎

اور نسبت کامل کا ارادہ بہت مدت سے دل میں گھر کئے ہوئے تھا لیکن ہر ایک کام کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے ؎

تا نوبت رسد کار ہر کہ ہست سوئے کندیارے ہر بار کہ ہست

میں کمال شوق کے ساتھ کیتھل شریف میں گیا۔ اور پیرے محبوب المحبوب ملک العشاق قبلۃ الواصلین سراج السالکین حضرت کمال الحق والشرع قادری الجیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے مقبرہ پر فاتحہ کے بعد مراقبہ میں بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنجناب

کوئی چیز میوے کی قسم سے اپنے دست مبارک سے میرے کپڑے میں ڈالی ہی اسکے
بعد میں حضرت قبلۃ الواصلین و کعبۃ عارفین نورانور حضرت شاہ سکندر قدس اللہ سرہٗ
العزیز کے روضہ مبارک میں جاکر فاتحہ کے بعد مراقبہ میں بیٹھا۔ تو آنحضرت نے ایک
سفید رنگ کلاہ عنایت کی۔ آواز آئی کہ جس طرح یہ کلاہ تجھے عنایت ہوئی ہے
اسی طرح بزرگوں سے پہنچی ہے۔ وہاں سے اٹھ کر پھر محبوب المحبوب کے روضہ میں آیا۔
اور مراقبہ میں بیٹھا۔ تو دل میں آنحضرت کی اولاد کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی۔
میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا آنجناب کی اولاد سے کوئی لائق اس
وقت موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایک مرد صاحب علم ظاہری و باطنی حضرت
شاہ علی امجد دامت برکاتہٗ موجود ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا
اور شیرینی ان کے سامنے رکھی۔ آپ نے اس پر فاتحہ پڑھکر تین چار ٹکڑے دم کرکے
مجھے کھلائے۔ اس کے کھانے سے ایسی تاثیر اور ذوق حاصل ہوا کہ تقریر و تحریر
میں نہیں آسکتا۔ اور ذکر و شغل کا طریقہ جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیا
تھا۔ اور ایک کلاہ معہ شجرہ قادریہ عالیہ کے جس کی بابت آنحضرت کے روضہ
منورہ سے اشارہ ہوا تھا، عنایت فرمایا۔ اور وہ اس طریقہ پہ ہے:۔

الٰہی بحرمت شاہ علی امجد دامت برکاتہٗ، الٰہی بحرمت سید شاہ علی اکبر۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ مقیم۔ الٰہی بحرمت شاہ جنید۔ الٰہی بحرمت شاہ جلال الدین
بن سید عماد الدین۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمود۔ الٰہی بحرمت حضرت قطب الاولیا
شیخ المحققین سراج العاشقین قبلۃ الواصلین حضرت شاہ کمال الحق والشرع والدین
قادر الجیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ الٰہی بحرمت شاہ فضیل قدس اللہ سرہٗ۔ الٰہی بحرمت
سید شاہ گدا رحمان بن سید محمود علی۔ الٰہی بحرمت سید شمس الدین عارف۔ الٰہی بحرمت
شاہ گدا رحمان بن سید ابو الحسن۔ الٰہی بحرمت شاہ شمس الدین صحرائی۔ الٰہی بحرمت
سید شاہ عقیل۔ الٰہی بحرمت سید شاہ بہاؤ الدین۔ الٰہی بحرمت سید شاہ عبد الوہاب
الٰہی بحرمت سید شرف الدین قتال۔ الٰہی بحرمت سید شاہ عبد الرزاق۔ الٰہی بحرمت
سید السادات قطب العالم غوث الاعظم شیخ القادر جیلانی رحمۃ اللہ بن ابو صالح
الٰہی بحرمت سید ابو صالح۔ الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ جنگی دوست۔ الٰہی بحرمت

سید شاہ عبداللہ۔ الٰہی بحرمت سید شاہ یحییٰ ابراہیم۔ الٰہی بحرمت سید شاہ محمد موث
الٰہی بحرمت سید شاہ داؤد۔ الٰہی بحرمت سید شاہ عبداللہ۔ الٰہی بحرمت سید شاہ موسیٰ
الجون۔ الٰہی بحرمت شاہ عبداللہ المحض۔ الٰہی بحرمت سید شاہ حسن مثنےٰ۔ الٰہی بحرمت حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت حضرت علی شیر خدا۔ الٰہی بحرمت حضرت احمد مجتبےٰ
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ جس نے پڑھا اور حفظ کیا وہ بلا حساب اور عذاب
جنت میں داخل ہوگا +

واسطہ قادریہ۔ فقیر حقیر سید بہادر شاہ قادری نے حضرت عارف
باللہ الولی مولوی سید مظہر علی دامت برکاتہٗ سے۔ اور انہوں نے حضرت شاہ جمال
سے۔ اور انہوں نے حضرت سید مظفر علی قدس اللہ سرہٗ سے۔ اور انہوں نے حضرت
محمد حیات سلیہا نپوی سے۔ اور انہوں نے حضرت شاہ جمال سے۔ اور انہوں
نے حضرت شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور اُنہوں نے حضرت غریب اللہ
تاتارپوری سے۔ اور اُنہوں نے حضرت شیخ محمد گنگوہی سے۔ اور اُنہوں نے حضرت
بندگی شیخ صادق محمد گنگوہی سے۔ اور انہوں نے حضرت شیخ عبدالمجید بغدادی سے
اور اُنہوں نے حضرت شیخ احمد بغدادی سے۔ اور اُنہوں نے حضرت شیخ شمس الدین
بغدادی سے۔ اور اُنہوں نے جناب فیضمآب حضرت شیخ الجن والانس شیخ الثقلین
سید ابو محمد شاہ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ سے +

فصل ۵

در بیان نسب پدری ایں فقیر

یہ فقیر باپ کی جانب سے حسینی ہے اور اس طرح پر ہے:۔
سید بہادر شاہ حسینی البھاکھری القادری سید میر شاہ ابن سید علی ابن
سید اعظم شاہ قدس اللہ سرہٗ ابن سید نور محمد قدس اللہ سرہٗ ابن سید تاج محمود قدس اللہ
سرہٗ ابن سید عین الدین ابن سید عیسےٰ ابن سید بلال ابن سید ایوب ابن سید احمد شاہ
ابن سید شاہ سالار دین ابن سید سعید الدین ابن سید بہاؤالدین واصل حق

قدس اللہ سرہ ابن سید کریم الدین ابن سید معین الدین ابن سید شمس الدین ابن سید شاہ عاقل حسینی ابن سید شاہ حسین ابن سید ابراہیم نوری ابن سید قطب الدین تاج العارفین ابن سید اسمٰعیل ابن سید شاہ محمود مکی ابن سید محمد شجاع ابن سید قاسم شاہ ابن سید حمزہ علی اہل اللہ و عارف باللہ ابن شاہ زید ابن سید ہارون ابن سید عقیل شاہ مردان خدا ابن سید اسمٰعیل ثانی عارف حقانی ابن امام علی اصغر ابن سید امام جعفر ثانی نور معانی ابن سید امام محمد تقی ابن حضرت امام علی موسیٰ رضا ابن حضرت امام موسیٰ کاظم ابن حضرت امام الحق والدین امام جعفر صادق ابن حضرت امام محمد باقر باقرب رب الناصر امام زین العابدین محبوب رب العالمین ابن امام ثقلین سید الشہدا والغربا امام حسین رضی اللہ عنہ ابن حضرت جامع الکمالات و البرکات و صاحب المدارجات و عالی مقامات امام المتقین و امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فصل ۶

دربیان ذکر و شغل

بزرگان شطاریہ قادریہ کے وظائف کا بیان جو کہ اس فقیر کو ابتدائے حال میں اُستادوں اور مربیوں سے حاصل ہوئے ہیں، انشاء اللہ کیا جاویگا +

اول اجازت حرز یمانی سبعہ اعتصام و اختتام ایک دفعہ سحر کو پڑھے اگر نہ ہو سکے تو فجر کی نماز یا اشراق یا ضحیٰ کے بعد پڑھے - دونوں جہان کے مطالب برآوینگے - جب میں شاہ فرید ثانی گنج شکر شطاریہ کے مزار شریف پر فاتحہ کے بعد مراقبہ میں بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت نے ایک ننگی تلوار میرے ہاتھ میں دی ہے - میں نے معلوم کیا کہ سیفی حرز یمانی کی اجازت عنایت ہوئی ہے اور اسی طرح حضرت شاہ عبدالملک اور حضرت مخدوم قادر شاہ سے فیض پہنچا یعنی فجر کے وقت جب میں ان کی نشستگاہ بیٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی دستار برنگ سفید میرے سر پر رکھی اور عنایت کی اور اجازت مرتب فرمائی +

اجازت اور خواص اسمائے عظام - چالیس اسموں کو اکتالیس دفعہ

پڑھے۔ اور اگر نہ ہوسکے تو بارہ برج کے موافق بارہ دفعہ پڑھے۔ دونوں جہان کے مقصد حاصل ہونگے +

اور اگر اسمائے عظام کا مجموعہ ایک دفعہ پڑھے تو رعب و داب اور دوستی امرا و سلاطین کے لئے مجرب ہے۔ اور اگر دو دفعہ پڑھے تو دشمن دفع ہونگے۔ اور اگر تین دفعہ پڑھے تو تمام حاجتوں اور مہموں کے لئے کافی ہے۔ اور اگر چار دفعہ پڑھے تو بادشاہوں سے قضائے حاجات کے لئے عمدہ ہے۔ اور آنکھ اور دل کی بینائی کے لئے پانچ دفعہ پڑھنا چاہئے۔ اور قیدی کی خلاصی کے لئے اور غائب کے حاضر کرنے کے لئے سات دفعہ پڑھے۔ اور رہزن کے دفعہ کرنے کے لئے آٹھ دفعہ اور محبت خلق کے لئے نو دفعہ اور تسخیر کے لئے دس مرتبہ۔ اور خداوند تعالےٰ کی محبت کے لئے گیارہ دفعہ۔ اور دشمن کے ہلاک کرنے اور طاعون و مرگ مفاجات کے دور کرنے کے لئے بارہ برجوں کے موافق بارہ دفعہ پڑھے ان کا ذکر آگے کیا جائے گا۔ اور عصر کے بعد خمسہ متحیرہ کے موافق پانچ دفعہ پڑھے تاکہ اسمائے عظام کا متصرف زیادہ ہو۔ اور اسم کی رجعت اس پر نہ ہو۔ اور اگر ذکر و فکر کی سند نہ جانتا ہو۔ تو ہر روز اکتالیس دفعہ دن کے وقت اور اکتالیس دفعہ رات کے وقت مجموعہ اسمائے عظام کا ورد کرے۔ یہاں تک کہ ظاہری و باطنی تصرف حاصل ہو۔ اور دعوت خمسہ میسر ہو۔ اگر صاحب عمل کو اتوار کے دن کوئی کام پیش آئے تو حاجت براری کے لئے سبحانک سے لیکر حی تک پانچ سو دفعہ پڑھے۔ اور اگر سوموار کے روز کوئی مہم پیش آئے۔ تو کبیر سے لیکر یا نقیباً تک پانسو مرتبہ پڑھے۔ اور اگر منگل کے دن کوئی حاجت پیش آئے۔ تو یا حنان سے لیکر یا رحیم تک پانسو مرتبہ پڑھے۔ اور اگر بدھ کے روز کوئی مہم پیش آئے تو یا نور سے لیکر یا جلیل تک پانسو مرتبہ پڑھے۔ اور اگر ہفتہ کے روز کوئی مہم پیش آئے تو یا محمود سے غیاثی تک پانسو مرتبہ پڑھے تو وہ انشاء اللہ پوری ہو جاوے گی +

اجازت و خواص دعائے قرشیہ۔ سراج الاسرار میں خواص قرشیہ کی بابت لکھا ہے کہ جو شخص زہد کرے اور روزہ زہد اس کے باطن میں قیام کرے

تو چاہیئے کہ وہ ہر روز دعائے قرشبہ بارہ دفعہ پڑھے۔ انشاء اللہ زہد اُسکے باطن میں قرار پکڑے گا +

اجازت و خواص دعائے سشیخ۔ دعائے سشیخ کا روزانہ وظیفہ بارہ مرتبہ یا سات مرتبہ ہے۔ اس کی خاصیتیں اور تاثیریں بیشمار ہیں +

اجازت و خواص و طریقہ چہل کاف۔ جو شخص اکتالیس مرتبہ ہر روز پڑھا کریں تو بہت تاثیر رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ حضرت غوث الاعظم جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کے خاص عملوں میں سے ہے۔ عشا کے بعد اس کو ہمیشہ پڑھا کرے۔ اور ہر بلا سے حصار وجود کے لئے تین مرتبہ پڑھے۔ اور اپنے بدن پر دم کرے۔ یہ حصار کامل و نصاب و زکوٰۃ ہے۔ اور تسخیر خلائق اور عالم ارواح اور مغیبات کے دیکھنے کے لئے چالیس ہزار دفعہ بموجب شرایط مذکورہ بالا تو حکم الٰہی سے تمام جہان مسخر و مطیع ہوگا۔ اور جان و دل سے خدمت بجالائیگا۔ اور روحیں نظر آئیں گی۔ اور مغیبات[۱] کو بھی دیکھیگا۔ اور ہر ایک دینی دنیاوی مہم کے واسطے بیس ہزار دفعہ معہ موکلوں کے پڑھے۔ اگر اس قدر نہ ہو سکے تو دو ہزار مرتبہ پڑھے۔ تو بیشک ہر ایک حاجت اور مہم بر آوے۔ مجرب ہے +

اور ہر درد اور رنج کے لئے ان اعداد کے موافق مربع یا مثلث میں پُر کر کے اس شخص کے سامنے رکھیں تاکہ اُس کو دیکھتا رہے۔ تو انشاء اللہ درد و رنج دفعہ ہو جائے گا +

اور اگر غنیم کا لشکر چڑھائی کرے تو پاک مٹی لے کر اس پر تین یا سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔ اور اُس پر پھینکدے۔ تو وہ لشکر دفع ہو جائیگا۔ اور بھاگ جائیگا۔ مجرب و آزمودہ ہے +

اور ہر حاجت کے واسطے چہل کاف ہی اکتالیس مرتبہ پڑھے۔ اور دفع سحر، دیو، پری، جن، بھوت، انسان اور شیطان کے لئے اکتالیس مرتبہ پڑھکر دم کرے اور بدن پر ملے۔ تو تندرست ہو جائیگا +

اور ہتھیار بندی کے لئے سوموار کے روز صبح کے وقت اول وقت فجر میں

[۱] مغیبات، جن، بھوت، پری وغیرہ +

اپنی زبان کو تالو کے ساتھ چسپاں کرکے منہ بند کرے اور لکھے اور اپنے
پاس رکھے۔ لیکن کافوں کو اس طرح (ک) اس طرح لکھے۔ موکل کاف حرزرائیل ہے۔

مثلث

۲۳۳	۲۳۸	۲۳۱
۲۳۱۰	۲۳۴	۲۳۵
۲۳۷	۲۳۱۲	۲۳۹

مربع

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

چہل کاف کی قسم یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزمت واقسمت علیکم یا حروزائیل بحق الکاف اجب واطع لی و
سخرلی فی قضاء حاجتی وحصول مرادی بلا مکث ومہلۃ والف قلوبنا
بین القلوب العامۃ بحق کفاک وادلی عالم الارواح فی ھذہ الساعۃ
بیٖرنا بحق کفاک ربک کم یکفیک واکفۃ کفکا فہما ککمین
کان من ککا تکرکر ا لکر الکر فی کبدی تحکی مشکشکۃ
کلت لکا الکلکا کفاک مالی کفاک الکاف کربتہ
یا کوکبا کان یحکی کوکب الفلکا +

اور یہ چہل کاف بمعہ خواص اس واسطے لکھے گئے ہیں۔ کہ یہ کلام متبرک و مجرب
ہے۔ اور حضرت شیخ الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کے
اعمال خاصہ سے ہے۔ اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے +

خواص اسم یا بدیع العجائب۔ کشائش رزق و تسخیر خلائق اور
ہر مقصد کے لئے یا جبرائیل بحق یا بدیع العجائب بالخیر تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے
اور تین دفعہ اول و آخر درود شریف پڑھے۔ در کشائش ظاہر و باطن کیلئے عمدہ
ہے۔ اور اسم یا بدیع العجائب بالخیر کشائش و تسخیر کے لئے بہت مجرب ہے
پہلے بارہ روز تک بارہ ہزار دفعہ پڑھے۔ جب شرط پوری ہوجاویں۔ تو بلاناغہ

روزانہ وظیفے کے طور پر ایک ہزار دو سو دفعہ پڑھے اور اول و آخر درود شریف پڑھے بہت ہی مجرب ہے۔ اور یہ عمل شطاریہ سے ہے +

اجازت خواص اسم یابدوح۔ پہلے اس کی زکوٰۃ شرائط کے مطابق پرہیز کے ساتھ ادا کرے۔ اور اس کی زکوٰۃ اس طرح ہے کہ نوے ہزار کو پندرہ پر تقسیم کر کے پڑھے یعنی $\frac{90000}{15} = 6000$ چھ ہزار روزانہ پڑھے۔ اس طرح پر یا جبرائیل یا رفتمائیل یا تنکفیل بحق یا بدوح۔ اس کے بعد دو سو روزانہ وظیفہ مقرر کرے۔ اور اس فقیر کا وظیفہ ایک سو اکیس مرتبہ روزانہ تھا۔ اور اول و آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھا کرتا تھا پہلی قسم پڑھے اور وہ یہ ہے

اللہ اکبر بدوح بالفتوح والمنافع والخیرات من جمیع الافات والجہات و سخر لی ام کل مخلوق علی الاختلاف الالوان اللغات وابعث الی الارزاق من کل مخلوق و مفتوح قسما علیک بک وبمحمد الممدوح صاحب النصر والمفتوح للموید منک بالملئکة والروح العجل الوحا الفتوح والمجد والنجاح السرمد یدوح لطل زجح واح سخر کذالک بعزیز عزتک وجلال جلالک لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین +

اجازت و خواص حزب البحر۔ حزب البحر ایک دفعہ فجر کی نماز کے بعد اور ایک دفعہ عصر کے بعد پڑھے۔ اور بمعہ اعتصام و اختتام ضروریہ بلا ناغہ صرف فجر کے بعد پڑھے تو بھی اچھا ہے۔ اور اس کی زکوٰۃ اس طرح پر ہے۔ کہ بارہ دن تک ہر روز تیس مرتبہ با پرہیز پڑھے تو انشاء اللہ ظاہری و باطنی ترقی ہوگی +

اور حضرت شیخ عبد الحق دہلوی قادری قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ حزب البحر کا ایک دفعہ پڑھنا آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہتا ہے +

اجازت و خواص مسبعات عشر۔ فجر اور عصر کے بعد ہر روز ہمیشہ پڑھا کرے۔ اور میں بلا ناغہ پڑھا کرتا ہوں۔ اور اس کا پڑھنے والا مع اپنے اہل کے حفظ و امان میں ہوتا ہے۔ اور بلا شک و شبہ دس سوار حضوری اس کے تابع ہوتے ہیں پڑھنے کا طریقہ حسب ذیل ہے:۔

پہلے سورہ فاتحہ۔ سورہ والناس۔ سورہ فلق اور سورۂ اخلاص سورۃ الکافرون

آیۃ الکرسی۔ اور کلمہ تمجید سات سات مرتبہ پڑھے اور پھر دعا عدد ما علم اللہ وزنتہ ما علم وملاء ما علم اللہ ایک دفعہ اور درود اللھم صل علی محمد عبدک ونبیک وحبیبک وقریبک وشفیعک وامینک ورسولک النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم سات سات مرتبہ اور اللھم اغفرلی سات مرتبہ اللھم یارب فضل بی تا آخر سات مرتبہ اور اسم یاجبار اکیس مرتبہ۔ اور دعا سبحان اللہ العلی العلیم الدیان تا آخر تین مرتبہ پڑھے۔ اور فجر کے بعد سے شروع کرکے نماز اشراق تک مراقبہ کرتے ہیں اور جو ذکر وشغل طالب کے لئے مناسب ہو تلقین فرماتے ہیں۔ اور یہ فقیر کے وظیفہ کا معمول ارشاد شطاریہ کے بموجب ہے ۔

فصل ۷

دربیان معمول طریقہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

پہلے آدھی رات کے وقت بیدار ہو کر صبح صادق تک جاگتا رہے اور وضو کرے اور دوگانہ پڑھے۔ اور اس کے بعد تہجد کی نیت سے بارہ رکعت یا دس یا آٹھ یا چار رکعت جس قدر ادا کر سکے کرے قولہ تعالیٰ فتہجد بہ نافلۃ لک۔ اور تہجد کی نماز انبیاء اور عارفان وواصلان حق کا معمول ہے۔ اس نماز میں بہت کچھ اسرار خدا ہوتا ہے۔ اس نماز کو عارف لوگ پڑھتے ہیں۔ اس میں بیشمار وبینظیر برکتیں ہیں۔ اور اس نماز کے بارے میں بزرگوں کی بہت سی دلیلیں ہیں۔ اور قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔ فاقرؤا ما تیسر من القرآن، جو جانتا ہے وہ قرآن پڑھے۔ لیکن فقیر کا معمول شاہ جیلانی قطب الزمان شاہ میراں عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی عنایت سے سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا ہے۔ کیونکہ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ جو شخص تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتا ہے تو اُسے اتنا ثواب حاصل ہوتا ہے گویا کہ اُس نے قرآن مجید ختم کیا ہے۔ اور ایک دفعہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین پڑھا کرتا ہوں

اس آیت کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اور دعا قبول ہوئی تھی۔
مسکین کا بھی بزرگوں کی عنایت سے یہی معمول رہا ہے۔ اور صوفی صاحب قطب
الزمان سے یہ ارشاد ہوا تھا۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک دفعہ
اور دوسری رکعت میں دو دفعہ اور تیسری میں تین مرتبہ علی ہذا القیاس بارھویں میں
بارہ دفعہ پڑھا کرے۔ اس طرح پڑھنا کشائش ظاہری کے لئے بینظیر ہے۔ اور
کشائش باطنی کے لئے حسب ذیل طریقے سے پڑھے۔ کہ اول رکعت میں فاتحہ کے
بعد سورہ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے۔ اور پھر ہر رکعت میں ایک کم کرتا جاوے حتیٰ کہ
بارھویں رکعت میں ایک دفعہ پڑھے۔ اور نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰھُمَّ لک الحمد انت قیم السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت
نور السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السمٰوٰت والارض
ومن فیھن ولک الحمد وانت الحق ووعدک الحق ولقائک حق وقولک حق
والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعۃ حق اَللّٰھُمَّ
اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت
والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما
اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت
ولا الٰہ غیرک اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو تہجد کے بعد تین مرتبہ پڑھا
کرتے تھے۔ اور تین بار سورہ اخلاص اور تین دفعہ استغفار کو پڑھے۔ سبحان اللہ
وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ واتوب الیہ اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح منقول ہے کہ استغفر ما کرھا اللہ قولاً وفعلاً
حاضراً وناظراً من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم
انک انت علام الغیوب۔ اور یہی فقیر کا بھی معمول بلاناغہ ہے +

اگر خدا توفیق دیوے تو اس کے بعد ایک ہزار یا پانسو دفعہ اسم اعظم غوثیہ
یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ پڑھے۔ اور تہجد کے بعد اس طرح ذکر کرے +
اول نفی اثبات دو سو دفعہ اور پھر اثبات چار سو مرتبہ اور پھر اسم ذات

چھ سو دفعہ ملاحظہ سے ادا کرے۔ اور ایک ساعت خداوند تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو کر گردن جھکائے دل پر نگاہ رکھ کر خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر بیٹھے اور دیکھے کہ جناب الٰہی سے دل پر کیا کیا انوار کا پرتو اور تجلیات کا جلوہ ہوتا ہے اور اگر ہو سکے تو فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اور نماز کے بعد ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور تین مرتبہ درود اور تین مرتبہ سورہ اخلاص اور تین بار آیت وَمَن یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَل لَّہٗ مَخْرَجًا تا آخر قَدْرًا پڑھ کر آسمان کی طرف دم کرے۔ اس میں کشائش ظاہری بہت ہے۔ اور اس کے بعد ایک ہزار دفعہ اور اگر نہ ہو سکے تو ایک سو گیارہ مرتبہ ھو الحی القیوم پڑھے جو کہ میرے شیخ و مرشد قطب ربانی محبوب حقانی کے خاص عملوں سے ہے۔ اور پھر دعا طلب کرے۔ اگر ہو سکے تو حضرت پیر جہانگیر کے گیارہ اسم مبارک پڑھے۔ اور نہیں تو نفی و اثبات کا وہ طریقہ کرے۔ جو کہ میرے پیروں کا معمول ہے۔ سلطان المشائخین حضرت قطب ربانی کے قول کے بموجب یہی ہے +

بیان مجمل طریقہ حبس

جناب فیضمآب حضرت غوث محبوب ربانی رضی اللہ عنہ سے اس طرح پر ہے کہ ناف سے ھو کھینچکر ام الدماغ تک پہنچا کر دم کو نگاہ رکھے۔ اور زبان اور دل سے نفی و اثبات میں تصورات اربعہ میں مشغول ہو۔ اس طرح پر کہ لا الٰہ کوئی معبود کوئی مقصود کوئی مشہود اور موجود نہیں ہے۔ الا اللہ مگر تمام کامل صفات کو جمع کرنے والی ذات کہ وہی معبود مقصود اور موجود ہے۔ جب حبس دم میں طاقت پیدا ہو جاوے۔ تو آسانی سے پانچ تک اور اسی طرح سات، گیارہ۔ یہاں تک کہ پانسو تک پہنچاوے۔ حبس صغیر کا یہ اعلےٰ درجہ ہے۔ اور دم کا طریقہ معلوم کرنا چاہئے کہ ناک کی راہ سے بڑی آہستگی سے لفظ ھو کے تصور سے نکالے +

ایضاً ایک اور طریقہ بتلایا گیا ہے کہ پہلے دم کو بند کر کے اور زبان کو ٹیڑھا کر کے تالو سے لگالے اور بائیں طرف سے اوپر لیجا کر دائیں طرف کو لیجاوے اور وہاں پر کلمہ الٰہ تمام کرے الا اللہ کی ضرب دل پر لگاوے۔ اور باطن

ہیں بھی وہی معمول ہے جو ذکر جہر میں ہے۔ جب کلمہ لا بائیں طرف کھینچے اور
اِلٰہ دائیں طرف پورا کرے۔ اور اس امر کا خیال رکھے کہ کوئی معبود پرستش کے لائق
نہیں ہے یعنی سب فانی ہیں اور میں بھی فانی ہوں۔ جب اس ملاحظے کا واسطہ اس پر
وارد ہو کہ کوئی نہیں اور سب فانی ہیں اور میں بھی نیست ہوں اور اپنی ہستی کو نیست
کرے۔ جب یہ واسطہ اور ملاحظہ سالک پر وارد ہو۔ پھر کلمہ الا اللہ دل کی فضا
پر لگاوے اور ملاحظہ کرے کہ ہے اللہ اور واسطے کا ملاحظہ ایسا وارد ہو کہ نور
الٰہی کے جلووں کو دیکھے۔ اور ذکر کرنے والا اپنے ذکر میں محو ہو جاوے پھر
کلمہ لا الٰہ شروع کرے اور الا اللہ پر پہنچاوے۔ جب دم کو بہت تنگی معلوم
ہونے لگے تو محمد رسول اللہ کہکر دم کو ناک میں سے آہستہ نکالے
اور یہ اس عاجز کا معمول ہے۔ اور قطب زمان دامت برکاتہ کے ارشاد سے اس
قسم کے کام اور احوال اور واردات اور تاثیر اور ذوق و شوق قرب الٰہی اور ترقی
باطن اور حصول مراقبہ اور خشوع و خضوع قلب اور نفس کی گداختگی اور باطن کی روشنی
اور صفائی کی تیزی اور لقائے الٰہی اللہ ہم نے تو کسی خاندان میں دیکھا
اور سنا نہیں اور یہ طریقہ خاص الخاص ہے اور اسی لئے خاکسار کے پیروں نے
فرمایا ہے کہ ہماری ابتدا اور دیگر خدا پرستوں کی انتہا برابر ہے۔ امنا وصدقنا
الحمد للہ علیٰ ذالک۔ پانچ دم تک اسی طرح مشغول رہے۔ اور پھر مراقبہ فنا میں
کہ اس سے حق نما صفائی حاصل ہوتی ہے مشغول ہو۔ دل پر نظر کرکے آنکھیں
کو بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر تمام ما سوے اللہ کو فنا سمجھ کر اور خدا کو
حاضر ناظر اور شاہد و مشہود جان کر اور خدا کی عنایت پر امید رکھکر تواضع کرنیوالوں
کی طرح نماز اشراق تک بیٹھے۔ کہ خداوند تعالےٰ کی جناب سے کیا حاصل ہوتا
ہے۔ اور نماز اشراق چار رکعت سنت ہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے
بعد آیت الکرسی اور رکعت دوم میں سورہ فاتحہ کے بعد والشمس و ضحٰہا پڑھے۔
اور دو رکعت استخارہ کے لئے چھوڑے۔ پہلی رکعت میں سورہ کے بعد الم نشرح
اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑھے۔ اور سلام کے بعد اکتالیس دفعہ
یا حی یا قیوم یا لا الٰہ الا انت پڑھے اس کا دل ہمیشہ نورانی رہیگا فتح ہادی

کی مدد سے +

ایضاً دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کے بعد گیارہ گیارہ دفعہ درود اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور ہتھیلی پر دم کرکے اور سر کے نیچے رکھ کر سو جاوے +

ایضاً استخارہ۔ اور کسی قیدی کے چھڑانے کے لئے اسم باسط ایک سو دفعہ پڑھے۔ اور شروع اور آخر میں تین تین دفعہ درود پڑھے خدا چاہے تو قیدی چھوٹ جاوے +

طریق استخارہ پہلے دو رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے یا جو کچھ جانتا ہو پڑھے اور اس کے بعد لیٹ کر سر شمال کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف کرکے یہ اسم الکنوز الظاہر الباسط پڑھتے پڑھتے سو جائے تو معلوم ہو جاوے گا +

دیگر۔ سورہ یٰسین پانچ دفعہ یا تین دفعہ یا ایک دفعہ جس قدر ہو سکے پڑھے اور یہ میرا معمول ہے +

ذکر صلوٰۃ ضحےٰ۔ نماز ضحےٰ میں بارہ رکعت تین سلاموں کے ساتھ ادا کیجاتی ہیں۔ اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک دفعہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھتے ہیں۔ اور اگر نہ ہو سکے تو چار رکعت بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اس طرح کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد والشمس اور دوسری میں والّیل اور تیسری میں والضحےٰ اور چوتھی میں الم نشرح اس کے بعد سر جھکا کر باطن کی نظر دل پر ڈالے اور متواضعانہ صورت میں بیٹھے اور دیکھے کہ باطن میں خداوند تعالےٰ کی طرف سے کیا وارد ہوتا ہے۔ اور سورہ یٰسین ایک مرتبہ پڑھے تو ظاہری باطنی کشائش حاصل ہوگی +

ایضاً درود کبریت احمر، جو کہ ہمارے شیخ و مرشد مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف سے ہے۔ نماز فجر کے بعد تین مرتبہ پڑھے۔ اور ظہر کے بعد دو مرتبہ اور وھو العلی العظیم ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور آنحضرت کا ختم صغیر حسب ذیل طریقہ سے پڑھے۔ اول درود اور کلمہ تمجید اور یا شیخ عبدالقادر

شیئاً للہ ہر ایک ایک سو گیارہ مرتبہ۔ اور سورہ یٰسین ایک مرتبہ پڑھے۔ اور جناب کی نیاز کرے۔ یہ فقیر کا (میرا) معمول ہے +

اور اگر کوئی مہم پیش آئے تو ختم کبیر پڑھے تین روز میں مہم سرانجام ہو جاویگی اور ختم کبیر یہ ہے:-

ختم کبیر اس طرح پر ہے۔ کہ الم نشرح ایک ہزار مرتبہ مع درود اول و آخر گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور جناب کی نیاز پڑھے۔ اور یہ ختم کبیر قادریہ عالیہ کا ہے! اور اپنی حاجت طلب کرے۔ خداوند تعالےٰ کی مدد سے حاصل ہوگی +

ایضاً ختم کبیر۔ اول درود ایک سو گیارہ مرتبہ اس کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک سو گیارہ مرتبہ اور سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ اور صراط المستقیم ایک سو گیارہ مرتبہ اور رب یسر و تمم بالخیر ایک ہزار ایک سو گیارہ مرتبہ اور یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ ایک سو گیارہ مرتبہ او پھر ایک سو گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ یہ نہائیت ہی مؤثر ہے +

ایضاً ختم صغیر۔ ایک سو اکتالیس مرتبہ الم نشرح اور ایک سو گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر آنجناب کی نیاز کرے۔ تو بیشک اپنے مقصود کو حاصل کریگا +

ایضاً۔ سورۂ مزمل اکتالیس مرتبہ پڑھے اور اول آخر گیارہ مرتبہ درود پڑھے اور عصر کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ ھو الرحمٰن الرحیم اور ایک سو گیارہ مرتبہ استغفار اور ایک دفعہ درود کبریت احمر پڑھے اور اگر ہو سکے تو مسبعات عشر بھی پڑھے جو میرا معمول ہے۔ اور قادریہ کی طرف سے اجازت ہے! اور اس سے اگر فراغت ہو تو مراقبہ میں بیٹھے۔ اور شام کی نماز کے بعد دو رکعت نماز ھدیۃ الوصول ادا کرے۔ اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ والضحیٰ اور دوسری میں فاتحہ کے بعد الم نشرح پڑھے۔ لیکن شام کی نماز کے بعد ھو الغنی الحمید ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور دعا طلب کرے! اور اس کے بعد چھ رکعت نماز اوابین ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور ہر دوگانہ کے بعد تین مرتبہ انہ کان للاوابین

عفو دا پڑھے۔ اور دعا طلب کرے۔ اور اس کے بعد دو رکعت نماز صلوٰۃ الاسرار پڑھے۔ اور نیت کرے۔ نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ الاسرار تقربًا الی اللہ تعالیٰ وان قطاع غیرہ متوجہا الی جھت الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ اور دونوں رکعتیں فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد کھڑے ہو کر عراق کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم آگے بڑھے۔ اور ہر قدم پر یا غوث صمدانی یا قطب ربانی یا محبوب سبحانی اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات پڑھے۔ اور اخیر قدم پر آمین تین مرتبہ کہے۔ اور جب گیارہ قدم چل چکے۔ تو دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو بائیں پاؤں کے انگوٹھے پر رکھ کر گیارہ مرتبہ سلام علیک یا شیخ الثقلین اور گیارہ مرتبہ یا عبد للہ اغث باذن اللہ اور گیارہ مرتبہ یا غوث صمدانی یا قطب ربانی یا محبوب سبحانی اغثنی وامددنی یا قاضی الحاجات پڑھے۔ اور آخر دفعہ میں تین مرتبہ آمین کہے اس کے بعد گیارہ مرتبہ فاتحہ اور گیارہ مرتبہ اخلاص اور گیارہ مرتبہ درود پڑھ کر جناب کی نیاز کرے اور حاجت طلب کر کے پچھلے پاؤں ہٹے۔ اور جو اسم جاتے وقت پڑھا تھا وہی اب پڑھے جب گیارہ قدم ختم ہو چکیں تو کھڑا ہو کر تین مرتبہ دست بستہ تعظیم بجا لائے۔ اور کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ میں ہو کر جو کچھ آنے جانے میں پڑھا تھا گیارہ مرتبہ پڑھے اور سجدے میں دعا طلب کرے۔ اس میں بڑا بھاری سر ہے اور بزرگان قادریہ عالیہ علیہ الرحمۃ کا معمول خاص ہے۔ اللھم اجعلنی فی ھذہ السلسلۃ وامتعنی فی ھذہ واحشرنی ھذہ السلسلۃ القادریۃ العالیۃ آمین یا رب العالمین ۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص ارادہ کرے کہ میں طریقہ قادریہ عالیہ داخل ہونا چاہتا ہوں اور ابھی وہ داخل نہیں ہوا۔ اور نہ کسی سے بیعت کی ہے لیکن ارادہ اس نے مستقل کیا ہے۔ اور پھر کسی اور طریقہ میں داخل ہو گیا ہے۔ تو بمع اپنے پیر کے جس کی اس نے بیعت کی ہے، حشر کے روز خوار و ذلیل ہو گا۔ جیسا کہ خلاصۃ الفقہ میں اس کا ذکر ہے۔ اور طریقہ قادری تمام طریقوں پر غالب ہے۔ القادر یعنی غالب

اور کسی نے اس طریق والے کے ساتھ برابری نہیں کی۔ اور اگر کی ہے تو وہ ذلیل ہوئا ہے اور بیحال ہوگیا ہے۔ الحمد للہ علے ذلک۔ اور اس طریقہ عالیہ میں تاثیر بڑی سرعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ بشرطیکہ طالب حق و صادق الاعتقاد اور صاحب نصیب ہووے ؎

درین چمن بیا و بیا سائی از نفس امارہ ترا باشد رہائی

خالق کردگار کے ساتھ تیری آشنائی اور وصال ہوگا۔ اور اپنے وقت میں ظاہر باطن میں سرتاج ہوگا۔ اور پیر جہانگیر حضرت پیر۔ امیر۔ فقیر۔ غریب اور بادشاہ کے دستگیر شہنشاہ زماں دستاج جملہ اہل اللہ شیخ عبد القادر قطب بہادر غوث نا در دام اللہ برکاتہٗ الی یوم الدین آمین آمین آمین کی توجہ سے + اور پھر سجدہ کے بعد دو رکعت نفل آنحضرت کے والدین کے ارواح کو ثواب پہنچانے کی خاطر پڑھے۔ اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اس کے بعد بغداد شریف کی طرف رُخ کرکے ذکر ھا ھو ھی ایک سو گیارہ بار یا صرف گیارہ بار بجا لائے۔ اور اس کے بعد تین دفعہ قصیدہ غوثیہ پڑھے۔ اور اول آخر تین مرتبہ یا گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اور اسم اعظم یا شیخ عبد القادر شیئًا للہ ہزار مرتبہ مع درود اول و آخر گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور نفی اثبات کا ذکر ملاحظہ اور واسطہ سے کرے یعنی دم بند کرکے تین دم کرے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اور ایک ساعت مراقبہ فنا میں بیٹھے +

اگر یہ عمل کسی شیخ واصل حق کے ارشاد سے کرے تو تھوڑی مدت میں شاہ عبد القادر قطب بہادر رضی اللہ عنہ کی توجہ سے قادر ذوالجلال کی قدرت مرتبہ کمال کو پہنچ جائیگا اور خداوند تعالے کا لقا حاصل ہوگا +

اگر کوئی شخص اس معمول فقیرانہ کو جو کہ مجھ عاجز کا بھی معمول ہے ہمیشہ کرتا رہیگا تو حضرت غوث الاعظم صاحب کی برکت سے برکت اور رونق ظاہری و باطنی حاصل کریگا۔ اور اس سے معمور اور پر سرور رہیگا +

ذکر نماز عشا اگر ہو سکے تو نماز عشا جماعت کے ساتھ ادا کرے۔ اور آیۃ الکرسی کے بعد درود شریف تین مرتبہ اور اخلاص تین مرتبہ اور آیۃ ومن یتق اللہ

یجعل لہٗ تا آخر قدرا پڑھے اور آسمان کی طرف دم کرے - اور سات دفعہ حرز جو میرا معمول ہے - پڑھے - وہ یہ ہے - لاحول ولاقوۃ الا باللہ ولاحیلۃ ولا احتیال ولاملجأ ولامنجا من اللہ الا اللہ اور سات ہی مرتبہ فجر کے بعد پڑھے تو جلنے، غرق ہونے اور چوری وغیرہ ستر بلا سے محفوظ رہیگا - اور ایک سو گیارہ مرتبہ ھو اللطیف الخبیر پڑھے اور دعا طلب کرے اور نیز عشا کے بعد ایک سو مرتبہ یا باسط مع درود تین دفعہ جو کہ میرا معمول ہے پڑھے اور اس کے بعد پانچ اسم وظیفہ غوث الاعظم جیلانی کا ہے - سات سو یا پانسو یا ایک سو مرتبہ جس قدر ہو سکے پڑھے - اور اول و آخر گیارہ مرتبہ پڑھے وہ یہ ہے - یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم اس کو بلاناغہ ہر روز کرتا رہے - کیونکہ اس میں اسرار عظیم ہے +

ایضاً اور یہ آیۃ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ واللہ قدیرٌ واللہ غفور الرحیم - چھ روز ہزار ہزار مرتبہ روزانہ بلاناغہ پڑھے - اور اس کے بعد ایک سو چار مرتبہ روزانہ بلاناغہ پڑھے - اور اول و آخر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھے - اور استخارہ کے لئے یہی آیت بدھ کی رات کو غسل کرکے ہزار مرتبہ پڑھے - اگر پہلی رات میں استخارہ نہ ہو تو تین رات تک متواتر کرے - انشاءاللہ تعالےٰ مطلب حاصل ہوگا مجرب ہے اور یہ سب میرے معمول ہیں اور دور وکبریت ایک دفعہ پڑھے - اور دور وکبریت روزانہ پانچ وقت میں سات دفعہ پڑھا جاتا ہے - جو شخص اس کو ہر روز بلاناغہ پڑھتا ہے - تو کچھ مدت میں حکم الٰہی سے قطبیت کے مرتبہ کو پہنچ جائیگا +

ایضاً - ایک ہزار مرتبہ کوئی سا درود پڑھے لیکن اگر درود ہزارہ پڑھے تو بہتر ہوگا - اور وہ یہ ہے - اللّٰھُمَّ صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد بعدد کل مرۃ مائۃ الف الف مرۃ - یہ قطب زمان وارث برکاتہٗ کا ارشاد ہے - اس میں تاثیر عظیم اور برکت ظاہری و باطنی بہت ہے - پڑھنے والا خود دیکھ لیگا - اور میرا وظیفہ یہ درود ہے - صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وسلم +

ایضاً۔ آدھی رات کو وضو کرکے یاحی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہٗ ولا تکلنی الی نفسی بمین برحمتک یا ارحم الراحمین ایکسو گیارہ مرتبہ پڑھے اور اول اور آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھے۔ یہ وظیفہ خاص قادریہ ہے +

اور صلوٰۃ العاشقین کا وقت بھی نصف شب کو ہوتا ہے اور یہ چار رکعت اس طرح ادا کیجاتی ہیں کہ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک سو مرتبہ یا اللہ اور دوسری رکعت میں ایک سو مرتبہ یا رحمٰن اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک سو مرتبہ یا رحیم اور چوتھی میں فاتحہ کے بعد ایک سو مرتبہ یا ودود پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد اور سلام سے سر برہنہ اٹھکر ان چاروں اسموں یعنی یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا ودود کو سو مرتبہ اور ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم سو مرتبہ پڑھتے ہیں۔ اس میں ذوق و شوق الٰہی بہت ہے۔ اور برکت و فتح باب القلب بہت ہے۔ اور اس کو سوائے ولی اللہ کے نہیں جانتا۔ یہ عمل بھی قادریہ ہے +

ذکر صلوٰۃ القلب۔ اس نماز میں نیت بھی دل میں کرے اور تکبیر بھی دل ہی میں کہے اور قرأت بھی دل ہی میں پڑھے۔ غرضیکہ سب چیزیں دل ہی میں ادا کرے۔ اور فاتحہ کے بعد تین بار اخلاص دل سے پڑھے۔ اور دوگانہ ادا کرے۔ اور سلام کے بعد سر سجدہ میں رکھکر فتح قلب کی حاجت طلب کرے اور ستر مرتبہ استغفار دل میں پڑھے اور مرشد کا تصور کرکے دل کا خیال دل کی طرف کرے۔ اس میں فتح القلب بہت ہے +

ذکر نماز صلوٰۃ المشاہدہ۔ دو رکعت نماز ادا کرے اور فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں اشھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملئکۃ والوا العلم قائما بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام سورہ اخلاص کے ساتھ ملاکر تین مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد ہزار مرتبہ یہ آیۃ پڑھے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ پردۂ لاریب مشاہدہ حاصل ہوگا۔ اور یہ دوگانہ تہجد کے بعد یا نماز مغرب کے بعد یا عشا کے بعد ادا کرے یہ اوراد غوثیہ سے ہے +

فصل ۸

دربیان معمولِ بزرگانِ نقشبندیہ صدیقیہ علیہ الرحمۃ والرضوان

جو کچھ ان بزرگوں سے حاصل ہوا ہے، حسبِ ذیل ہے۔ مخفی نہ رہے کہ سادات نقشبندیہ کے طریقہ میں درود اور تلاوت قرآن اور نفی اثبات اور محض اثبات بالاسم ذات کے اور کوئی وظیفہ نہیں کرتے۔ اور نفی اثبات مغرب کے وقت باندازہ پنج نفس اور فجر کے وقت باندازہ تین نفس ہا ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور اسم ذات یعنی اللہ ہر وقت دل پر یا اس لطیفہ پر جو کہ سالک کا سبق ہوتا ہے۔ پیر کی توجہ سے جاری رکھتے ہیں۔ اور اسم ذات کو ہر لطیفہ پر پختہ کرتے ہیں۔ اور دم بند کر کے تصور کے ذریعہ اللہ ہر لطیفے پر جو سبق ہو رکھتے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر ایک لطیفہ پر جو کہ پارہ گوشت ہوتا ہے، زبان ہو جاتا ہے۔ جس سے خود بخود اللہ اللہ نکلتا ہے۔ جس وقت ہر ایک لطیفہ اسم ذات کی پختگی حاصل کر لیتا ہے، تو تمام لطائف سے ذوق وشوق کے ساتھ اللہ اللہ کی آواز نکلتی ہے۔ اور لطیفہ اخفےٰ کی انتہا سے سلطان الاذکار پیدا ہوتا ہے جس میں ہر ایک بال سے اسم ذات کی آواز نکلتی ہے۔ اس کے بعد طالب کو طے مقامات اور سیر السموات کراتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور مراقبہ فجر سے اشراق تک کرتے ہیں۔ اور اگر بہت سے درویش ایک جگہ جمع ہوں، تو حلقہ باندھ کر مراقبہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور شیخ الوقت سب کو اسم ذات سے توجہ دیتا ہے۔ اور اپنے باطن کی تاثیر سے ہر ایک کے اندر داخل ہو کر دل کو ذوق اور شوق کے غلبہ سے متحرک کرتا ہے اور اپنی توجہ سے سو یا دو سو کو ایک ہی وقت میں اس طرح توجہ دیتا ہے کہ ہر ایک کو باطنی ترقی معلوم ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ دل پر خیال رکھتے ہیں، یا اس لطیفے پر جو سالک کا سبق ہوتا ہے یہی طریق اہل اللہ کا ہے۔ لیکن ان کا وظیفہ یہی ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا جیسا کہ درود وتلاوت قرآن ونماز اشراق وضحےٰ وتہجد جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے چنانچہ حضر

غوث الاعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے نقشبندیہ کے حق میں فرمایا ہی
کہ خدا کی طرف زیادہ نزدیک رستہ یہی ہے۔ اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا شروع دوسروں کا ختم اور ہمارا ختم جیب تمنا کا
خالی ہونا ہے۔ اور تہجد کی نماز میں ہر رکعت میں سورہ یٰسؔ پانچ مرتبہ یا تین مرتبہ
یا دو مرتبہ یا ایک مرتبہ جتنا ہو سکے پڑھے۔ اور نماز ضحیٰ بارہ رکعت یا چار
رکعت جس قدر کہ ہو سکے پڑھتا رہے۔ اور اس کے پڑھنے کا طریقہ اوپر ذکر
ہو چکا ہے۔ اور نفی اثبات با ملاحظہ دونوں وقت بجا لائے۔ اس طرح پر کہ
کلمہ لا بائیں طرف سے شروع کرکے دائیں جانب ختم کرے۔ اور الٰہ پڑھے
اور الا اللہ کی ضرب فضائے دل پر پہنچائے۔ اور زبان کو تالو کے ساتھ لگا کر
دم بند کرکے ایسا ملاحظہ کرے کہ جب کلمہ لا الٰہ کہے تو سمجھے سوائے اللہ تعالیٰ
کے کوئی معبود بندگی کے لائق نہیں یعنی سب ہیچ ہے۔ اور جو کچھ ہے فنا ہے
اور میں بھی فنا ہوں۔ جب یہ ملاحظہ اچھی طرح وارد ہو اور اس کا واسطہ وجود پر
ظاہر ہو کہ کوئی نہیں اور جو کچھ کون و مکان میں ہے فنا ہے پھر الا اللہ کی ضرب
دل پر لگائے۔ اور ملاحظہ کرے کہ سوائے خدا کے سب فنا ہے اور اللہ باقی ہے
جب اس کا ظہور ہوگا تو نور الٰہی کی تجلیات کی تاثیر اس طرح پر شاہدہ اور معائنہ
کریگا کہ سوائے ذات حق کے اس کی نظر میں سب ہیچ معلوم ہوگا۔ اور سب
طرف حق ہی حق کا جلوہ دیکھیگا۔ اور نور حق اس کے ظاہر و باطن میں غلبہ کریگا
اور پھر لا الٰہ سے شروع کرکے الا اللہ تک پہنچائے اور محمد رسول
اللہ کہکر جب تنگئ نفس معلوم ہو تو ناک کے رستے اس طرح سانس لے کہ دوسر
کو معلوم نہ ہو۔ اور اسم ذات یعنی اللہ جو کہ مظہر تمام صفات ہے جیسا کہ چشمہ
سے نہریں ہر طرف جاری ہوتی ہیں اسی طرح باقی تمام اسمائے صفات اس سے
نکلتے ہیں۔ اور یہی ان کا مرجع ہے۔ اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ یہ اسم باقی
تمام اسموں کا مظہر ہے۔ اور سادات نقشبندیہ کے طریقہ میں سوائے اسم ذات
کے اور کسی اسم کا ملاحظہ نہیں کرتے۔ اور اس اسم کے ساتھ اور کوئی اسم نہیں ملاتے
کیونکہ ان کے نزدیک یہ بات ہے کہ اسمائے صفات خود بخود تاثیر نہیں کرتے

ان کا مسئلہ تو یہ ہے، لیکن دوسرے طریقوں میں اسمائے صفات اسم ذات کے ساتھ ملاحظہ کر کے ذکر کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اور شام کے بعد ہر روز لیا کرے اور ہمیشہ اسم ذات کی مداومت و مواظبت رکھے! اور ان میں سوائے اسم ذات کے اور دوسرا کوئی ورد نہیں۔ لیکن اس کا ذکر زبان سے نہیں کرتے۔ بلکہ باطن میں ہر ایک لطیفہ پر کرتے ہیں۔ اور ان کا یہی طریق ہے۔ والسلام +

فصل-۹

دربیان معمول بزرگان چشت عارفان حق و ساکنان بہشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

جو کچھ اس فقیر کو حاصل ہوا ہے وہ یہ ہے کہ فجر اور عصر اور عشا کی نماز کے بعد یاروں ساتھ حلقہ باندھ کر نفی و اثبات کا ذکر جہر کرتے ہیں۔ چنانچہ لا الہ یعنی کوئی معبود نہیں ہے الا اللہ جز ذات پاک اللہ! اور اس میں ملاحظات بہت سے ہیں۔ یعنی پاک ذات اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یا کوئی مشہود سوائے ذات پاک اللہ کے نہیں۔ اور نزول و عروج بھی کرتے ہیں۔ اس طرح پر کہ اول دفعہ لا معبود الا اللہ اور اس کا ملاحظہ شریعت ہے دم دفعہ لا مطلوب الا اللہ اور طریقت ملاحظہ ہے۔ اور تیسری مرتبہ لا موجود الا اللہ۔ اور یہ حقیقت کا ملاحظہ ہے۔ اور اس کو نزول کہتے ہیں۔ اس کے بعد لا موجود الا اللہ اور لا مطلوب الا اللہ اور لا موجود الا اللہ! اس کو عروج کہتے ہیں۔ اور پھر لا معبود الا اللہ اور لا مطلوب الا اللہ اور لا موجود الا اللہ! اور اس کو نزول کہتے ہیں۔ اور یہ نو اسم ہیں۔ چاہئے کہ ان کو ایک دم میں کریں۔ اور ملاحظہ کو نہ چھوڑیں تاکہ دل صفا ہو جاوے! اور اس قدر کوشش کریں کہ دو چند سہ چند ہو جائے۔ اور اس کو خفیہ کریں۔ خواہ اکیلے اور خواہ دوستوں کے ساتھ مل کر۔ اور جب چاہیں کہ ایک ذکر سے دوسرے میں مشغول ہوں۔ تو چاہئے کہ از سر نو غسل اور وضو کریں۔ اور توبہ کریں اور اللّٰھم انی اعوذ بك من ان اشرك بك شیئاً وانا اعلم واستغفرك لما لا اعلم واقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے اور اس کے

بعد استغفار اکیس مرتبہ پڑھے۔ استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم غفار الذنوب واتوب الیہ اور اس کے بعد یہ درود پڑھے۔ الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ الصّلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا نبی اللہ اور اس کے بعد تین مرتبہ کلمہ طیب بلند آواز سے پڑھیں اور مدکو اس قدر کھینچیں کہ دم ختم ہو جاوے اور کلمہ لا الٰہ بائیں جانب سے شروع کرکے دائیں جانب تک پہنچائے اور آواز کو بلند اور مد کو طویل کرکے ساری طاقت سے کہے۔ اور سات صفات سلبیہ ایجابیہ کا ملاحظہ کرے۔ یعنی حضرت سبوح وقدوس، ولا شریک لہ، ولم یلد، ولم یولد، ولم یکن لہ کفوا احد کی تمام صفات ناسزا سے نفی کرے اور کلمہ الا اللہ کی ضرب فضائے دل پر پہنچائے۔ اور چاہیئے کہ زور سے کھینچے اور سات صفات ایجابیہ کا ملاحظہ کرے یعنی ان صفات کا جو اللہ، احد، صمد، حق، رب العالمین الرحیم کے لائق ہیں اور اس کے بعد محمد رسول اللہ کہے۔ اور اسی طرح تین مرتبہ کہے اور واسطہ فوت نہ لائے۔ اس کے بعد کلمہ لا الٰہ الا اللہ ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ دم بدم اس قدر کہے۔ کہ ذوق اور شوق حاصل ہو۔ اس کے بعد ایک ساعت چپ ہو کر خداوند تعالےٰ کے حضور میں متواضع رہے۔ پھر تین مرتبہ کلمہ طیب بطریق مذکور بالا کہے۔ اور اسم ذات یعنی اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائے اس طرح پر کہ کام میں شوق معلوم ہونے لگے اور ذکر میں مستغرق ہو جاوے۔ لیکن چاہیئے کہ تمام ذکر باحروف کرے۔ اور کلمہ لا الٰہ سے الا اللہ زیادہ کہے۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور پیروں اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کی فاتحہ کہے۔ اور ذوق وشوق ربانی کی زیادتی اور فتح باب اسرار وانوار سبحانی کے لئے تکبیر کہے۔ اور مرید اور دوست شیخ کے قدموں پر سر رکھ کر ذکر چار ضربی سے نفی واثبات کرتے ہیں جو بزرگان چشت کا معمول ہے۔ اور اس فقیر کو بھی حاصل ہوا ہے اس طرح پر کہ کلمہ لا الٰہ بائیں طرف سے کھینچکر دائیں طرف پہنچاتے ہیں اور اس قدر دراز کرتے ہیں کہ ضربات ثلٰثہ ایک دم میں لاتے ہیں اور کلمہ الا اللہ سے صرف چہارم دل پر پہنچاتے ہیں کلمہ لا الٰہ میں ضربات ثلاثہ سے مراد نفی خطرات شیطانی اور نفسانی اور ملکی ہے۔ اور

کلمہ الا اللہ میں ضرب چہارم سے مراد اثبات خطرۂ رحمانی ہے۔ بائیں زانو پر ضرب اول سے مراد شیطانی خطرہ کی نفی ہے۔ کیونکہ شیطان کی جائے رہائش اور مقام بائیں طرف ہے۔ اور دائیں زانو پر ضرب دوم سے مراد نفسانی خطرہ کی نفی ہے۔ جو کہ ہمیشہ نفس اور شیطان کے درمیان ہوتا ہے اور کندھے پر ضرب سوم سے مراد ملکی خطرہ کی نفی ہے۔ کیونکہ دایاں کندھا نیکیاں لکھنے والے فرشتے کا مقام ہے۔ اور کلمہ الا اللہ میں اور فضائے دل پر ضرب چہارم سے مراد اثبات ذات پاک حق ہے +

شناخت خطرات۔ اگر اعتبار متردد اور متفرق ہو کر میں ایسا ایسا کروں تو یہ خطرہ شیطانی ہے۔ اور اگر اعتبار کھانے اور پینے پر ہو تو خطرہ نفسانی ہے اگر عبادت اور طاعت پر ہو تو یہ خطرۂ ملکی ہے +

علاج خطرات۔ خطرات چار ہیں۔ اگر خطرہ شیطانی غلبہ کرے تو کلمہ تمجید پڑھے ان شاء اللہ تعالے کے دور ہو جاویگا۔ اور اگر نفسانی خطرہ کا غلبہ ہو تو اس حالت میں استغفار پڑھنی چاہئے۔ یہاں تک کہ دُور ہو جاوے۔ اور اگر خطرہ ملکی غالب ہو تو یہ پڑھے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزت والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت۔ اور اگر خطرہ رحمانی جوش کرے تو کلمہ طیب پڑھے ان شاء اللہ تعالے پیران علیہ الرحمۃ والرضوان کی توجہ سے صحت یاب ہوگا +

اور اسم ذات یعنی اللہ کا ذکر علیحدہ کر کے اسمائے صفات سمیع۔ بصیر۔ علیم کے ملاحظہ کے ساتھ کرے۔ اور ان صفات کو امہات کہتے ہیں۔ اور ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ ساتوں صفات کمالات ان کی طرف راجع ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ حیٰوۃ علم۔ ارادت۔ قدرت۔ سمع۔ بصر۔ کلام اور یہ ساتوں ان تینوں کی طرف راجع ہیں۔ یعنی سمیع۔ بصیر۔ اور علیم کی طرف۔ اور ان کو نزول وعروج کی ترتیب سے اس طرح پر سمیع۔ بصیر۔ علیم، علیم۔ بصیر۔ سمیع پھر سمیع۔ بصیر۔ علیم تو کو ایک دم میں کرتے ہیں۔ اور اسمائے صفات کے معنوں کا خیال دل میں رکھتے ہیں۔ تاکہ ملاحظہ کا مفہوم حاصل ہو۔ اور خیال ملاحظہ کی طرف رکھے۔ تاکہ خطرہ کا راستہ بند رہے۔ اور دل کی نظر ہمیشہ واسطہ پر رکھے۔ کیونکہ واسطہ میں نوبت کی شرط نہیں۔ برخلاف

کے کہ اس میں نوبت کی شرط ہے۔ اور اصلی بزرگ تصور ہے۔ کیونکہ جب مرید فنافی الشیخ ہوتا ہے، تو اسی کی برکت سے فنافی اللہ حاصل ہوتا ہے اور غیرِ حق حتیٰ کہ اپنے وجود کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ اور ذاکر ذکر اور مذکور میں محو ہو جاتا ہے۔ سید مظہر علی عارف باللہ الولی کی عنایت ہے۔

مثنوی

راہِ عارف در وجودِ حق بود — گم شدن در خور درالابد بود
ہستی خود را تو اول دور کن — باز خود را در وصال آں نور کن
وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ بداں — پس چرا غافل شدی اے بے زیاں
بے بہا دُر در دروں خود یافتم — از طفیل محی الدین بشنا ختم
درک مارا کم شد از ادراک او — درک دارد ہر کہ بے ادراک او
گفت غوث الاعظم از علم یقیں — بے رسمع بے بصر از عین الیقیں
بس چرا بے خبر ہستی اے حزیں — کن یقیں بر قولِ شاہ محی الدیں

محی الدین عارف معلےٰ باصفا
کس ندارد مثل او از اولیا

اور حضرت خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہٗ نے حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عنایت حاصل کی تھی اور وہ یہ ہے کہ رو بقبلہ بیٹھ کر سات سو تناسی مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور ایک ہزار مرتبہ اسم یا رب، سر برہنہ کھڑے ہو کر پڑھے اور بسم اللہ کے اول و آخر یا ودود پڑھے اور اس کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر دعا طلب کرے۔ کشائش کے لئے رب بصنم پڑھے۔ اور فتوح کے لئے یہ فتح اور دشمنوں کے لئے یکسر پڑھے۔ اور مجھے سید مولوی مظہر علی سے حاصل ہوئی تھی۔ اور بزرگان چشتیہ و قادریہ کا پاس انفاس بھی اسی طریقہ پر ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور نماز تہجد کا طریقہ سید مظہر علی دامت برکاتہٗ نے حسب ذیل طرز پر ارشاد فرمایا۔ کہ بارہ رکعت نماز تہجد میں سورہ یوسف اس طرح ختم کرے، کہ ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے۔ اس میں فائدہ کثیر ہے۔ اور یوسف علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کی زیارت سے بھی مشرف ہو گا +

فصل ۱۰

در بیان ذکر نسبت حضرت شیخنا و سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

آنحضرت پدر بزرگوار کی جانب سے حسنی ہیں۔ آنحضرت بن ابو صالح ابن سید موسےٰ جیلی دوست ابن ابی عبد اللہ ابن سید یحیےٰ زاہد ابن سید محمد مورث ابن سید داؤد ابن سید عبد اللہ بن سید موسےٰ الجون بن سید عبد اللہ المحض بن سید امام حسن المثنےٰ بن امام حسن رضی اللہ عنہ بن علی کرم اللہ وجہٗ ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین + اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حسینی ہیں کہ آپ کی والدہ ام الخیر فاطمہ بنت ابو عبد اللہ صومعی علیہ الرحمۃ والغفران سید ابو جمال بن سید محمد بن سید ابو طاہر سید عبد اللہ بن سید ابو الجمال سید موسےٰ بن ابو علاؤ الدین سید محمد بن سید امام علی عریض بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہٗ بن حضرت علی کرم اللہ وجہٗ +

اور آنحضرت غوث الثقلین و کعبۂ دارین نے فرمایا ہے طوبیٰ لمن رانی اور ای من رانی ورای من رای من رانی ؎

حرم آنکس کہ ما دید رسید	یا بدید آنکہ مرا دید بدید
یا کسے را کہ نظر کردہ بر آں	کہ مرا دیدہ بود از دل وجاں
ہمچنیں میرود ایں سلسلہ خوش	تا بہفت لے دل پاک بہش

اے درویش اگر آنحضرت کا جمال باکمال ظاہراً نہیں دیکھ سکتا تو تو آنجناب کا حلیہ مبارک ہی پیش نظر رکھ تاکہ اس دولت سے جو دو جہان کی خوشی کا باعث ہے، محروم نہ رہ جائے ؎

صورتت دیدار سے بندو	شکل خوش کہ نورے باید
در خیالش بدو ز دیدۂ دل	زانکہ آں نیز صورتے دارد

شیخ محمد ابو عبد اللہ سے منقول ہے۔ کان الشیخ الاسلام محی الدین عبد القادر

دفیع القامۃ عریض الصدر و عریض اللحیۃ طویلہا مقرون الحاجبین ذات صوت جہوری وسمت بہی وقدر علی و علم فی ؂

اینچنیں گویند شاہ با صفا	شیخ عبد القادر آں خاصہ خدا
از بدن بود او نحیف اندر نظر	ربع قامتہ مے نمود آں اے دگر
ہم عریض اللحیہ از انواع کون	بدعریض الصدر ہم اسمر بلون
پس بہم پیوستہ ابرو چوں کمال	با علو قدر قیمت بے نشاں
نیز با صوت جہوری از صفت	بود در دیدار زیبا از جہت
قدر عالی داشت علم بس وفی	بد نمودار معیں با صفی

اور آنحضرت کی وفات گیارھویں ماہ ربیع الآخر کو نماز عشا کے بعد ہوئی۔ اور ایک روایت کے مطابق ظہر کی نماز کے بعد ہوئی +

تحفۃ الراغبین میں لکھا ہے کہ اس سلسلہ کے مرید کو چاہئے کہ آنحضرت کے وسال شریف کی ساعت کو غنیمت سمجھ کر جناب قدس مآب جناب غوث اعظم کی طرف متوجہ ہو اور شجرہ شریف کو پڑھے اور نیکی کا وسیلہ بنائے اور اس کے بعد جو چیز کھانے پینے کی ہو تقسیم کرے +

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت غوث الثقلین کے نو۹ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ اور ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ سید عبد الوہاب۔ سید عبد الرزاق۔ سید عبد الجبار۔ سید عبد العزیز۔ سید یحیےٰ۔ سید عیسےٰ۔ سید ابراہیم۔ سید عبد اللہ۔ سید موسےٰ اور بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق دس تھے۔ نو۹ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور دسویں حضرت سید محمد رئیس + اور آنحضرت کی اولاد سید عبد الوہاب اور سید عبد الرزاق سے بہت ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کے فرزند سید عبد الرزاق سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے فرزند انچاس تھے۔ جن میں سے ستائیس۲۷ لڑکے اور بائیس۲۲ لڑکیاں تھیں۔ جب آنحضرت کا کوئی فرزند انتقال کر جاتا تو آنجناب کی خاطر مبارک پر ذرا ملال نہ آتا۔ اور اگر وعظ فرماتے ہوئے فرزند کی وفات کی خبر سنتے تو قطع کلام نہ کرتے۔ اور جب جنازہ لایا جاتا تو جنازے کی نماز پڑھ کر اس کے دفن کرنے کے لئے حکم فرماتے۔ اور کسی قسم کا غم واندوہ

نہ کرتے +

ایضاً۔ آنحضرت کے گیارہ اسم شریف جو حاجات کے لیئے از بس مجرّب ہیں۔ اس طرح پر پڑھنے چاہئیں۔ کہ مہینے کے شروع میں ان اسما کو ثابت یقین کے ساتھ شروع کرے۔ اور جمعرات کو مغرب کی نماز کے وقت سنت اور فرض کے درمیان اول گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور پھر ان اسما کو گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور اس کے بعد سات دفعہ سورہ فاتحہ اور گیارہ دفعہ درود شریف پڑھ کر حاجت طلب کرے۔ اور اسی طرح فجر کی نماز کے وقت سنت اور فرض کے درمیان پڑھے یہ عمل گیارہ دن تک کرے۔ انشاء اللہ اس کی حاجت بر آوے +

ان اسماء کا وظیفہ بھی گیارہ مرتبہ ہے۔ اور ان کے وظیفہ میں سورہ فاتحہ اور درود شریف تین مرتبہ پڑھے۔ اور وہ اسما یہ ہیں:۔

الٰہی بحرمت سید محی الدین۔ الٰہی بحرمت شیخ محی الدین۔ الٰہی بحرمت سلطان محی الدین۔ الٰہی بحرمت قطب محی الدین۔ الٰہی بحرمت غوث محی الدین۔ الٰہی بحرمت مخدوم محی الدین۔ الٰہی بحرمت خواجہ محی الدین۔ الٰہی بحرمت درویش محی الدین۔ الٰہی بحرمت غریب محی الدین۔ الٰہی بحرمت ولی محی الدین۔ الٰہی بحرمت سکین محی الدین +

یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اِسْمِی کَاسْمِ الْاَعْظَمُ یعنی میرے نام میں اسم اعظم حق سبحانہٗ کی تاثیر ہے۔ اور جب اُسے صدق دل سے پڑھا جاوے تو اس میں بہت سی تاثیرات ہیں اور وہ اسم بغیر موکلوں کے یا شیخ عبد القادر شیئاً لِلّٰہ ہے۔ اور معہ موکلوں کے اس طرح پر ہے۔ یَا دَرْدَنْمَائِیْلُ یَا طَاطَائِیْلُ یَا لُوْمَائِیْلُ بحق یا شیخ عبد القادر شیئاً لِلّٰہ۔ اگر اس اسم مبارک کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کی محبت کے لئے پڑھے۔ تو ہمزہ کو پیش سے پڑھے۔ اور دشمنوں کی مقہوری کے لئے زیر ہے۔ اور تسخیر اور کشائش کے لئے زبر ہے۔ اور جمعیت ظاہری و باطنی کے لئے جزم ہے۔ اور اس اسم مبارک کی زکوٰۃ حیوانات جمالی اور جلالی کی ترک کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار ہے۔ اور اس کا روزانہ ورد ایک ہزار ایک مرتبہ ہے +

اگر کوئی شخص دولت و حشمت کے لئے پانسو مرتبہ روزانہ پڑھے تو ظاہری اور

باطنی دولت کی ترقی ہوگی۔ اور سید عالم علیہ السلام کی خواب میں زیارت کرنے کے لئے سات رات تک ہر رات کو ترک حیوانات کے ساتھ ہزار دفعہ پڑھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھنے کیلئے بھی مندرجہ بالا طریقے سے پڑھے۔ اور مقبولیت کیلئے پانسو مرتبہ روزانہ پڑھے انشاء اللہ تعالٰے مقبول ہو جائے گا۔ اور غنی ہونے کے لئے اکانوے بار ہر صبح کو پڑھے غنی ہو جائیگا۔ اور بلندیئے ورتبہ اور قبول سلاطین کے لئے تیس روز تک ہر روز سو مرتبہ پڑھے تو اس کا مرتبہ روز بروز زیادہ ہوتا جائیگا۔ اور تحصیل علم و حکمت کے لئے ہر نماز کے بعد اسی دفعہ پڑھے تو مطلب حاصل ہوگا۔ یہ تاثیرات مختصراً بیان کی ہیں۔ ورنہ اس میں ان کے علاوہ اور بیشمار خاصیتیں ہیں +

فصل ۱۱

دربیان شرائط قصیدہ عالیہ غوثیہ

وہ شرائط اور عمل جو اس فقیر کو بزرگوں اور پیروں سے حاصل ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں۔ اس قصیدہ عالیہ کی تین زکوٰۃ ہیں۔ ایک اکبر۔ دوسری اوسط اور تیسری اصغر +

زکوٰۃ اکبر اس طرح پر ہے کہ ایک کپڑا برنگ سفید اور ایک برنگ سبز مشک یا عطر سے خوشبودار کرے۔ اور سوموار کی رات کو شام کی نماز ادا کرنیکے بعد نیا غسل اور وضو کرے۔ اور ایسے مقام پر جو غیروں سے خالی ہو۔ ایک کپڑا خود پہن لے۔ اور دوسرا اپنے آگے بچھا دے۔ اور دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر ایک رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص اور گیارہ مرتبہ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد پڑھے اور ان نفلوں کا ثواب حضرت سید کائنات اور چہار یار ازواج مطہرات و امامین شہیدین اور حضرت قطب العالم وغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰے عنہم اجمعین کے ارواح پاک کو بخشے۔ اور مؤدب ہو کر بغداد کی طرف رخ کرکے بیٹھے اوّل درود گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور اس کے بعد قصیدہ مبارک شروع

کرکے سو بار پڑھے۔ اور اس کے بعد ایک ہزار مرتبہ السّلام علیکم یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ اغثنی پڑھے پھر قصیدہ سو دفعہ پڑھے۔ اور پھر ایک ہزار مرتبہ السّلام علیکم یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ اغثنی پڑھے اسی طرح چالیس رات تک ہر رات میں تین سو مرتبہ قصیدہ اور تین ہزار مرتبہ اسم شریف پڑھے اور اس عرصے میں دن کے وقت روزہ رکھے اور شام کو افطار کرے اور غذا صرف چاول سفید بغیر نمک رکھے۔ اور ہر روز ایک مقررہ جگہ پر بیٹھ کر پڑھے۔ اور رات دن حجرے میں رہے اور نامحرموں سے ایسا دور رہے کہ ان کی آواز تک کان میں نہ پڑے۔ یہاں تک کہ کتے وغیرہ کی بھی آواز نہ سُنے۔ تاکہ دینی اور دنیاوی مطالب حاصل ہوں +

طریقہ زکوٰۃ اوسط یہ ہے کہ آٹھ رات تک پچیس مرتبہ ہر رات قصیدہ پڑھے اور اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور دونوں چادریں سبز اور سفید اُسی طرح پہنے اور بچھائے۔ اور اسم شریف ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے +

طریقہ زکوٰۃ اصغر یہ ہے کہ چالیس رات تک اکتالیس مرتبہ روزانہ پڑھے بمعہ درود اور اسم شریف اور پرہیز وغیرہ کے اور کپڑے کا پہننا اور چاولوں کا کھانا اور دن رات حجرے میں رہنا، سب میں یکساں ہے اس میں ایک سرِ عظیم اور عجیب ہے +

طریقہ زکوٰۃ دیگر۔ قصیدہ عالیہ کو چار ہزار چار سو چوراسی مرتبہ چالیس روز میں پڑھے اور دودھ اور چاول بغیر نمک کے کھائے +

طریقہ زکوٰۃ دیگر قصیدہ عالیہ کو دو ہزار دو سو بیالیس مرتبہ چالیس روز میں پڑھے بیشک و شبہ آنحضرت کی حضوری نصیب ہوگی +

زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس کا وظیفہ تین مرتبہ یا گیارہ مرتبہ مع درود گیارہ مرتبہ اول آخر مقرر کرے +

اگر کسی مطلب کے لئے شروع کرے تو روزانہ چالیس مرتبہ چالیس روز تک پڑھے۔ انشاء اللہ تعالےٰ چالیس روز کے اندر مراد بر آویگی۔ اور آنجناب کے خادموں کو جو اس طریقہ میں داخل ہیں اس کے پڑھنے میں کسی قسم کا غم واندوہ اور رجعت نہ ہوگی۔ اور جناب غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد کامل ہے +

ذکر نماز کشف الارواح۔ جب کوئی اس بات کا خواہشمند ہو کہ آنجناب کی ارواح سے ملاقات کروں اور زیارت سے مشرف ہوں تو اُسے چاہیئے کہ آدھی رات کو اُٹھکر غسل کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز کشف الارواح کی نیت سے اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب فیضمآب کی جانب متوجہ ہووے اور مصلے پر کھڑے ہو کر دو سو مرتبہ دعا اور درود پڑھے۔ انشاءاللہ تعالےٰ دیدار سے مشرف ہوگا۔ درود اور دعا یہ ہے۔ یا میراں سید محی الدین احضروا، اللھم صل علی محمد وعلی نور محمد فی الارواح +

فصل ۱۲

دربیان ایمان و ایقان و توحید باریتعالےٰ اعزاسمہ

اے طالب ور سالک حق آگاہ ہو اور جان لے کہ ایمان اور چیز ہے اور توحید و معرفت الٰہی اور۔ یعنی ایمان خدا کی عطا کردہ چیز ہے۔ لیکن خدا کی توحید اور معرفت معلّم سے سیکھی جاتی ہے۔ جو بتاتا ہے کہ خدا ایسا ہے اور ویسا ہے اور یوں ہے اور ووں ہے۔ اور وہ توحید اور معرفت الہام الٰہی سے ہے۔ چنانچہ لاعلم لنا الا ما علمتنا، ولا معرفت لنا الا ما الھمتنا سے یہی مطلب ہے۔ اور یہ خدا کی عنایت ہے۔ جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے +

مثلاً ایمان دو قسم کا ہے۔ ایک ایمان اصل اور دوسرا ایمان تقلید۔ اصل ایمان تو یہ ہے۔ جو خداوند تعالےٰ سے براہ راست بغیر کسی وسیلہ کے حاصل ہو۔ جیسا کہ پیغمبروں کو الہامات کے ذریعہ معلوم ہؤا۔ جس میں کسی تعلیم اور معرفت اور توحید کی ضرورت نہیں۔ اور یہ خدا کی عنایت ہے جسے چاہے دے۔ چنانچہ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء سے یہی مراد ہے۔ اور ایمان تقلید وہ ایمان ہے جو معلم سے سیکھا جاوے۔ کہ خدا اس طرح اور اس طرح ہے۔ اور تقلید شرک سے خالی نہیں ہوتی

چنانچہ ایمان تین قسم کا ہے۔ ایک خاص، دوسرے عام، تیسرے خاص الخاص
عام ایمان۔ گھاس کے پتے کی طرح ہوتا ہے کہ ذرا سی ہوا سے اِدھر اُدھر
دوڑتا ہے۔ اور ہمیشہ خداوند تعالےٰ سے جنگ کھڑا ہے کہ جو کچھ خدائے تعالےٰ کرتا ہے
وہ اس کے مخالف ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے اس طرح کیا اور اُس طرح کیا اور
کیوں ہماری خواہش کے مطابق نہیں کیا۔ اور چونکہ ہر طرف دوڑتا ہے اور خداوند
تعالےٰ کی صفات خلاقی ورزاقی۔ معزی اور مذلی اور محیی اور ممانی کا اعتقاد نہیں
رکھتا اسلئے ایمان بھی اس کے دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ اگرچہ وہ زبان سے
اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کرتا ہے +
ایمان خاص۔ اور خاص کی مثال درخت کی سی ہے کہ اس کی جڑ اپنی
جگہ پر قائم رہتی ہے۔ اور جو کچھ اس پر پڑتا ہے شکر بجالاتا ہے۔ اگر مصیبت نازل
ہو تو صبر کرتا ہے۔ اور گو صبر کی تلخی سے بعض وقت جنبش کرتا ہے لیکن پھر خداوند تعالےٰ
کی طرف خیال کرتا ہے۔ کہ نفع اور نقصان اور نیکی اور بدی خدا کی طرف سے ہے۔
اس لئے اس کا ایمان اس کے دل میں ثابت رہتا ہے۔ اور چونکہ اپنی تقصیر سے توبہ
اور استغفار بہت کرتا ہے اس لئے وہ بخشا جاتا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ جلشانہ
فرماتا ہے۔ ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ویعفوعن السیئٰت یعنی خدا وہ ہے
جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کے گناہوں کو معاف کرتا ہے +
ایمان خاص الخاص۔ اور خاص الخاص ایمان بمنزلہ ایک پہاڑ کے ہوتا ہے
کہ اس کو کسی قسم کا تغیر نہیں ہوتا۔ چنانچہ اگر خداوند تعالےٰ سے کوئی مصیبت نازل ہو
تو اس کی لذت اُس سے سو گنا حاصل ہوتی ہے جیسا کہ ضرب الحبیب لذیذ سے
اشارہ اسی بات کی طرف ہے۔ اور اگر کوئی نعمت ملے تو اس سے طرح طرح کی
لذت چکھی جاتی ہے۔ اور کسی طرح سے تفرقہ اور وسوسہ اُس کے دل میں راہ نہیں پاتا
اور وہ صاحب نعمت ہوتا ہے اور اس کی دائمی حضوری ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ ذوق اور
مشاہدہ سے مشرف رہتا ہے۔ اور جو کچھ دوست کی طرف سے ہوتا ہے۔ اُس کو
اچھا جانتا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے ان تینوں فرقوں کی خبر قرآن شریف میں اس طرح
فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ منھم ظالم لنفسہٖ ومنھم مقتصد ومنھم سابق

بالخیر باذن اللہ۔ان تینوں فرقوں کی شرح بنوع دیگر حسب ذیل ہے:۔

اوّل ۔ ظالم لنفسہ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سچ اور جھوٹ کو برابر سمجھتے ہیں۔ اور زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق بھی کرتے ہیں لیکن شہوی غلبے اور غفلت اور کم ہمتی اور دنیا کی محبت کے باعث خداوند تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں اور گناہ کے اصرار سے کفر کے نزدیک ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا کو منظور رہے تو ہمارے ایمان ثابت رہیں گے اور توحید کی برکت ہوگی ورنہ خیر وہ مالک ہے ÷

دوم ۔ منہم مقتصد ۔ یہ وہ لوگ ہیں ۔ جو کہ خدائے تعالےٰ کے حکموں کو بجا لاتے ہیں۔ اور بہشت کی امید اور دوزخ کے ڈر سے بندگی کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ کے لقا کی امید رکھتے ہیں۔ اگر خداوند تعالےٰ چاہے تو ان کے مقصود کو پورا کرے۔ ورنہ وہ خود جانتا ہے ÷

سوم ۔ منہم سابق بالخیرات باذن اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر دو جہان کی پرواہ نہیں کرتے اور ماسوائے اللہ سے چشم بند کر کے تمام چیزوں سے منہ پھیر لیتے ہیں ۔ اور وہ خداوند تعالےٰ سے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ ان سے ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی من کان اللہ کان اللہ لہٗ سے یہی مراد ہے کہ جو شخص خدا کے ہمراہ ہوتا ہے۔ محمد اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ من لہ مولیٰ فلہ الکل اور من فاتہ المولیٰ فاتہ الکل یعنی جس کا خدا ہے اُس کا سب کوئی ہے اور جس نے خدا کو کھو دیا اس نے سب کچھ کھو دیا ؎

گر تو باشی عاشق نور خدا آں عشق از حق باشد بے خطا

اور قرآن مجید میں آیا ہے۔ قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون یعنی تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے۔ اور اس بات پر وہ قائم رہے پس نہ انہیں خوف ہے اور نہ غم واندوہ۔ یہ گروہ ملازم ہیں۔ ان کو ان کے اعمال کی جزائے خیر دی جائیگی ÷

پس واضح رہے کہ ایمان خداوند تعالےٰ کی عطا کردہ شے ہے۔ اور اس سے مراد اللہ کی ہدایت کے نور سے دل اور سینے کی فراخی اور شرح ہے۔ اور کفر سے

مراد دل کی سختی ہے - جو خداوند تعالےٰ کے احکام سے روگردانی اور غفلت کے سبب ہوتی ہے - چنانچہ خداوند جلشانہٗ فرماتا ہے - فمن شرح صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم عن ذکراللہ اولٰئک فی ضلل مبین - یعنی وہ شخص جس کا سینہ خداوند تعالےٰ نے قبول اسلام کے لئے روشن کیا ہے پس وہ روشنی اپنے پروردگار سے معرفت اور اسلام کی روشنی ہے - اور سخت دلوں کو عذاب ہے - کہ ان کے دل خدا کی یاد سے غافل ہیں - وہ گروہ سخت دل اور غافل گمراہی میں پڑے ہیں ؎

در دل کہ بینی نور ہا آں ہست از لطف خدا
آں فرق داں در کفر و حق اے کاسف اسرار ہا

پس ایمان سے مراد ہے نور خدا سے زندہ مرجانا اور حق اور باطل میں تمیز کرنا اور آدمیوں میں اسی نور سے رہنا - اور کفر سے مراد وہ تاریکی ہے - کہ جس میں حق کو باطل جاننا اور باطل کو حق سمجھنا اور ایسی تاریکی سے نجات نہیں ہوتی - چنانچہ خداوند تعالےٰ جلشانہٗ فرماتا ہے - اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ - یعنی وہ شخص جو گمراہی میں مردہ ہو ہم اُس کو زندہ کرتے ہیں - اور اُس کو معرفت کا نور عطا کرتے ہیں جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کرتا ہے - اور اُس نور سے آدمیوں میں چلتا ہے - اُس شخص کی مانند جو گمراہی کی تاریکی میں ہو - اور اس سے باہر نہ آسکے - جیسا کہ کافروں کو زینت دی گئی ہے - اس بات کی جو وہ گمراہی میں عمل کرتے تھے ؎

نمیرد ہر کہ در سودائے عشق است خوش آں ہائے کہ آں ہمتائے عشق است
خوش آں دردے کہ در سودائے معشوق خوش آں معشوق رہ بنمائے عشق است

پس حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً - اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - اَلْمُؤْمِنُ حَیٌّ فِی الدَّارَیْنِ نظم

برخلائق باب صحبت را بہ بند باش دایم با خدائے مستمند

شغل کن با ذکر حق در دل نہاں | تا شوی زندہ ابد در دو جہاں
غافلی از ذکر میراند ترا | مردنت بہتر ز غفلت بد ترا
غفلت از حق بدتر از دوزخ بود | کار ما حق جملہ در دوزخ بود
دایم اندر نالہ و صد آہ داں | بدتر از دوزخ تو غفلت را بداں

نقل ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت خضر علیہ السلام ایک بزرگ کی زیارت کیلئے گئے۔ اور دعا کی۔ اس بزرگ نے غلام کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میرے پاس نہ آوے۔ جب غلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں یہ پیغام پہنچایا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ اُن کی خدمت میں میری طرف سے عرض کر تاکہ وہ گناہ ظاہر کرو۔ جو میں نے کیا ہے۔ خادم نے آکر اس بزرگ کی خدمت میں عرض حال کیا۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ وہ دنیادار ہے۔ اور دنیا کی محبت اُس کے دل میں بہت ہے۔ اور اُس نے آبحیات صرف اس واسطے پیا ہے کہ وہ ابد تک زندہ رہے لیکن اسے چاہئے کہ دنیا کو قید خانہ سمجھے کیونکہ بغیر دوست کے عین دوزخ ہے +

اے عزیز! جاننا چاہئے کہ ایمان سے مراد خدا کے نزدیک ہونا اور تاریکی سے نکلکر نور حق کی طرف جانا ہے۔ اور کفر سے مراد خدا سے دور ہونا اور نور سے نکلکر تاریکی کی طرف جانا ہے۔ جس میں کہ باطل کو حق جاننا ہے اور حق کو باطل۔ خدا وند تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور والذین کفروا اولیاء ھوالطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحاب النار ھم فیھا خلدون یعنی خدا تعالےٰ اُن شخصوں کو دوست رکھتا ہے جو ایمان لائے ہیں۔ اور اُن کو کفر کی تاریکی سے نکالکر ایمان اور ہدایت کی روشنی میں لاتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے ہیں ان کے دوست بہت ہیں اور بُت وہ ہیں جو سوائے حق کے پرستش کیا جاوے جو کہ کافروں کو نور سے نکالکر کفر کی تاریکی میں لے آتے ہیں۔ ایسے لوگ اہل دوزخ ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہینگے ○

مقصدت از قرب حق دایم بود | عاشق اندر عشق حق قایم بود
وانکہ او از قرب حق در نفرت است | خرمنش برباد شد در حسرت است

اور کن للہ والا لا تکن یعنی خدا کا ہو رہ نہیں تو نہ ہو یعنی ایمان سے مراد نفس کا

مارنا ہے۔ چنانچہ یحذر کم اللہ نفسہ سے یہی مراد ہے اور کفر سے مراد نفس پروری ہے۔ کیونکہ نفس بت اکبر ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی سے ظاہر ہے۔ النفس ھی صنم الاکبر یعنی نفس بت اکبر ہے۔ اور اس کی آرزوئیں بت اصغر ہیں پس اصلی ایمان نفس اور اس کی خواہشوں کا چھوڑ دینا ہے۔ اور بغیر ان دو چیزوں کے خدا کا رستہ ملنا محال ہے۔ اور دنیا میں کوئی چیز ان دونوں کی ترک کے برابر نہیں۔ کیونکہ ان سے بیزار ہونا اسلام کی زیادتی ہے۔ اور کفر کی بنیاد دنیا کی محبت اور نفس پروری ہے ۔

نفس کافر را بکش مومن بباش ۔ چوں بکشتی نفس را ایمن بباش
غیر کشتن نفس ایماں را ابداں ۔ نفس پرور کافرست اما نہاں
در درونت یارہا زنار ہا ۔ ظاہرا گلزار باطن خارہا
از برونت ہست وصف اولیا ۔ وز درونت ہست وصف کافرا
از برونت ہچو موسے سال ماہ ۔ در درونت ہمچو فرعون دل سیاہ
نفس کشتن کار مرداں ابود ۔ نے خسیس و ہر لئیمے را سزد
نفس کشتن کار شیران است بس ۔ نے سگ و نے گربہ و خوک و مگس
نفس بد را ہر کہ سیرش مے کند ۔ بر گنہ کردن دلیرش مے کند
سیر خوردن جان و دل را سنگ شد ۔ طالباں را سیر خوردن ننگ شد
سیر خوردن غافلاں را پیشہ شد ۔ عاقلاں را ہر زماں اندیشہ شد

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ارجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر یعنی ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور جہاد اکبر کافروں کے ساتھ تو کبھی ہوتا ہے لیکن نفس کے ساتھ ہر وقت رہتا ہے۔ اور قرآن مجید میں خداوند تعالے فرماتا ہے۔ فاقتلوا انفسکم فتاب علیکم۔ اور قتل عام آسان بات ہے۔ کیونکہ ایک بار کا مرنا ہے لیکن نفس کا قتل کرنا ہر لحظہ کا مرنا ہے۔ اور یہ سوائے بندۂ خاص کے اور کسی کو میسر نہیں ہوتا ع

یکبار میرد وہر کسے بیچارہ جامی بارہا

اور یہ قتل آرزوؤں اور مرادوں کی ترک کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اس کو موت ارادی

کہتے ہیں پس جان لو کہ ایمان کامل سے مراد مشاہدہ حق سبحانہ ہے اور اسکی حقیقت کا جاننا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم ارنا الحقایق الاشیاء کما ھی۔ اور نیز خدا تعالےٰ کا فرمان ہے۔ وقل رب زدنی علمًا۔ پس جو حرکات و سکنات اس جہان میں ہوتے ہیں، عین حکمت ہے۔ اور غلط نہیں ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ نے جو آدم اور جہان کو پیدا کیا تو اپنے ظہور کے لئے پیدا کیا نہ کہ بیفائدہ۔ جو شخص اس کو جانتا ہے وہی جانتا ہے جیسا کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا لَاعِبِیْنَ سے صاف ظاہر ہے کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلا سے بالکل عیاں ہے۔ کہ جو کچھ خداوند تعالےٰ نے پیدا کیا وہ باطل نہیں ہے۔ پس معلوم ہؤا کہ آدم کو اپنا مظہر بنایا۔ چنانچہ کنت کنزًا مخفیًا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق سے صاف ظاہر ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کی تمام صفات جلالی اور جمالی آدم میں پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ اس کی ہدایت کی صفت کا مظہر تمام انبیا اور اولیا خصوصًا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور اصحاب خلفاء الراشدین اور ان کے تابعین ہیں۔ اور ضلالت کی صفت کے مظہر کافر منافق مشرک اور اہل ضلالت و بدعت اور ان کے تابعین ہیں۔ اور اس کی قہاری کی صفت کے مظہر مقہور ہیں۔ اور غفاری صفت کے مظہر مغفور ہیں۔ اور صفت معز کے مظہر عزیز ہیں۔ اور صفت مذل کے مظہر ذلیل ہیں۔ اور صفت خافض کے مظہر پست شدہ لوگ ہیں۔ اور صفت رافع کے مظہر بلند شدہ لوگ ہیں۔ اور صفت رزاق کے مظہر وہ لوگ ہیں جن کو رزق دیا گیا ہے۔ اور صفت فتاح کے مظہر مفتوح ہیں۔ اور صفت خالق کے مظہر مخلوق ہیں۔ اور صفت قابض کے مظہر مقبوض ہیں۔ اور صفت باسط کے مظہر مبسوط ہیں۔ اسی طرح جو صفت خداوند تعالےٰ میں ہے آدمی اس سے موصوف ہے۔ اور جو صفت خداوند تعالیٰ سے مرتبہ ہے اپنے مظہر کی طرف مائل ہے۔ اور مظہر اس کی طرف مائل ہے چنانچہ باران رحمت نباتات کی طرف مائل ہے اور نباتات باران رحمت کی طرف لیکن پھول کے اثر سے نفع حاصل ہوتا ہے اور کانٹے کے اثر سے نقصان، جیسا کہ گنے سے مٹھاس اور زہر قاتل سے ضرر۔ پس جو چیز خداوند تعالےٰ کی جلالی صفت سے موصوف ہے اس کا

پرورش کنندہ جلال ہے۔ اور جو جمالی صفت کا مظہر ہے اس کا پرورش کنندہ جمال ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی ہر ایک صفت اپنے مظہر کی طرف مائل ہے اور مظہر اس صفت کی طرف۔ اور اس میں غلطی نہیں بلکہ عین حکمت ہے۔ اے میرے بھائیو! میرے کلام کو سمجھو ؎

مرد میباید کہ باشد حق شناس   تا شناسد شاہ را در ہر لباس

گرچہ کس را ہیچ کار و بار نیست   چوں در و کار ند کس بیکار نیست

جیساکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ما رایت شیئاً الا رایت اللہ فیہ یعنی ہر چیز میں خدا کو دیکھتا ہوں۔ اور ایسا خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جس طرف اپنا رخ کرو گے اسی طرف خدا کا رخ پاؤ گے ؎

نہ بینم جز جمال دوست اینجا   کہ ئے اندکہ او پاک است از ما

پس اے سالک راہ تجھے چاہیئے کہ خیر و شر اور نفع و ضرر خداوند تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اس کے امر سے ذرہ بھر بھی مخالفت نہ کرے۔ اور کفر اور ایمان اور شک اور یقین اسی کی جانب سے جانے۔ اور طاعت کو بھی اسی سے جانے۔ لیکن گنہگاری پر وہ راضی نہیں۔ چنانچہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضیٰ لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم یعنی اگر تم کافر ہو جاؤ۔ تو خدا تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہے لیکن ان بندوں پر راضی نہیں جو کفر کرتے ہیں۔ اور شکر کرو تاکہ تم پر راضی ہو جاوے۔ پس تجھے لازم ہے کہ عبادت میں سعی بلیغ کرے۔ اور گناہ اور کفر سے دور رہے۔ اور خداوند تعالیٰ جو چاہیگا وہی تیرے ساتھ کریگا کسی کی مجال نہیں کہ اس کے حکم کو رد کرے چنانچہ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لہ سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ تکلیف پہنچائے تو سوائے اس کے کوئی اور اس کو دور نہیں کر سکتا۔ اور اگر نیکی کرے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا ؎

نخلش بے ارادتش نخارے   نکسد بے مشیتش تارے

فی المثل گر جہانیاں خواہند   کہ سرے موئے را کسے کاہند

گر نباید چناں ارادتِ او | نتواں کاستن سرِ یک مو
در ہمہ در مقام آں آیند | کہ یکے ذرہ بنگزاید
بذہرے ارادتے او سود | نتوانند ذرّہ افزود

پس جان اور آگاہ ہو کہ علم اولین و آخرین اور ظاہر و باطن سب کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جس میں کہ طرح طرح کی نفی اور اثبات ہے۔ اور امتیاز خیر و شر اور دنیا و دین کے علم کا نتیجہ ہے۔ پس خیر دارین کا حاصل کرنا لازم ہے اور شر دارین سے پرہیز کرنا فرض ہے۔ اور شر سے نفی اور خیر سے اثبات کلمہ میں موجود ہے۔ اور اس کی حقیقت کا جاننا لازم ہے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ پس جان لے کہ خداوند واحد ہے سوائے اس کے کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں۔ پس کلمہ طیب کے تین معنی ہوئے۔ ایک عام دوسرے خاص۔ تیسرے خاص الخاص ٭

عام کہ لا معبود الا ھو یہ طریقت کا پہلا ملاحظہ ہے ٭

خاص یہ ہیں لا مطلوب الا ھو یہ حقیقت کا ملاحظہ ہے ٭

خاص الخاص یہ ہیں۔ لا موجود الا ھو یہ معرفت کا ملاحظہ ہے ٭

اور عام کو چاہئے کہ حرکات و سکنات اور خیر و شر اور نفع و ضرر اور عزت و ذلت اور مرنا اور جینا خدا کی طرف سے سمجھے اور اُس کے غیر کی طرف سے خیال نہ کرے چنانچہ کان النفسی ان یموت الا باذن اللہ سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ اور ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ سے بھی یہی مطلب ہے ٭

نقل ہے کہ ایک واصل کو لوگوں نے پوچھا تیرا پیر و رہنما کون ہے اس نے جواب دیا کہ ایک غلام! اور اس کا قصہ یوں ہے۔ کہ میں نے اُسے بازار سے خریدا اور اسے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا کہ جو آپ رکھیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا کھائیگا۔ اُس نے کہا جو آپ کھلائینگے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا پہنیگا۔ اُس نے کہا جو آپ پہنائینگے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا کام کریگا۔ اُس نے کہا جو آپ کرائینگے۔ پس اس کی گفتگو میری پیر ہوئی جس نے خدا کی طرف رہنمائی کی۔ یہی معاملہ میں نے خدا کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ میں واصل ہوگیا ٭

اور خاص کو چاہیئے کہ عورت اور بال بچوں اور مال و مرتبے اور خویش قبیلے اور دونوں جہان کی خواہشوں اور آرزوؤں کی نسبت خدا کو دوست رکھے چنانچہ والذین آمنوا اشد حبا للہ سے اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی دونوں جہان کا مطلوب جان ہے۔ اور جب تک یہ جان خدا کے راستے میں قربان نہیں کریگا ہرگز ہرگز خدا کو نہیں پہنچیگا۔ جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الی اللہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین +

اور خاص الخاص کو چاہیئے کہ دوزخ کے خوف اور بہشت کی امید سے اپنے آپ کو پاک کرکے کسی وقت اور کسی حالت میں مشاہدہ حق سے خالی نہ رہے۔ اور دونوں جہان کی چیزوں کو ہیچ سمجھے۔ اور اس میں محو مطلق ہو جاوے۔ چنانچہ کل ھالک الا وجہہ سے اسی طرف اشارہ ہے +

نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم ادہم کی ایک واصل کے ساتھ ملاقات ہوئی اس نے کہا تو کیا کرتا ہے اس نے جواب دیا وہ (خدا) اس نے جواب دیا تو کیا کھاتا ہے۔ اُس نے جواب دیا وہ (اللہ) اُس نے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے اس نے کہا وہی اللہ اُس نے پوچھا تو کیا سنتا ہے۔ اس نے جواب دیا وہی (اللہ) اُس نے پوچھا تو کیا کہتا ہے اُس نے جواب دیا جو وہ کہتا ہے پس اس نے ایک آہ کھینچی اور فوت ہوگیا + اور حدیث قدسی بھی اسی اسرار میں وارد ہے۔ لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبتہ فاذا احبتہ کنت لہ سمعاً وبصراً ویداً ولساناً فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی ینطق یعنی جو شخص میرے نزدیک ہوتا ہے میں ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا ہوں اور بسبب نفلوں کے جو میرے نزدیک ہو میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں۔ اور جب دوست بنا لیتا ہوں تو اُس کے لئے میں بمنزلہ کان۔ آنکھ اور زبان کے ہو جاتا ہوں پس وہ مجھ سے ہی سنتا ہے اور مجھ سے ہی دیکھتا ہے اور مجھ سے ہی کلام کرتا ہے ؎

ہم دیدن و شنیدن و ہم گفتم باو
ہم کردن و نہ کردن ہم جان و دل باو

یا احمد اشراب الاولیا لی اذا اشربوا اسکروا و طربوا تابوا

واذا اتا بوا وصلوا انصلوا الاتفرق بینہم وبین حبیبہم وھوانا یعنی خداوند تعالے فرماتا ہے کہ اے احمد میں شرب کی مانند ہوں۔ اور جو لوگ میرے دوست ہیں وہ اس کو پیتے ہیں اور مست ہو جاتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں۔ اور جب خوش ہوتے ہیں تو اپنا مقصد حاصل کرتے ہیں۔ اور جب حاصل کر لیتے ہیں تو مرجاتے ہیں۔ یعنی اپنے آپ سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ اور مجھ میں محو ہو جاتے ہیں۔ اور جب محو ہو جاتے ہیں تو وہ میرے نزدیک ہو جاتے ہیں۔ اور میرے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ان کے اور ان کے دوست کے درمیان کچھ فرق نہیں رہتا اور وہ دوست میں ہی ہوں ؎

من در عجبم کہ من چہ نامم معشوقم عاشقم کدامم

رباعی

چوں دوست درِ دل درجان و جگر جز وے نبود در نظرم ہیچ دگر

گرچہ ہمہ در عین عیاں است ولیک در عین عیاں ہست نہاں دار و نظر

اور نیز یہ حدیث قدسی بھی ہے۔ من طلبنی وجدنی ومن وجدنی عرفنی ومن عرفنی عشقنی ومن عشقنی فعشقتہ ومن عشقتہ فقتلتہ ومن قتلتہ فانا دیتہ یعنی خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو شخص مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے۔ اور جو پالیتا ہے، وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور جو دوست رکھتا ہے، وہ مجھے پہچان لیتا ہے۔ اور جو مجھے پہچان لیتا ہے، وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے۔ اور جو میرا عاشق ہوتا ہے، میں بھی اس کا عاشق بنجاتا ہوں اور عاشق ہوتا ہوں تو اُسے مار ڈالتا ہوں۔ اور جس کو میں مار ڈالتا ہوں اس کا میں خون بہا بنجاتا ہوں؛

فصل ۱۳

در بیان معرفت الٰہی

معرفت الٰہی تین قسم کی ہے۔ ایک عام۔ دوسری خاص۔ تیسری خاص الخاص؛ معرفت عام، تو یہ ہے۔ کہ خدا کو ایک جاننا اور اس کی وحدت کا یقین

کرنا جیسا کہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ الٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم یعنی خداوند تعالےٰ معبود ہے۔ اور ایک ہے اور سوائے اس کے اور کوئی معبود عبادت کا مستحق نہیں اور وہ رحمٰن اور رحیم ہے ۔

اگر کسی شخص کو وحدت میں شبہ پڑے تو اسے چاہئے کہ قولہ لم یتخذ ولداً و لم یکن لہٗ شریک فی الملک و لم یکن لہٗ ولی من الذل و کبرہ تکبیرا نظم

اونجو زندہ است پاینده زندگاں دیگر با و زنده
زجیا نش بروح نفس تن است بلکہ او زندہ ہم بخویشتن است

معرفت خاص یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کی عظمت اور عزت کا مشاہدہ کرے اور صنعت سے صانع کی طرف رجوع کرے۔ اور اپنے آپ کو ان تمام چیزوں سے جو عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک ہیں حقیر جانے۔ اور خلقتہ بیدی (اس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا) کی رمز کو سمجھے۔ اور اپنے وجود کے شرف کا مکاشفہ کرے چنانچہ حدیث قدسی سے ظاہر ہے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً یعنی آدم کی مٹی کا خمیر میں نے دست قدرت سے چالیس دن تک کیا۔ پس مشاہدہ سے پہلے خود شناس بنے اور پھر خود شناسی سے خدا شناس ہو جاوے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جس نے پہچانا اپنے آپ کو پس پہچانا اس نے رب اپنے کو۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ جو بزرگی اور کرامت انسان میں ہے، اور کسی مخلوق میں نہیں۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ خود فرماتا ہے ولقد کرمنا بنی آدم و حملناھم فی البر والبحر و رزقنھم من الطیبٰت و فضلنا علیٰ کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلاً یعنی بیشک ہم نے بنی آدم کو معزز بنایا ہے اور ان کو جنگلوں اور سمندروں میں آباد کیا ہے (یہاں جنگل سے مراد عالم صوری ہے اور بحر سے مراد عالم معنوی ہے) اور نیز یہ کہ ہم نے اس کو طعام پاکیزہ دیا ہے، جو اور کسی مخلوق کو نہیں دیا۔ اور ہم نے اپنی مخلوق میں سے اکثروں سے زیادہ انسان ہی کو فضیلت دی ہے ۔

اور حضرت غوث الاعظم جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کا یہ قول ہے یا ابن آدم خلقت الاشیاء لک و خلقتک لی یعنی اے ابن آدم میں نے

دونوں جہان کی چیزیں تیرے لئے پیدا کی ہیں۔ اور تجھ کو اپنے لئے پیدا کیا ہے +

معرفت خاص الخاص یہ ہے۔ کہ ہر حالت میں خداوند تعالےٰ کا مشاہدہ کرتا رہے۔ خواہ وہ حالت، حالتِ زحمت ہو یا حالتِ رحمت ہو اور خواہ حالتِ مصیبت ہو خواہ حالتِ راحت۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے فاینما تولوا فثم وجه الله یعنی جس طرف تم رخ کرو اسی طرف خدا کا رُخ ہے۔ رباعی

یقیں دانی کہ با چندیں عجائب — برائے یکدلے بنیا نہادم
فرستادیم آدم را بصحرا — جمالِ خویش در صحرا نہادم

رباعی

اے آنکہ ترا نسبتِ کلی است بجا — سن سن چو صفت آدم تو چوں ما
در ہر دو جہان ہست ز تو نشو ونما — بل جملہ توئی پاک کنی از من و ما

معرفت کی تین قسمیں تو بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کی تین قسمیں اب اور طرح سے بیان کی جاتی ہیں۔ یعنی معرفت عام، علم الیقین سے تعلق رکھتی ہے۔ اور معرفت خاص عین الیقین سے۔ اور معرفت خاص الخاص، حق الیقین سے۔ اور علم الیقین، صفات حق سے تعلق رکھتا ہے۔ اور عین الیقین، اسرار حق سے۔ اور حق الیقین ذات حق سے۔ پس تجھے لازم ہے کہ عبادت میں کوشش کرے، اور ساری عمر اسی میں بسر کردے۔ کیونکہ یہی علم الیقین اور عین الیقین کا حاصل ہے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ واعبد ربك حتىٰ یاتیك الیقین یعنی خداوند تعالےٰ کی اس وقت تک عبادت کرتا رہو کہ تیری موت آجاوے۔ یہاں حق الیقین سے مراد دیدار ذات حق ہے، جو سوائے موت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ قولہ تعالےٰ من کان یرجوا لقاء الله فان اجل الله لاٰت یعنی جو شخص خداوند تعالےٰ کے دیدار کا امیدوار ہو پس جو مدت کہ خداوند تعالےٰ نے مقرر کی ہوئی ہے وہ دیدار حق کیلئے بمنزلہ آئینہ کے ہے یعنی اگر اس مدت (زندگی) میں عبادت اچھی طرح کریگا تو یہ بمنزلہ ایک عمدہ آئینہ کے ہو جائیگی، جس وقت خدا کا صاف صاف دیدار ہو سکیگا۔ اور اگر عمر رائیگاں کھو دیگا تو آئینہ بالکل دھندلا ہو جائیگا جس میں خدا کا دیدار نہیں ہو سکیگا۔ پس یاد رہے کہ جو گنہ تو کریگا بخشا جائیگا۔ لیکن خدا کی طرف سے روگردانی کا گناہ ہرگز نہیں بخشا جائیگا۔

چنانچہ حدیث قدسی سے ظاہر ہے۔ کل ذنب منک مغفور سوی الاعراض وکل فعل منک معبوب سوی الافعال بنحوی یعنی تیرا ہر ایک گناہ بخشے جانے کے لائق ہے۔ مگر سوائے اعراض (رُوگردانی) کے یعنی شرک سے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ جلشانہ فرماتا ہے۔ ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء یعنی خداوند تعالےٰ اس کو نہیں بخشتا جو اس کے ساتھ شرک کرے اور اس کے علاوہ سب گناہ جس کو چاہے بخشتا ہے +

شرک۔ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک شرک خفی اور دوسرا شرک جلی۔ شرک جلی تو یہ ہے کہ بتوں کو پوجنا۔ اور خیر و شر اور نفع و ضرر اور عزت و بے عزتی خداوند تعالےٰ کے سوائے کسی اور کی طرف سے جاننا وغیرہ وغیرہ +

شرک خفی دو طرح کا ہوتا ہے۔ شرک الوہیت۔ شرک محبت +

شرک الوہیت' یہ ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا اور اس کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا۔ اور محبت۔ ذوق۔ حالت۔ یقین۔ معرفت کرامت اور خوارق عادت کی قید میں پھنسنا اور اُن کو حصول مطالب کے لئے وسیلہ بنانا اور انہیں کو مقصود اور مطلوب سمجھنا +

شرک خفی' ان چیزوں کا حاصل کرنا ہے +

بندگی اور ریاضت کا مدّعا خداوند تعالیٰ کا لقا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی سے ظاہر ہے۔ قولہ تعالےٰ ما شغلک فھو معبودک یعنی جو چیز تجھے مشغول کر دیتی ہے۔ وہی تیرا معبود ہے۔ رباعی

از در گہت من ہر چہ گدا میخواہم	افزوں ز ہزار بادشاہ میخواہم
ہر کس بدرِ تو حاجتے مے خواہد	من آمدہ ام از تو ترا میخواہم

کہتے ہیں' کہ وسیلۂ عالم' اعمال کو ریا سے پاک رکھتا ہے۔ اور وسیلہ خاص احوال کو تکبّر سے بری رکھتا۔ اور وسیلہ خاص الخاص' انفاس کو عشق و عرفات سے پاک رکھتا ہے +

شیخ الاسلام انصاری قدس اللہ سرہٗ نے مناجات کی اور کہا اے خداوند تیرا وسیلہ تو آپ ہی ہے۔ اور عشق۔ محبت۔ ذوق۔ حالت۔ یقین۔ معرفت۔ کشف

اور کرامت سب تیری نشانی ہیں۔ ان کی مجھے ضرورت نہیں۔ میرا تو ہی مقصود ہے ؎

گر بسوزی بندہ ام تا سرزپائے　　گرچہ خاکستر کنی جویم رضا

اور مطلوب کا وسیلہ خود مطلوب ہی کو خیال کرنا کفر اور شرک ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈھینکلی سے باندھ کر آگ میں پھینکنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے ابراہیم تجھے کوئی حاجت ہے۔ انہوں نے فرمایا تجھ سے نہیں۔ پھر جبرئیل نے کہا کہ اپنی حاجت خدائے تعالے سے طلب کر، تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ میرے حال سے میری نسبت اچھی طرح واقف ہے۔ پس اگر ابراہیم اس کی طرف مائل ہو جاتے تو اسی کا بت ہو جاتے +

واضح ہے کہ جو مصیبت دوست کی جانب سے نازل ہوتی ہے اس سے لذّت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ضرب الحبیب لذید یعنی دوست کی مار میں لذّت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بیگانہ کو نہیں مارتا لیکن بیگانے کو تکلیف پہنچاتا ہے اور دوست کو لذّت دیتا ہے +

چنانچہ حضرت بایزید بسطامی کی نسبت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے خداوند تعالے کی بارگاہ کا دروازہ ہر طرح سے کھٹکھٹایا لیکن نہ کھلا اور جب مصیبت اور اندوہ کے ہاتھ سے کھٹکھٹایا تو کھل گیا۔ **حدیث قدسی** انا عند القلوب المنکسرۃ والقبور المندرسۃ یعنی میں شکستہ دلوں اور ویران قبروں کے نزدیک ہوں ؎

نامرادے ہمچو من با خاک یکساں خوشتر است

صورت قبرم کہ بعد از مرگ ویراں خوشتر است

چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں البلاء للانبیاء ثم للاولیاء ثم للمومنین یعنی جو مصیبت کہ زیادہ سخت ہوتی ہے وہ پیغمبروں پر نازل ہوتی ہے اور اس سے کم اولیاؤں پر جن کو مومنوں کی نسبت قرب الٰہی زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد مومنوں پر نازل ہوتی ہے۔ اور مصیبت گناہ اور تقصیر کے لئے بمنزلہ صابن کے ہے کہ اس سے میل دور ہوتی ہے اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جس میں پاکیزگی زیادہ ہوگی اس کو قرب الٰہی بھی زیادہ حاصل ہوگا۔

اگر کوئی سمجھ دار ہو تو اُس کو ایک ہی نقطہ کافی ہے +

فصل ۱۴

دربیان طریق ذکر حق

خداوند تعالےٰ کا ذکر تین طرز سے زیادہ نہیں۔ ایک اسماء کے ساتھ خداوند تعالےٰ کو اس کے ناموں کے ساتھ یاد کرنا۔ دوسرا صفات سے یعنی اللہ تعالےٰ کی صفات سے اس کی عبادت کرنا۔ اور تیسرے بذات یعنی ذات سے لیکن خداوند تعالےٰ کو اُسکی ذات سے یاد کرنا شرک اور کفر ہے۔ اور صفات سے یاد کرنا بھی منع ہے۔ کیونکہ صفات کی حقیقت بھی ذات کی طرف رجوع کرتی ہے۔ اور صفات تو عین ذات ہے۔ اور نہ ہی غیر ذات ہے۔ اور خداوند تعالےٰ کو اسماء سے یاد کرنا ایسا ہے جیساکہ غائب کو یاد کیا جاتا ہے لیکن غائبی بھی خدا سے دور ہے +

چنانچہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کی زبان سے اسم ذات نکلا یعنی آپ نے اللہ کہا۔ حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ اگر خداوند تعالےٰ تجھ سے غائب ہے تو غائب کا نام لینا غیبت میں داخل ہے اور اگر حاضر ہے تو اس کے سامنے اس کا نام لینا ایک قسم کی بیحرمتی ہے۔ جیساکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ذکر الغائب غیبۃ یعنی غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ رباعی

ہمہ عالم ز نور او دست روشن	ز آب رحمتش گلزار گلشن
کرا خورشید تاباں عالم افروز	چراجوئی شمع درروز روشن

نقل کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی کا ایک مرید تھا۔ کہ جس کا اندر باہر خون۔ چمڑا اور گوشت وغیرہ ذکر بن گیا تھا۔ ایک روز حضرت جنید نے حال میں اسکی طرف نگاہ کی تو وہ شیخ صاحب کی ہیبت کی وجہ سے گر پڑا اور اُس کے سر میں چوٹ آئی جس سے خون بہنے لگا۔ تو اس کے خون کے ہر ایک قطرے سے اللہ کی آواز نکلتی تھی۔ اور اسی شکل میں قطرہ نمودار ہوتا تھا۔ جب حضرت جنید نے یہ حالت دیکھی

تو فرمایا کہ ابھی ذکر کے خیال ہیں ہے، مذکور کو نہیں پہنچا۔ مرید نے اس بات کی قباحت کو دریافت کیا اور آہ کھینچکر راہی ملک عدم ہؤا۔ اور مذکور کی تاب لا سکا +

اگر کسی شخص کو اسمائے صفات یا ذات میں سے کوئی اسم حل ہوجائے کہ اس کا اندر باہر خون ورگ وغیرہ تمام ذاکر ہوجاوے لیکن اگر اس کے عقائد وارادے فاسد ہونگے تو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ دل روشنی اختیار نہیں کریگا۔ اور اگر اس کے عقائد بھی پاکیزہ ہونگے تو بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ دل طوطے کی طرح ہے۔ جب اس کو سکھایا جاتا ہے۔ کہ کہو اللہ کریم۔ تو گو وہ سیکھ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے لیکن اس کے معنی نہیں سمجھتا۔ اور اُسے معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کیا ہے اور کریم کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ذاکر ہوجاوے۔ اور مذکور اور مشاہدہ کی واقفیت نہ رکھتا ہو تو اُسے کچھ فائدہ نہیں پہنچیگا۔ ذکر مشاہدہ اور مذکور کا وسیلہ ہے۔ اگر تو ذکر ہی میں ہیگا تو بھی ثواب حاصل ہوگا۔ لیکن قرب حاصل نہیں ہوگا۔ اور مذکور کے مشاہدہ کے بغیر ذکر کرنا گناہ ہے اور دل کو خراب کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں ؎

بذکر اللہ سوء القلوب وتذ دالمعاصی والذنوب

بذکو تذددکل ذنب فان الشمس باقی لاغیوب

یعنی خداوند تعالےٰ کی یاد بغیر اپنے آپ کو فراموش کردینے اور نفسانی خواہشوں کے دور کرنے کے لئے لاحاصل ہے اور حق سے دُور ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ واذکر ربك اذا نسیت یعنی تو اپنے پروردگار کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھُول جاوے ؎

ذکر ذاکر محو گردد بالتمام جملگی مذکور ماند والسّلام

اگر انسان ہے تو اُس کو ایک ہی نقطہ کافی ہے یعنی یہ کہ یاد کرنا تین طرح پر ہے ایک عام۔ دوسرے خاص۔ تیسرے خاص الخاص +

اول یہ کہ اللہ تعالےٰ کی حدود کو بجالانا یعنی امر ونہی میں خداوند تعالےٰ کی فرمانبرداری کرنا۔ نہی سے باز رہنا اور امر کے لئے کمربستہ رہنا + اور خاص یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی لذّت اس کی حدود سے حاصل کرنا + اور خاص الخاص، اس کی حکمت کو معلوم کرنا ہے۔ جس کو مشاہدہ کہتے ہیں +

فصل ۱۵

در بیان اظہار نمودن و مفصل ساختن جنون کہ آں را جنونیّت گویند و جاذبیّت کہ آں را جاذبیّت و جذبہ گویند۔ و جلالیّت کہ آں را اجلال گویند

یاد رہے کہ اس مرحلے میں تین وادی (جنگل) ہیں۔ اول وادیٔ جنونیّت دوم وادیٔ جذبیت۔ سوم وادیٔ جلالیّت ؛

وادیٔ جنونیّت کی یہ کیفیت ہے کہ جب سالک اس وادی میں پہنچتا ہے جس کو نفس بھی کہتے ہیں۔ اور جو لا الٰہ کے فنا سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں موحدی ملحدی۔ بدعت وسنّت۔ حق وباطل اُس میں ملجاتے ہیں۔ تو موحدی کو ملحدی جانتا ہے اور ملحدی کو موحدی۔ اور بدعت کو سنت اور سنت کو بدعت اور حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے۔ اس حالت میں اگر خداوند تعالےٰ کی مہربانی سے حق شناس ہوجاوے تو حق بات کو اختیار کرتا ہے اور باطل کو دور کر دیتا ہے۔ لیکن اگر حق شناس نہ ہو تو خلاف شرع کام کرتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری سے روگردانی کرتا ہے اور نفس اس کو عجیب وغریب چیزیں دکھلاتا ہے اور اُس کو از روئے قول فعل حال اور اعتقاد کے خلاف شرع تعلیم کرتا ہے۔ سالک جانتا ہے کہ یہ احوال روحانی اور رحمانی ہیں۔ اور کبھی جن اس کے محکوم ہوجاتے ہیں اور کبھی وہ جنون کا محکوم ہوجاتا ہے اگرچہ وہ بنائے اسلام بجالاتا ہے اور نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ اور اس کے اور جن کے درمیان بڑی نسبت ہے۔ قولہ تعالےٰ واجعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبًا ولقد علمت الجن انھم لمحضرون سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی جن اور شیاطین کے تصرفات سے مخلوق کی جانب تصرف کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ تصرف تصرف الٰہی ہے اور کبھی اس کی دعا قبول ہوجاتی ہے، تو اپنے آپ کو

مقبول حق سمجھنے لگتا ہے اگر حالت میں اس بات کی قباحت کو نہ سمجھے اور اس سے بیزار نہ ہووے تو اللہ جانتا ہے وہ کبھی عبادت کا نتیجہ نہیں حاصل کریگا بلکہ الٹا مجنون ہو جائیگا اور اس کے ایمان کو زوال ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ من تزھد بغیر علم جن فی آخر عمرہ او مات کافراً یعنی جو شخص بغیر علم اعلم اللہ کے زہد کرے یا تو وہ آخر عمر میں دیوانہ ہو جائیگا یا کافر ہو کر مریگا۔

پس مقام نفس کو عالم جنونیت اسی واسطے کہا ہے کہ اس میں قول فعل اور حال میں خلاف شرع شک کرتا ہے۔ اور اس کو تجلیات شیطانی حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن ان سے تجلیات رحمانی حاصل نہیں ہوتیں۔ اور بدعت کو سنت خیال کرتا ہے۔ اور سنت کو بدعت۔ اور حلال کو حرام سمجھتا ہے اور حرام کو حلال۔ وہ قولاً اور فعلاً کافر ہو جاتا ہے۔ اور شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور خلاف شرع باتیں اس کے دل میں قائم کرتا ہے۔ پس اے سالک تو ہرگز ہرگز عالم جنونیت میں کا رستہ اختیار نہ کریو۔ ایسا نہ ہو کہ تو ہلاک ہو جاوے۔ اگر تو اس رستے پر چلیگا تو جن اور شیاطین تجھ کو بری باتیں تعلیم کرینگے۔ اور تیرا عقیدہ اس پر پختہ ہو جاویگا۔ اور تو اس کو الہام سمجھنے لگیگا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی آدمی کسی شہر کو جاتا ہے اور رستے میں چند ایسے مکان ہیں جو جن اور بھوت سے پر ہیں۔ ایسی حالت میں اس کو ان سے جلد گذر جانا چاہیئے۔ نہیں تو وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اسی طرح سالک کا ابتدا مقام نفس سے ہوتا ہے۔ جو دیو اور پری سے پر ہوتا ہے۔ وہ دیو اور پری عبادت اور زہد اور ذکر سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اور اس بات کا موقعہ ڈھونڈتے ہیں کہ سالک کو دینی اور دنیاوی ضرر پہنچاویں۔ چنانچہ انہوں نے موقعہ پاکر حضرت سلیمان کی انگوٹھی لے لی تھی۔ اور تخت سے دور پھینکدیا تھا۔ سلوک میں لشکر شیطان اور لشکر رحمان کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت سے رحمانی لشکر غالب ہوتا ہے اور شیطانی مغلوب۔ اور قولہ تعالےٰ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون سے یہی مراد ہے۔ اور رحمانی لشکر خلیفہ روح کی مدد پر ہوتا ہے اور نفس شیطانی لشکر کی مدد پر۔ اگر سالک مقام نفس میں خودشناسی حاصل کرے اور اپنی عاجزی اور ضعیفی کا

مشاہدہ کرے اور خداوند تعالے کی قادری اور قوت کا معائنہ کرے تو اس سے
جذبیت اور جلالیت کے رشتے کا مکاشفہ ہو جائیگا۔ چنانچہ خود شناسی کا آخر یہ ہے
جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لیت امی لم یلد لیتمنی
مت صبیاً لیتنی کنت وحشیشاً فاکلنی بھیما یعنی کاش کہ مجھے میری ماں نہ جنتی
اور جب جن چکی تو کاش میں لڑکپن میں کیوں نہ مرگیا۔ کاش کہ میں گھاس ہوتا اور
چوپائے مجھے چر لیتے ؛
وادی دوم، جذبہ اصح کہ اس کو مقام روح کہتے ہیں۔ اور یہ لا الٰہ کے اثبات
سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس مقام میں سالک کو امر و نہی کی حکمت معلوم ہو جاتی ہے
اور اُسے عبادت سے خود شناسی اور اسم الٰہی حاصل ہوتی ہے چنانچہ من عرف نفسہ
فقد عرف ربہ سے اسی طرف اشارہ ہے۔ اور کوئی بات خلاف شیخ نہیں کرتا
اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احوال میں قائم اور رکھتہ ہو جاتا ہے،
اور فرشتے اس کو تعلیم کرتے ہیں، جو وسیلہ حق ہوتا ہے۔ اور اُس کو عجیب و غریب
چیزیں دکھلاتے ہیں۔ اور خداوند تعالے کی جانب کشش حاصل ہوتی ہے۔
چنانچہ یحبہم و یحبونہ سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ اور اُسے علم الٰہی حاصل
ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ اور غفلت کا زنگار اسے معلوم ہونے لگتا
اور دوری کے باعث اسے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ جن سے وہ پرہیز کرتا ہے۔ اور
خداوند تعالے بھی اس کو ان سے (اسباب دوری سے) بچاتا ہے۔ چنانچہ
حدیث نبوی سے یہ بات ظاہر ہے اذا اراد اللہ بعبدہٖ خیراً لم یبصرہ دنیا یعنی
جب خداوند تعالے کو یہ منظور ہو کہ بندہ نیکی کرے تو وہ گناہوں میں مبتلا نہیں ہوتا اور
خداوند تعالے اُسے تکلیف سے بچاتا ہے۔ تاکہ گناہ کی آلودگی سے پاک رہے ؎

اگر از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

اور جذبہ کے یہ معنی ہیں کہ خداوند تعالے کی جانب کشش پیدا ہو اور اس سے
اطاعت کی توفیق حاصل ہو اور بندگی کا مزا دل کو حاصل ہو۔ اور دونوں جہان کے
مطلوبات کی محبت سے اس کا دل پاک ہو۔ اور خداوند تعالے کی محبت ایسا گھر کرے

کہ سالک اپنے نفس کا دشمن بن جاوے۔ قولہ تعالےٰ والذین آمنوا اشد حبًا
للہ سے یہی مراد ہے۔ اور گناہ کرنے سے دُور اور بیزار رہے اور عبادت اور مجاہدہ کو اپنا پیشہ
بنائے۔ اگر طاعت کا مزا نہ آئے تو عبادت بے ذوق عین ریاضت ہے اور خدا کے
نزدیک قبول ہے۔ اور طاعت باذوق ریاضت نہیں ہوتی چنانچہ خداوند تعالےٰ
اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ
مع المحسنین یعنی جو لوگ ہماری درگاہ میں جہاد کرتے ہیں بیشک ہم ان کی رہنمائی
کرتے ہیں اپنے رستوں کی طرف اور تحقیق خداوند تعالےٰ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے
پس جاننا چاہئے۔ کہ بلا واسطہ سلوک کے جذبہ بہتر ہے۔ کیونکہ تمام پیغمبر مجذوب سالک
ہوئے ہیں کہ جن کو جذبہ بلا واسطہ سے خداوند تعالےٰ کی معرفت حاصل ہو گئی ہے اور
کسی معلّم کی تعلیم کی حاجت نہیں ہوئی۔ اور جن و انس کی عبادت سے جذبہ بہتر ہے
چنانچہ حدیث نبوی سے ظاہر ہے جذبۃ من جذبات الحق یوازی اعمال الثقلین
یعنی خداوند تعالےٰ کی ذرہ بھر کشش جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے پس جذبہ سے
مراد خداوند تعالےٰ کی محبت اور دوست کی کشش ہے ٭

وادیٔ سوم جلالی ہے۔ جب سالک مقام رحمانی میں ہوتا ہے جس کو فنافی اللہ
کہتے ہیں۔ اور جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ
ذات اور صفات کی تجلّیات میسّر ہوتی ہیں تو سالک کا روح خدا کا ملہم ہو جاتا ہے۔
اور جو کچھ کرتا ہے وہ الہام حق سے کرتا ہے۔ اور اس مقام پر وسوسہ کی گنجایش نہیں اور
اور شرع اور سنت کی حکمت کا مشاہدہ کرتا ہے اور بدعت اور گمراہی کی آلودگی سے
بالکل منہ پھیر لیتا ہے۔ اور منع کی ہوئی باتوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔ اور
خداوند تعالےٰ کے حکموں کی تابعداری کرتا ہے۔ مقام جلالی یہ ہے۔ وما رمیت
اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے
سالک بھی مقام جلالیت میں مشرف ہو جاتا ہے۔ جب خلقت کو بلاتا ہے تو الہام حق سے
بلاتا ہے اور وہ خلیفہ رحمان ہوتا ہے اور اس کا بلانا خدا کا بلانا ہوتا ہے۔ اور اُس کی
اطاعت خداوند تعالےٰ کی اطاعت ہے۔ جیسا کہ ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللہ فوق ایدیھم۔ نبی کریم کی کمال تابعداری کے سبب طائر علوی

کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ جو شریعت کے معجزہ سے دانے چمکتا ہے پس جب سالک تمام چیزوں کی حقیقت نور ہدایت سے معلوم کرتا ہے اور اللہ ہی کے نور سے ہر طرف دیکھتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ القو فراستہ المومنین فانہ ینظر بنور اللہ تو اپنے آپ کو شریعت سے آراستہ رکھتا ہے اور اپنے باطن کو نور مشاہدہ سے منور رکھتا ہے۔ اور اسلام کا نور جو کہ حقیقی نور ہے اس کے دل میں قایم ہوتا ہے۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ پس ولی کی ولایت بالمعروف ہے اور حق اور باطل کی تمیز کا علم الہام ربانی سے اس کو حاصل ہوتا ہے۔ اور ابروئے زمین پر خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔

فصل ۱۶

دربیان مسائل متفرقات اور سلوک

صادق عاشق اور کامل عارف کی ہوش اور عقل خداوند تعالےٰ کی توحید و معرفت میں کامل ہو جاتی ہے۔ خداوند تعالےٰ نے کوئی چیز عقل سے زیادہ اچھی اور کوئی پیدا نہیں کی اور عقل کامل انسان کامل کو عطا کی جاتی ہے۔ کیونکہ عقل ہی سے خداوند تعالےٰ کو پہچانا جاتا ہے اور اس کو حاصل کیا جاتا ہے اور توحید اور معرفت کے استغراق میں بے عقل اور بیہوش ہو جانا تجلیات شیطانی اور حیونیت کا نشان ہے عقل سب چیزوں سے بہتر ہے۔ چنانچہ جب پیغمبر علیہ السلام معراج کو تشریف لیگئے تو واپسی کے وقت خداوند تعالےٰ نے تین جواہر ان کے آگے پیش کئے۔ پہلا جواہر ایمان دوسرا جوہر حیا۔ تیسرا جوہر عقل۔ اور حکم ہوا کہ ان تینوں میں سے ایک کو پسند کرلو تب آنحضرت سوچنے لگے کہ ان میں سے کونسا پسند کروں۔ کیونکہ آپکو تینوں ہی ایک دوسرے سے بہتر معلوم ہوتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی سوچ میں تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ عقل کو پسند فرماویں کیونکہ عقل کی راہ سے باقی دونوں حاصل ہو سکیں گے اور اگر عقل نہیں ہوگی تو یہ بھی جاتے رہینگے پس سمجھنا چاہئے کہ عقل سوائے بندہ خاص کے کسی کو نہیں دیتے۔ اور وہ

بندۂ خاص عالم ربانی ہوتا ہے۔ جس سے حق اور باطل کی تمیز حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ وما یعقلھا الا الو المون سے یہی مراد ہے۔ اور نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ ان فی ذالک لآیت القوم یعقلون۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ توحید اور معرفت سوائے عقل کامل کے جو کہ انسان کا کمال ہے، حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور عقل کامل سوائے صاف دل کے اور کسی دل میں قرار نہیں پکڑتی۔ کیونکہ صافی آواز کو مومن کا مطلوب ہوتی ہے۔ اور حکمت اور معرفت کی کامل عقل جو کہ عقل کی کمالیت کا نتیجہ ہے ہر شخص کو عطا نہیں ہوتی یہ خداوند تعالےٰ کے فضل و کرم سے عنایت ہوتی ہے جیسا کہ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا۔ یہاں حکمت سے مراد نیکی اور عقل ہے +

جو شخص توحید اور معرفت کی استغراق کے وقت بیہوش ہو جاوے اور اس کی عقل زایل ہو جاوے تو تین حال سے خالی نہیں +

اوّل۔ اگر حالت رحمانی رکھتا ہے۔ تو اس میں طریقت کا نقصان ہے اور ابھی کمال کو نہیں پہنچا ہے۔ اور اگر نقصان نہیں تو کمالیت حاصل کریگا چنانچہ شواہد نبوۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت نبوۃ کے ابتدا میں توحید اور معرفت کی عجیب و غریب چیزیں دیکھا کرتے تھے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بھی آمدورفت تھی لیکن آپ کے دل میں یہ خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری عقل زائل ہو جاوے اور بیہوش اور مجنوں ہو جاؤں۔ اس کی بابت جب حضرت صدیق اکبر سے پوچھا جو کہ آنجناب کے قدیمی یار تھے۔ تو آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ غم نہ کرو۔ کیونکہ آپ آخری پیغمبر ہیں کیونکہ آپ کو خداوند تعالےٰ نے بے عقل اور بیہوش ہونے سے نگاہ رکھیگا کیونکہ بے عقل اور بیہوش ہو جانا تجلیات شیطانی اور جنونیت کی نشانی ہے +

حالت دوم بیہوش ہو جانا تجلیات شیطانی کی نشانی ہے +

حالت سوم بے عقل اور بیہوش ہونا جنونیت اور استدراج کی نشانی ہے +

پہلی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی بات خلاف شرع اس سے ظاہر ہوئی ہے تو اس بات کی کوئی تصدیق نہیں کیونکہ وہ متقی اور پرہیزگار تھا +

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ آدمیوں کے نزدیک بزرگ ہو لیکن یہ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا کے نزدیک بھی بزرگ ہے +

تیسرا یہ کہ اگرچہ وہ خدا اور بندوں کے نزدیک بزرگ ہو لیکن کس طرح پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ اس نے یہ خلاف شرع کیا ہے ان احوال میں احتمال کی گنجایش ہے۔ ممکن ہے کہ کسی نے اس کے حق میں افترا پردازی کی ہو +

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ سب باتیں ثابت بھی ہو جاویں تو یہ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ ابتدا یا انتہا یا وسط کے وقت کیا کیا ہے کیونکہ ہر ایک نبی اور ولی کے لئے ابتدا وسط اور انتہا ہے۔ جیسا کہ انسان کیلئے لڑکپن جوانی اور بڑھاپا ہوتا ہے اسی طرح سالک کو بھی تین عقلیں حاصل ہوتی ہیں پس اگر حالت ابتدا میں اس سے کوئی بات خلاف شرع سرزد ہوئی تو اس کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مبتدی بچے کی مانند ہے اور بچوں کے کام کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا جبتک کہ وہ بالغ نہ ہو جاوے گو بالغ سے مراد منتہی ہے۔ چنانچہ خلاف شرع باتیں شیخ صنعان اور منصور حلاج اور اور بہت سے بزرگوں سے ظاہر ہوئی ہیں اور اسی طرح خواجہ حبیب عجمی پہلے رباخوار تھے۔ اور فضیل عیاض ابتدا میں ہزنی کیا کرتے تھے۔ اور بشر حافی شراب خور تھے۔ اور اور اسی طرح تھے۔ ان کی سند دوسروں پر لازم نہیں، کیونکہ وہ بچوں کی مانند تھے۔ اس کے بعد انہوں نے توبہ کی اسی طرح اگر کسی بزرگ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر ہو تو ممکن ہے کہ وہ منتہی نہ ہوا ہو کیونکہ کوئی منتہی خلاف شرع نہیں کرتا۔ پس یاد رہے کہ اگر کوئی شخص خلاف شرع ہو اور اس سے عجیب غریب خوارق عادات باتیں حالت زندگی یا حالت فوتیدگی میں ظاہر ہوں۔ تو یہ استدراج کہلاتا ہے۔ اور یہ تجلیات شیطانی اور جنونیت کی نشانی ہے۔ کہ جو کچھ اس نے دنیا میں حاصل کیا ہے۔ مرنے کے بعد بھی اس کے ہمراہ ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کما تحیون تموتون کما تموتون تبعثون کما تبعثون تحشرون کما تحشرون تنشرون پس یقین جانو کہ اگر کسی حالت میں جنونیت یا استدراج یا تجلیات شیطانی کے باعث عجیب و غریب چیزیں ظاہر ہوں۔ تو مرنے کے بعد اس کی قبر سے بھی ظاہر ہوں گی۔ کیونکہ وہ حالت شیطانی اسکے ہمراہ

ہے۔ اور عام آدمی اس کو خیال کرتے ہیں کہ یہ بزرگان دین ہیں۔ چنانچہ منافق اور
اور کافر بتخانہ کی رہبانیت کو جانتے ہیں۔ اور ان میں سے بعضوں کی مرادیں بھی پوری
ہو جاتی ہیں اور ان کی گمراہی زیادہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فی قلوبھم مرض
فزادھم اللہ مرضاً سے مراد یہی ہے +

وجہ پنجم - بدعتی لوگ گمراہی اور نفس کی خواہش کی وجہ سے جو کچھ ان کا نفس
کہتا ہے کرتے ہیں۔ اور گزشتہ بزرگوں سے نسبت کرتے ہیں پس جو کچھ وہ کرتے
ہیں وہ اختراع ہوتا ہے۔ چنانچہ ساحروں نے سحر دیوؤں سے سیکھا ہے۔ اور کافر
ہو گئے ہیں۔ لیکن اس کو حضرت سلیمان سے نسبت کرتے ہیں لیکن خداوند تعالےٰ
سلیمان علیہ السلام کی بریت میں فرماتے ہیں۔ ما کفر سلیمان ولکن الشیاطین
کفروا یعلمون الناس السحر +

عشق دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک رحمانی دوسرا شیطانی۔ رحمان کا تعلق روح
سے ہے۔ اور شیطان کا نفس سے۔ پس اگر کسی کو عشق رحمانی ہو تو وہ مفید ہو جاتا ہے
اور یہ عشق درگاہ کا حجاب ہو جاتا ہے۔ اور نیز وسیلۂ حق اور وسیلۂ مطلوبات کا بھی
حجاب ہو جاتا ہے لیکن اس وقت تک جب کہ وصل حاصل نہ ہو +

چنانچہ تذکرۃ الاولیا میں منقول ہے کہ کسی بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو
شوق اور عشق ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے کہا کہ
عشق اور شوق ان لوگوں کا کام ہے جو ابھی دور ہوں اور مطلوب تک نہ پہنچے ہوں
کیونکہ یہ دُور سے جلاتے ہیں۔ اور جب دوست کو دیکھ لیا جاتا ہے تو عشق نہیں
رہتا۔ پھر واصل ہو جاتا ہے +

اور رسالہ غوثیہ میں لکھا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یا غوث الاعظم ان المحبتہ حجاب بین
المحب و المحبوب فاذا فنی المحب عن المحبتہ وصل المحبوب یعنی اے غوث الاعظم
محبت عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے۔ پس جب عاشق مر جاتا ہے تو
عشق کی وجہ سے معشوق کے نزدیک ہو جاتا ہے یعنی محبت نہیں رہتی اور وصل
حاصل ہو جاتا ہے۔ پس اگرچہ محبت محبوب کا وسیلہ ہے۔ لیکن کاملوں کے لئے

پردہ ہے +

چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ لیلیٰ مجنوں کی زیارت کے لئے آئی تو حاضرین نے مجنوں کو کہا کہ اے مجنوں حسن لیلیٰ کو دیکھ لے۔ اُس نے کہا میں خود لیلیٰ ہوگیا ہوں مجھے لیلیٰ کی حاجت نہیں +

دوم عشق شیطانی۔ اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ شیطان اس کو وسوسہ ڈالتا ہے اور خداوند تعالےٰ کی ذات و صفات میں باطل وہم اور فاسد ادراک پیدا ہوتے ہیں۔ اور اندرونی دیو جو ہر شخص میں ہوتا ہے جنبش میں آتا ہے +

چنانچہ اس زمانہ میں بعضے ناقصوں کو سرود کے وقت خدا اور اُس کے درمیان دوری ڈالتے ہیں۔ اور دیو اندرونی کی جنبش کے وقت یہ وسوسہ اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ اے خداوند! میں تجھ کو کہاں ڈھونڈوں اور کہاں سے پاؤں۔ کیونکہ تو مجھ سے غائب ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ خداوند تعالےٰ حاضر و ناظر ہے اور اندر اور باہر محیط کئے ہوئے ہے اور ہر شخص کے دل کا مطلع اسرار ہے +

مطلب منزل حالات۔ اے عزیز! اہل حال دو طرح کے ہیں ایک صاحب تکوین دوسرے صاحب تلوین +

صاحب تکوین خواہ کتنا ہی توحید معرفت عشق اور حالت میں مستغرق ہو اس کی ہوش اور عقل زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس کا قول اور فعل شرع کے موافق ہوتا ہے جیسا کہ پیغمبر اور خلیفے اور اصحاب کرام گذرے ہیں +

شیخ محمد پارسا رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ اس مرتبے کا کمال بے صفتی ہے اور تمام اولیا اور انبیا اپنے مرتبے کے موافق اس مرتبے کے خوشہ چین ہیں۔ اور اس کے مقدس باطن کی مدد سے اس مرتبے کے درجے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور یہ مرتبہ اہل تمکین کو حاصل ہوتا ہے +

صاحب تلوین جو صاحب تکوین سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک صاحب صحو۔ دوسرے صاحب سُکر +

صاحب صحو سے معرفت اور علم الہٰی میں کبھی خطا ہو جاتی ہے۔ لیکن عنایت الٰہی سے اس کی خطا اور تقصیر بخشی جاتی ہے اور الہام کے شرف سے مشرف ہوتا ہے۔ جس کے

ذریعہ وہ خطا کو خطا اور صواب کو صواب جانتا ہے اور اس میں انوار کے رنگ مائل ہوتے ہیں۔ اور نور نار میں فرق نہیں کر سکتا۔ نور تجلیات کے باعث ہوتا ہے اور نار تجلیات شیطانی کے باعث۔ ان میں اس واسطے تمیز نہیں کر سکتا کہ الہام اور وسوسہ دونوں ملتے جلتے ہیں۔ اور نیز یہ بھی کہا ہے کہ صاحب تکوین کو ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے جو کہ خداوند تعالےٰ کی ذات اور صفات کی محبت کے باعث آرام اور سکون ہوتا ہے۔ اور صاحب تلوین کو صفات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور اہل تکوین اپنے حال میں مختلف ہوتا ہے۔ صاحب تلوین مضطرب ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ متوسط ہوتا ہے۔ منتہی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہوا ہے۔ اور اگر اس سے کوئی بات حضرت سالت پناہ اور خلفاء الراشدین کے احوال کے مخالف ظہور میں آئے تو اس میں اس کا اختیار نہیں +

اور صاحب سُکر کی بھی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک حالت رحمانی اور دوسری حالت شیطانی +

حالت رحمانی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ استغراق کے وقت اس سے کوئی بات قولاً و فعلاً ایسی سرزد نہیں ہوتی۔ جو عوام الناس کے نزدیک کفر ہو۔ چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سبحانی ما اعظم شانی ظاہر ہوا کرتا تھا۔ اور بایزید کی حالت یہ ہوا کرتی۔ کہ آپ کا بدن مبارک حجرے کے برابر ہو جایا کرتا تھا۔ سبحانی ما اعظم شانی ظاہر ہوا کرتا تھا۔ اور جب ہوش میں آتے تو پھر اپنی اصلی صورت میں آجاتے مریدوں نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ کی یہ حالت تھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ پھر جب ایسی حالت ہو تو مجھے مار دینا۔ اور اگر نہ مارو گے تو اس کا گناہ تمہارے نامہ ہو گا جب شیخ صاحب کی یہ حالت ہوئی۔ تو آپ کے مریدوں نے چھری اور تلوار کی ضرب سے آپ کا کام تمام کرنا چاہا اور کئی ضربیں لگائیں لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ جب شیخ صاحب ہوش میں آئے تو اصلی صورت اختیار کی۔ مریدوں نے ساری کیفیت عرض کی شیخ صاحب نے فرمایا۔ اُس وقت میں نہیں تھا۔ بلکہ کہنے والا کوئی اور تھا +

چنانچہ حضرت موسےٰ صلوٰۃ اللہ کو درخت سے انی انا رب العالمین ظاہر ہوا اور یہ ابتدائے نبوت تھا۔ اور حضرت بایزید سے سبحانی ما اعظم شانی ظاہر

ہوا کرتا تھا، تو اُس وقت ان کی حالت، حالتِ ابتدا اور وسط تھی۔ کیونکہ منتہی کی یہ حالت کبھی نہیں ہوتی۔ اور مبتدی اور اوسط، بچوں کی طرح ہوتے ہیں۔ اور حالت جمالی میں عذر اور تقصیر۔ ندامت و نیستی اور علم اور تواضع پیدا ہوتی ہے اور برعکس اس کے حالت شیطانی میں تکبر اور غرور اور حرص و ہوا اور ریا پیدا ہوتا ہے۔ اور نفس کی خواہشوں اور دنیا کی آرزوؤں میں مبتلا ہو جاتا ہے +

حالت رحمانی میں عشق کی نگہبانی خداوند تعالےٰ خود کرتا ہے اور اس سے کوئی بات مخالف شرع ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی مدد حضرت بی بی زلیخا کے معاملہ میں کی تھی۔ قولہ تعالےٰ وما ابری نفسی ان النفس لاما رۃ الا ما رحم ربی ان ربی غفور الرحیم +

یاد رہے کہ سالک کو استغراق سے چارہ نہیں ہے۔ استغراق کے دو معنی ہیں۔ یا شوق یا غلبہ۔ اگر استغراق شوق کی وجہ سے ہو۔ تو یہ حالت مبتدی کی ہے لیکن منتہی کی حالت دوسری ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ کو لوگوں نے پوچھا کہ تجھے شوق ہے اُس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیوں۔ اُس نے کہا شوق ان لوگوں کی نشانی ہے جو دُور ہوں لیکن میں مشاہدہ میں ہوں جس کو وصل کہتے ہیں +

مطلب مراقبہ۔ تمام پیغمبر مشاہدہ کے استغراق میں ہوتے ہیں۔ اور ذرہ بھر بھی اس کے حکموں کی مخالفت نہیں کی اور ظاہر و باطن میں اُس کے مشتاق رہے ہیں اور محاسبہ اور مراقبہ کی مخالفت نہیں کی +

مراقبہ کی دو قسمیں ہیں۔ مراقبہ معرفت اور مراقبہ دائمی +

مراقبہ معرفت یہ ہے کہ اپنے اندر طرح طرح کے انوار و اسرار حاصل کرے +

مراقبہ دائمی یہ ہے کہ اپنے آپ میں حرکات و سکنات خداوند تعالےٰ کی رضا سے کرنا۔ اگر اس میں اس کی رضا ہو تو کرنا ورنہ نہیں + اور مراقبہ کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ مطلوب اور حقیقت کے حاصل کرنے کی طرف خیال رکھنا اور اپنے اختیار سے قوت اور حرکت سے باہر آنا۔ جیسا کہ مرگ کے بارے میں آئیگا۔ اور تصفیہ دل اور تزکیہ نفس کے بعد جناب الٰہی کی بخشش کے دروازوں کے کھلنے کے دروازوں کے انتظار میں رہنا اور خداوند تعالےٰ کی نا ختم ہونے والی مہربانیوں کی نسیم کے رستے میں گھات لگا کر

بیٹھنا اور دوستی کے میدان میں ہمت کا قدم مرادوں کے سر پر مار کر اور بحر وحدت میں غوطہ لگا کر ہستی کے پروانے کو اس کی جلالی احدیت کی شمع پر جلانا اور اس کی مدد سے منزلوں کو طے کر کے دوستوں کی بدبختی کی گودڑی کو پہنکر اس سے ملجانا۔ اور مجاہدات کی بساط کو طے کر کے مردہ دل کو مشاہدات کے انوار سے زندہ کرنا اور نفس کی برائیوں کو روح کی نیکیوں کے ساتھ بدلنا۔ اور غیر سے الگ ہو کر اس کی عظمت کے حلقے میں آنا اور قدیمی صحرا کے آفتاب کے انوار کو دیکھ کر دنیا کی تنگ گلی کی تاریکی سے بھاگنا ہے ذٰلِكَ فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

نظم

هر که او با همدم خود همبر است — یک دم از ملک دو عالم خوش تر است

با خدای خویش دایم در حضور — چوں شود دل تنگ با آں شمع نور

گر تو خواہی تا شوی از اہل راز — تا ابد منکر بسوے ہیچ باز

زانکہ گر جاے نظر خواہی فگند — در کنار خویش سر خواہی فگند

ہر کہ را آئینہ باشد بادشاہ — کفر باشد گر کند در خود نگاہ

گر گدائے او شوی شاہت کند — ورنہ آگاہ آگاہت کند

اے مخاطب سلوک میں دو چیزیں زیادہ مشہور ہیں۔ ایک تجلیات شیطانی اور دوسری تجلیات رحمانی۔ اور دونوں میں فرق کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن خداوند تعالےٰ کی مدد سے ان دونوں حالتوں کی بابت کچھ لکھا جائیگا۔ اور وہ یہ ہے کہ تجلیات شیطانی میں خود پسندی۔ غرور اور تکبر بہت ہے۔ چنانچہ فرعون تجلیات شیطانی کے باعث ما علمت لكم من اله غيري وان ربكم الاعلےٰ کہتا تھا۔ اور استدراج سے چند چیزیں اُسے حاصل تھیں۔ اول یہ کہ وہ مستجاب الدعوۃ تھا دوسرا یہ کہ دریائے نیل اس کے حکم میں تھا جس طرف چاہتا بہاتا۔ اور تیسرا یہ کہ اس کے محل کے صحن میں ایک ایسا درخت تھا جس کے پتوں سے ہر قسم کے مریض کو صحت ہوجاتی تھی اور چوتھے یہ کہ اس کا محل بہت اونچا تھا جس پر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چڑھتا تھا۔ جب وہ محل پر چڑھتا تھا تو گھوڑے کے اگلے پاؤں چھوٹے اور پچھلے بڑے۔ اور اترتا تو اگلے پاؤں بڑے ہوجاتے اور پچھلے چھوٹے۔ یہ تجلیات شیطانی کی نشانیاں ہیں لیکن تجلیات رحمانی میں اس کے خلاف عذر اور نیاز اور تقصیر اور ندامت بہت

ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت موسےٰ صلوٰۃ اللہ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی
کہا کرتے تھے۔ اور تجلیات رحمانی کے باعث ان کو یہ معجزہ عنایت تھا۔ کہ آپ کا عصا
اژدہا بنجاتا۔ اور نیز آپ کو ید بیضا کا معجزہ بھی حاصل تھا۔ ولقد اخذنا آل فرعون
بالسنین ونقص من الثمرات الخ تجلیات رحمانی کے سبب مقبول بارگاہ ہوئے
اور رب انظر الیک فرمایا +

اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی عہد شیر خواری ہی میں گویا ہوئے اور خدا
تعالےٰ کی وحدانیت کی بابت بہت عجیب و غریب باتیں بیان کیں۔ اور تجلیات رحمانی
کے سبب انی عبداللہ (تحقیق میں خدا کا بندہ ہوں) کہا اور مقبول درگاہ ہوئے +

اسی طرح دجال بھی بچپن میں گویا ہوا۔ اور عجیب و غریب گذشتہ واقعات بیان
کرنے شروع کئے اور آخر میں راندہ درگاہ ہوگیا +

مطلب نار و نور در سلوک۔ یاد رہے کہ سلوک میں نار اور نور بہت ہے
اور نار اور نور کے بہت سے رنگ ہوتے ہیں۔ گو نور اور نار کا رنگ ایک ہی ہے
مگر اثر جدا جدا ہے۔ نار کا اثر تجلیات شیطانی سے حاصل ہوتا ہے اور نور کا تجلیات
رحمانی سے۔ نور سے دل کی سکونت اور روح کا آرام حاصل ہوتا ہے۔ اور نار سے
دل کی بیقراری اور تفرقہ اور راہ سے لغزش حاصل ہوتی ہے جس شخص سے سلوک میں
کوئی بات خلاف شرع ظہور میں آئے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے دور ہو
اور اس کے اعتقاد میں خلل واقع ہو۔ تو جان لینا چاہیئے۔ کہ وہ تجلیات شیطانی کی راہ
چل رہا ہے۔ اور برخلاف اس کے اگر کسی شخص نے ابتدائے سلوک میں از روئے
قول اور فعل اور حال اور اعتقاد کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی ہو تو سمجھ لینا
چاہیئے کہ اس نے تجلیات رحمانی کا رستہ اختیار کیا ہے +

پہلے پہل سالک کو تجلیات شیطانی حاصل ہوتی ہیں مگر اس حالت میں پیغمبر علیہ السلام
کی تابعداری کرتا ہے تو تجلیات رحمانی سے مشرف ہوجاتا ہے کیونکہ پہلے نفی
ہوتی ہے اور بعد میں اثبات +

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ شریعت۔ طریقت اور حقیقت کی بنا کلمہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ میں ہے۔ یعنی لا الٰہ سے نفی اور الا اللہ سے اثبات اور

محمد رسول اللہ سے مشاہدہ مقصود ہے +

جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جبتک لا الہ الا اللہ کی وادی طے نہ کریگا محمد رسول اللہ کی وادی تک نہ پہنچیگا۔ اور نیز لا الہ سے علم الیقین حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس میں رنگا رنگ کی نفی ہے۔ اور یقین اور شک آپس میں مل جاتے ہیں۔ کبھی تو شک عین الیقین ہو جاتا ہے۔ اور کبھی عین الیقین شک۔ اور چونکہ کلمہ الا اللہ میں طرح طرح کی اثبات ہے۔ اس لئے اس سے عین الیقین حاصل ہوتا ہے اور خداوند تعالےٰ کی وحدانیت بلا شک وشبہ معلوم ہو جاتی ہے۔ اور محمد رسول اللہ میں چونکہ قسم قسم کا مشاہدہ ہے۔ اس لئے اس سے حق الیقین حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ ظہور خاص محمد رسول اللہ ہیں۔ چنانچہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اس کی صفت ہے +

مجاہدہ اور ریاضت اور ترک ماسوے اللہ سے لا الہ کی نفی اور الا اللہ کی کی اثبات کو پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کی وحدانیت حاصل کرنیکے قابل ہر شخص ہے۔ لیکن ظہوری خاص سوائے محمد رسول اللہ کے تابعداروں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ محرم خاص اسی جگہ ہے۔ اسی طرح سالک کو پہلے لا الہ سے جو کہ مقام نفس ہے، تجلیات شیطانی ہوتی ہیں اس کے بعد الا اللہ سے جو کہ مقام روح ہے۔ تجلیات روحانی حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اللہ سے جو کہ ذات و صفات کا ظہور ہے، تجلیات رحمانی حاصل ہوتی ہیں +

خدا تعالےٰ نے پہلے باطل پیدا کیا اور بعد میں حق۔ اس طرح پر کہ پہلے شیطان کو پیدا کیا اور اس کے بعد آدمی کو پیدا کیا۔ اور خلیفہ بنایا۔ قولہ تعالےٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ ۔

اسی طرح پہلے ظلمات اور بعد میں نور پیدا کیا۔ چنانچہ الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمت والنور سے اسی طرف اشارہ ہے۔ اور ظلمات کو جمع اس واسطے لایا ہے کہ ضلالت بہت سی ہے۔ اور نور کو واحد اس واسطے کہ ہدایت ایک ہی ہے۔ مجمع الاسرار کی ابتدا بھی اسی آیت سے کیگئی ہے + اور شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ کی صفت بھی

کی جائیگی۔ کیونکہ اس کتاب میں آنحضرت کے اسم مبارک سے بہت سی تاثیر ہوگی
پھر میں اپنے مطلب کی رجوع کرتا ہوں +

یاد رہے کہ وجود انسانی میں پہلے فرعون آتا ہے۔ اور اس کے بعد
موسیٰ علیہ السلام۔ کیونکہ ہر ایک موسے صفت وجود میں فرعون ہوتا ہے
اگر فرعون ہلاک ہو جاوے، تو دل کے مصر میں امن ہو جاتا ہے +

چنانچہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لکل موسیٰ فرعون
فرعون نفس ہے اور موسیٰ روح ہے۔ پہلے تجلیات شیطانی ہوتی ہیں۔ اگر ان میں
سالک سید المرسلین علیہ السلام اور خلفاء الراشدین و صحابہ تابعین کی متابعت
کرے۔ تو ان کی برکت سے تجلیات رحمانی سے مشرف ہوتا ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالےٰ
کلام مجید میں فرماتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے خداوند تعالےٰ نے باطل پیدا کیا۔ اور اس کے
بعد حق +

پس جاننا چاہیئے کہ کرامات بندہ پر خداوند تعالےٰ کی عین مہربانی ہے۔ اور
کوئی مہربانی اس سے بڑھ کر نہیں کہ امر الٰہی کے موافق عبادت میں استقامت اور
طاعت کی توفیق عطا ہو۔ پس اولیا کی کرامات برحق ہیں۔ اور ان کا منکر کافر ہے
لیکن کرامات چار قسم کی ہیں جن کو صوفیوں کی اصلاح میں چار عالم یعنی عالم ناسوت
عالم ملکوت۔ عالم جبروت اور عالم لاہوت کہتے ہیں +

کرامات ناسوت میں کشف قلوب اور کشف قبور اور خوارق عادت اور اس جہان
کے معلومات اور ایسی ایسی باتیں شامل ہیں جو کہ تجلیات رحمانی سے بھی حاصل ہوتی
ہیں۔ اور تجلیات شیطانی سے بھی۔ کیونکہ شیطان کو عالم ناسوت کی ساری خبر ہے۔
اور نیز یہ باتیں استدراج سے بھی حاصل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ فرعون کو حاصل تھیں۔
ریاضت کے سبب جوگیوں اور شنا سیوں کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ استدراج
ہے جس پر یقین نہیں۔ پس جو شخص از روے قول اور فعل اور حال اور اعتقاد کے
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت میں کامل ہو اس کو اگر ایسی باتیں میسر
ہوں تو ان کو کرامات کہتے ہیں۔ پس سالک کو چاہیئے کہ ان چیزوں میں جو کہ عالم ناسوت

بیں ہیں مفید نہ ہو لیکن جو ضروری ہیں، ان کو اپنے ہمراہ لے لے نہیں تو دانش ناسوت
میں گرفتار ہو جائیگا - اور ملکوت - جبروت اور لاہوت کی طرف رستہ نہیں پائیگا
چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر کے
ہمراہ جنگل میں اُترے ہوئے تھے - اتفاقیہ آنجناب کے اونٹ گم ہو گئے ہر چند صحابہ نے
ڈھونڈا لیکن نہ ملے - اور وہ اونٹ کیکروں کے درختوں تلے بیٹھے ہوئے تھے -
اور وہ درخت آنحضرت کے نزدیک ہی تھے تب جبرائیل علیہ السلام آئے اور اونٹوں
کی خبر دی - پس دانش ناسوت میں دل ویران ہو جاتا ہے - اگرچہ وہ زندہ ہی ہو اور
تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے - اور اس معجزے میں کوئی پیغمبری نہیں ہوتی - اور ہوا پر اُڑنے
پانی پر چلنے وغیرہ وغیرہ - کیونکہ یہ عالم ناسوت میں ہیں - اور ناسوت کی دانش کا
معاملہ ان کے دل میں کوئی نہیں ہوتا - کیونکہ یہ احوال جنونیت سے بھی ہوتے
ہیں اور تجلیات شیطانی سے بھی - پس جو چیز گمراہوں کو حاصل ہے اس چیز کا نہ ہونا ہی
بہتر ہے ؎

آں چیز ہمہ بلائے ما خواہد بود	ہر چیز کہ از نشانے ما خواہد بود
جمعیت ما فنا خواہد بود	چوں تفرقہ در بقائے خواہد بود

پس سب سے اچھی کرامت عبادت میں استقامت ہے - قولہ تعالے
فاستقم کما امرت +

نقل ہے کہ سلطان ابراہیم ادھم کو لوگوں نے پوچھا کہ تو نے اتنی عبادتیں اور
طاعتیں کیں کونسی عبادت سے تیرا مقصد حاصل ہوا - انہوں نے کہا کہ میں ایک روز بیمار
تھا مسجد میں آیا - جہاں پر مسجد مذکور کا مؤذن بھی تھا اُس نے کہا اے فقیر باہر ہو جا
لیکن مجھ میں باہر نکلنے کی طاقت نہ تھی اُس نے بے رحمی سے میرا پاؤں پکڑ کر گھسیٹا اور
کھینچکر مسجد سے باہر لے آیا اس عرصے میں مسجد کی نچلی سیڑھی سے میرا سر پھوٹ گیا
اس سے جو اسرار الٰہی باقی تھا مجھ پر منکشف ہو گیا - جب میں آخری سیڑھی پر آیا - تو
میں نے کہا کاش اس کی اور بھی سیڑھیاں ہوتیں - تاکہ بہت سے اسرار الٰہی بھی مجھ پر
مکشوف ہو جاتے اور مؤذن کے حق میں نے دعائے خیر کی +
اے سالک طالب حق یاد رکھ کہ عالم ملکوت کی کرامت کی نشانی یہ ہے کہ دنیا کی ذرہ بھر محبت

نہ ہو اور تمام بُرے اخلاق سے پاک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے خلق سے موصوف ہو اور تمام نیک عادتیں پائی جائیں +

چنانچہ ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کافروں کے ساتھ جنگ کر رہے تھے اور ایک کافر کو زمین پر دے پٹکا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے تو کافر نے انکے چہرے پر تھوکا۔ تب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس مار ڈالنے سے باز رہے۔ اور کہا کہ میں خدا کے واسطے لڑ رہا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ نفس شریک ہو جائے۔ اور میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں۔ جب اس کافر نے یہ حالت دیکھی تو ایمان لے آیا پس جو شخص ملکوت میں سیر کرتا ہے ہرگز اس کی ذات میں بُرے اخلاق نہیں ہوتے حدیث نبوی اذا اراد اللہ بعبدہ خیرا البصرہ بعیوب نفسہ یعنی جب خداوند تعالےٰ اپنے بندے پر نیکی کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو اپنے گناہوں پر واقف کر دیتا ہے۔ اور اور یہ بھی فرمایا ہے اذا اراد اللہ بعبدہ لبشرا اعمیٰ بعیوب نفسہ یعنی جب جب خداوند تعالےٰ کسی انسان پر ناراض ہوتا ہے، تو اس کو اس کے گناہوں کی طرف سے اندھا کر دیتا ہے ؎

ہر کہ او نزدیک تر حیراں بود کار دوراں پارہ آساں تر است

عذر حیرت کار نزدیکاں بود عجب و نخوت کار بس دوراں بود

قال علیہ السلام اذا تجلی اللہ لشیئ خطع لہ یعنی خداوند تعالےٰ جس چیز پر تجلّی ڈالتا ہے وہ اس سے ڈرتی رہتی ہے +

عالم جبروت کی کرامت یہ ہے۔ کہ محبت۔ عشق۔ ذوق۔ حالت۔ یقین۔ لذت حمد اور ثنا کا معلوم کرنا۔ کیونکہ حمد اور ثنا لقاء حق کے بعد دونوں جہان کی لذتوں سے بہتر ہے۔ چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ قولہ تعالےٰ اٰخر دعواھم عن الحمد للہ رب العالمین اور اہل بہشت کا آخری کلمہ یہ ہوگا۔ الحمد للہ رب العالمین یعنی لقا کی لذت سے دوسرے درجہ پر حمد و ثنا کی لذت ہے۔ اور سالک کو جو لذت عشق۔ محبت۔ ذوق۔ حالت۔ اطوار قلوب۔ احوال روح۔ مقامات عالی اور احوال لایزالی میں ہوتی ہے اس کا مشاہدہ حمد و ثنا کی لذت میں مخفی ہے +

نقل ہے۔ کہ حضرت ابراہیم ادہم نے تجرید و تفرید کے بعد دس سال تک

عبادت اور ریاضت کی۔ اس کے بعد خداوند تعالےٰ کی طرف سے آواز آئی۔ کہ اے ابراہیم تیری عبادت قبول ہو گئی ہے۔ اب تو آرام میں ہے۔ اس بات کا عالم ملکوت میں شور مچ گیا۔

اور یہی کیفیت مصر میں ذوالنون مصری کو معلوم ہوئی۔ اس نے اپنے صوفی کو کہا کہ ابراہیم رستے میں جا رہا ہے، اس کی گردن پر چند مکے رسید کرو۔ تاکہ اس کا حال معلوم ہو جائے۔ جب صوفی نے ایسا کیا تو ابراہیم نے کہا۔ اے بندۂ خدا تیرے ہاتھ کو ضرر پہنچا ہے، خدا تجھ سے خوش ہووے میں تو خودی کو بلخ میں چھوڑ آیا ہوں جب شیخ ذوالنون نے یہ بات سنی تو کہا کہ ابھی خام ہے پختہ نہیں ہوا۔ کیونکہ بلخ کو یاد کرتا ہے پس اے سالک ضے اتو ہی انصاف کر کہ خدا کے ساتھ معاملہ کیسا دشوار ہے یعنی اپنے آپ کو بالکل فراموش کر کے خدا کے ساتھ ملنا۔

کرامات جبروت یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صفات کے انوار کا مشاہدہ حاصل ہو جو کہ اولیاء اللہ کی انتہا ہے۔ اور انبیا کی ابتدا ہے۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے درخت پر سفید رنگ کا نور دیکھا تو حیران رہ گئے۔ ندا آئی۔ کہ نودی یا موسیٰ انی انا ربکم یعنی اے موسےٰ میں ہوں تیرا پروردگار۔ یہ نور جو حضرت موسےٰ نے ابتدائے نبوت میں دیکھا۔ یہ صفات الٰہی کا نور تھا۔ جو کہ اولیاؤں کی انتہا ہے اور جب وہ نبوت کے درجے کو پہنچ گئے تو ذات الٰہی کے انوار کی درخواست کی۔

قولہ تعالےٰ قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ○

ز موسےٰ ہر زماں فریاد ارنی است
ز حق دایم ندائے لن ترانی است

پس خداوند تعالےٰ کا مشاہدہ دنیا میں بہ نسبت اس مشاہدہ کے جو موت کے بعد بہشت میں ہوگا کم درجے کا ہے۔ اور علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین سے بھی یہی مراد ہے۔ اے سالک اس مقام پر غور کر اس کی مثال ایسی ہے، جیسا کہ آفتاب کی شعاع کا عکس گھر کی چھت پر آئینہ میں یا پانی میں دیکھیں۔ یہ دنیا میں مشاہدہ کی مثال ہے۔ لیکن بغیر چھت کے آئینہ میں یا پانی میں شعاعوں کا عکس دیکھنا مشاہدہ بعد از مرگ ہے چنانچہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب سے مراد یہی ہے۔

یاد رہے کہ علم الیقین کا تعلق صفات الٰہی کے انوار سے ہے۔ اور عین الیقین کا اسرار حق کے انوار سے۔ اور حق الیقین کا ذات حق کے انوار سے۔ اس کی تمثیل یہ ہے جیسے کہ ایک شخص دور سے دھواں دیکھے جو کہ آگ کی صفت ہے تو بلاشک وشبہ اس بات کا یقین ہو جائیگا۔ کہ اس مقام پر آگ ہے کیونکہ بغیر آگ کے دھواں نہیں ہو سکتا اس کو علم الیقین کہتے ہیں۔ اور اگر اس کے نزدیک جائے تو اس کے شعلے کو دیکھے۔ جو آگ کا اسرار ہے، اس کو عین الیقین کہتے ہیں۔ اور آگ کے اندر جائے۔ اور اس کا ہم رنگ ہو جائے جو کہ آگ کی ذات ہے، اس کو حق الیقین کہتے ہیں ؎

من ز علمم کہ من چہ نامم معشوقم و عاشقم و کدامم

پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ عالم لاہوت کی کرامات یہ ہیں کہ جو سالک عالم لاہوت میں پہنچے اس کی روح ملہم حق ہو جاوے۔ اور ہر وقت خداوند تعالیٰ سے اس کو الہام ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کی تعلیم کے شرف سے مشرف ہو اور اس سے طرح طرح کا علم الٰہی حاصل ہو۔ چنانچہ علم الانسان مالا یعلم سے یہی مراد ہے۔ اور علم الٰہی کے باعث وہ باتیں معلوم ہوں جو اس نے نہ سنی ہوں اور وہ چیزیں دیکھے جو کبھی نہ دیکھی ہوں۔ اور اس کا کام الہام کے ذریعہ ہو۔ اور اگر بعض باتوں میں اسے الہام نہ ہو تو قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرے۔ کیونکہ یہ الہام سے بہتر ہیں۔ اور الہام اور وسوسہ میں تمیز کرنی چاہیئے۔ کہ الہام رحمانی ہوتا ہے اور وسوسہ شیطانی ہوتا ہے۔ الہام اور وسوسہ کی تمیز میں کوشش کرنا عین فرض ہے۔ اگر بعض وقت الہام میں وسوسہ پڑے تو اس وقت قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔ اگر ایک ہی کام پر بار بار خطرہ اور وسوسہ پڑے تو یہ نفسانی ہے۔ اور اس کا مطلب مراد خواہی ہے اس کی نفی کرنی چاہیئے۔ اور اگر وسوسہ مختلف کاموں میں پڑے تو یہ شیطانی ہے۔ اور اس کا کام محض اغوا ہے۔ اور میرے شیخ و مرشد جناب حضرت شاہ مشریف حسینی قدس اللہ سرہ نکات الاسرار میں فرماتے ہیں۔ کہ ملہمات رحمانی رحمانی اور شیطانی کا فرق امر و نہی کا فرق ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ شریعت ماموره سے تو خداوندی واضح ہے لیکن مباح اطوار میں یہ دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ اوپر سامنے اور دائیں سے ہے اور پیچھے اور نیچے کی طرف بائیں نہیں۔ تو وہ رحمانی ہے۔ اور اگر بائیں طرف سے ہے اور

نیچے کی طرف مائل ہے، تو نفسانی اور اگر پیچھے سے ہے یا بائیں طرف سے، تو شیطانی ہے۔ یہ خبر الہام حقانی سے معلوم ہوتی ہے۔ خواہ الہام ہاتفی طور پر ہو یعنی اپنے باہر سے خواہ قلبی طور پر یعنی اپنے اندر سے +

قولہ تعالٰے واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین یعنی اپنے پروردگار کو زاری اور تضرع سے بغیر بلند آواز کے صبح اور شام یاد کر اور بے خبروں سے نہ ہو +

ایضاً ذکر دو قسم کا ہے۔ ایک ذکر خاص۔ دوسرا خاص الخاص +

ذکر خاص تو نفی اثبات میں ہوتا ہے۔ اور ذکر خاص الخاص فنا اور بقا میں نفی اثبات کا یہ مطلب ہے کہ نفی سے اس کی ذات سے بشریت کی نفی کرے اور اثبات سے مراد واجب الوجود ہے۔ کیونکہ وجود بشری خداوند تعالٰے کی راہ میں سد عظیم اور گناہ بزرگ ہے جیسا کہ بزرگوں کا قول ہے کہ وجودک ذنبٌ لَا یُقَاسُ بِہٖ ذَنْبٌ یعنی تیرا وجود ایسا گناہ ہے جس کی مثال قیاس میں نہیں آسکتی ؎

زاہدی چیست ترک بد کردن
عاشقی چیست ترک خود کردن

پس یاد رہے کہ نفی۔ اثبات۔ فنا اور بقا میں مشاہدہ کے حصول تک چار خطرات ہیں:۔

اول۔ **خطرہ شیطانی** ۔ جو زیادہ گناہ کی تلاش و جستجو سے ہوتا ہے +

دوم۔ **خطرہ نفسانی** ۔ جو نعمت میں لذت اور شہوت سے پیدا ہوتا ہے +

سوم۔ **خطرہ ملکی** ۔ جو عبادت اور طاعت سے ہوتا ہے +

چہارم۔ **خطرہ رحمانی** ۔ جو محبت۔ درد۔ عشق اور عرفان میں ہوتا ہے +

پس جب سالک ان خطرات سے گذر جاتا ہے تو ہمیشہ حق سبحانہٗ کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ اس کو ہرگز جدائی نہیں ہوتی۔ اس خطرات کو سوائے عارف کامل کے اور کوئی نہیں جانتا۔ پس ان خطرات کا دادارو ہے +

چنانچہ خطرہ شیطانی کے لئے دنیا کا چھوڑ دینا دوا ہے۔ اور خطرہ نفسانی

کیلئے ارادی موت دوا ہے۔ اور خطرہ ملکی کے لئے ترک عبادت ہی علاج ہے۔
اور خطرہ رحمانی کا علاج اس حدیث میں ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی نیکوکاروں کی نیکیاں مقربوں کے گناہوں کے برابر ہیں۔ کیونکہ خدا کے مشاہدہ کے بغیر عبادت کرنا مقربوں کے لئے گناہ میں داخل ہے +
چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں لا اعبد ربا لم اراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک +

زاہداں از گناہ توبہ کنند   عارفاں از عبادت استغفار

اُن ستر پردوں کا مطلب جو خداوند تعالےٰ اور بندے کے درمیان ہیں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ۔ پہلے بیس ہزار پردے وجود بشریت میں ہیں۔ اور دوسرے بیس ہزار وجود ملکی ہیں۔ اور تیسرے بیس ہزار وجود روحی ہیں۔ اور باقی دس ہزار فنا فی اللہ میں ہیں +
پس مبتدی اور متوسط اور منتہی کو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا لازم ہے۔ اور نیز یہ بھی لازم ہے کہ اپنے وجود کی نفی کرے۔ کیونکہ وجود بشریت اور خدا کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں۔ اور واجب الوجود کا اثبات فرض ہے ۔

خودی کفر است نفی خویش کن زود   کہ جز حق در حقیقت نیست موجود
دمے بیخود زنی محض گناہ است   بخود مشغول بودن کفر راہ است

جب ان پردوں سے خلاصی پاتا ہے تو مقام محمود میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اس جہان اور اُس جہان کی تمام چیزوں کی حکمت معلوم کر لیتا ہے۔ یہ پردے سب اپنے ہی وجود کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ لاحجاب الا وجودک سے صاف ظاہر ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انی لیغان علی قلبی فاستغفر اللہ کل یوم سبعین مرۃ او مائۃ مرۃ +

اب یہاں پر خیال کرنا چاہئے کہ حدیث کے لفظ سے ترجمہ حجاب کا واقعہ ہوا ہے
یہ کہ نزول کا۔ کیونکہ عروج مناسب بسط کے ہے اور نزول مناسب قبض کے لیکن
عروج اور بسط کی کیفیتوں میں فرق ہے کہ اگرچہ ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔
لیکن عروج میں ترقی کی شرط ہے اور بسط میں ترقی کی شرط نہیں۔ اسی طرح نزول
اور قبض کی کیفیتوں میں یہ فرق ہے۔ کہ قبض میں درجہ کی کمی کی شرط نہیں۔
لیکن نزول میں ہے۔ اور نیز یہ کہ ان دونوں میں حال کا عدم تو ہے لیکن نزول
میں۔ خواہ کیسا ہی عدم حال کم درجہ کو پہنچ جائے۔ بے آرام نہیں ہوگا۔ مگر قبض میں
عدم حال کی وجہ سے بے آرام ہوگا +

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ غوثیت قطبیت ارشاد سے اور قطبیت مدار ذرا اوپر کے
درجے کی اور قطبیت سے زیادہ اوپر کے درجے اور قطبیت اوتاد سے بہت بڑھ کر
ہے۔ اور یہ امامت کا اخیری درجہ ہوتی ہے۔ اور خلافت کا بہت آخیری درجہ
اگرچہ امامت اور خلافت آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ لیکن امامت میں کمالات احدیہ کا
ظہور ہوتا ہے۔ اور خلافت میں کمالات محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ایسا ہی
غوثیت میں تو ہر دم خلقت کے دینی اور دنیاوی احوال کا بوجھ اٹھا کر خدا کے ساتھ رہنا
ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں خلقت کی معمولی مہمات دینی اور دنیاوی کا بوجھ لئے ہوئے خدا کے
ساتھ رہنا ہوتا ہے گویا کہ اہل خلافت اور اہل غوثیت خلقت کے ساتھ ہیں۔ بہت دفعہ
ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان مراتب کے کمالات کا عارف اپنے آپ کو ان مراتب کا صاحب
خیال کرتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ ابھی ان مراتب کے کمالات سے مشرف ہوا
ہے یا نہیں۔ اور ان مراتب کے منصب کو پہنچ گیا ہے یا نہیں۔ لیکن ان مراتب کے
کمالات کا عارف جو کہ ان مراتب کا صاحب منصب بھی ہوتا ہے کمالیت کو پہنچ
جاتا ہے۔ یعنی جو غوث زمان یا زمانے کا قطب الاقطاب ہے۔ وہ ان مراتب
کے بوجھ کا اٹھانیوالا بھی ہے۔ اور ان مراتب کے کمالات کا ناظر اور عارف بھی۔
یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ جس طرح قطب ارشاد کا وجود تمام زمانوں میں نہیں ہوتا
اسی طرح غوث سے بھی بعض زمانے خالی ہوا کرتے ہیں۔ اور قطب افراد سے بھی
کسی زمانے کا تعلق تو نہیں۔ لیکن جس زمانے میں ہوتا ہے اس کی برکت سے جہاں

والوں کو خفیہ فیض حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ کوئی زمانہ قطب افرادؔ اور مدار کے وجود سے خالی نہیں ہوتا +

دیگر یہ بات بھی واضح رہے کہ علم الٰہی میں اہل کمالات کے نزدیک غوثیت اور سلطان خلافت میں یہ فرق ہے کہ غوثیت میں معرفت الٰہی کے علم میں توجہ متوجہ الیٰ اللہ ہوتا ہے۔ اور خلافت کے مرتبے میں توجہ معدوم ہوتی ہے۔ اور اس کی بجائے علم ازلی ہوتا ہے۔ پس خداوند تعالےٰ خود عالم ہے۔ اور معلوم کوئی چیز نہیں۔ نہ محصول اور نہ مجہول مگر صرف حضور ہے۔ اور اس سے حصول بقا کے موافق بہرہ نہیں۔ اور جو کچھ معلوم ہے وہ سب اسی سے ہے۔ کہ اس کے وجوبہ کمالات کے ظہور سے امکانیہ شہادت کے مرتبہ میں ظاہر ہے۔ معلوم ذہنی ہو یا عینی یا محسوس خارجی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ خداوند تعالےٰ خود بخود علیم ہے۔ لیکن اس علم سے حضور کے وصف سے میں زیادہ بیان نہیں کرسکتا کیونکہ خداوند مطلق از روے ذات اور صفات کے بے کیف ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ کہ وہ بے کیفی کی کمالیت سے تمام کمالات کے ساتھ خود بخود از روے ذات اور صفت کے خود ظاہر ہے۔ مجہول الکیفیہ معلوم اور مجہول کو کیا امکان ہے چنانچہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔ الغوث ھو القطب والقطب ھو الغوث جب پوچھا کہ ما القطب والغوث تو آپ نے فرمایا۔ واحد ثم ان یکون وضع نظرہ ذات اللہ سبحانہ فی کل زمانٍ من العالم +

حضرت شاہ آدم قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ میری نظر میں اس جواب کی دو کیفیتیں ہیں۔ ایک تو یہ آنجناب نے اپنے حال کے موافق مختصراً اور رمزاً اپنی نسبت فرمایا اور دوسرا یہ کہ پوچھنے والے کی سمجھ کے مطابق انہوں نے غوثیت اور قطبیت کا فرق بیان نہیں فرمایا۔ شاید کہ سائل میں ان مسائل کے سمجھنے کی قابلیت نہ ہو۔ اس واسطے مختصراً ایک ہی صفت کا اشارہ کیا۔ جو دونوں میں علم الٰہی کی معرفت ہمیشہ کے لئے پائی جاتی ہے +

یہ بھی یاد رہے کہ انبیا کی ولایت کا ظہور اول ہی اول حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ

وجہہ میں ہوا ہے۔ اس کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا میں اور حضرت حسنین اور دوسرے اصحاب میں بھی بموجب ان کے مراتب کے ہوا ہے اس سے اس حدیث کی حقیقت کی تشریح ظاہر ہوتی ہے۔ انا مدینۃ وعلی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے +

نیز اس کی تشریح اور خلفاء الراشدین کے مرتبے کی صفت کتاب خلاصۃ المعارف کی دوسری فصل چوتھے قول میں لکھی ہے۔ اور دوسرے آٹھ اماموں میں۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حسب استعداد ملا ہے اور اس کے بعد بہت مدت تک کسی کو کم ملی ہے۔ اور اگر قسمت مدد کرے تو ممکن ہے لیکن شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کمال غوثیت میں برابر نہیں ہیں۔ بلکہ امامت یا خلافت یا ان ہر دو مرتبوں کے کمالات ہیں۔ اور وہ باوجود انبیا علیہم السلام کی ولایت کے درجہ کے دونوں جہانوں کی غوثیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور یہ بات اس طرح پر کسی اور میں کم نظر آتی ہے اور واضح ہو کہ حضرت غوث الثقلین ظاہری ولایت کی نسبت جو نبیوں کا خاص حصہ ہے باطنی ولایت میں غالب ظہور اور اظہر ظہور ہیں۔ یہاں تک کہ اس ولایت کی بعض ظاہری خصوصیتیں اہل بیت رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی ظہور غالب واقع ہوئی ہیں۔ اور اس ولایت کا باطنی ظہور آنجناب بہ نسبت اس کے ظاہر کے اور نیز اس نسبت سے بھی جو گیارہ اماموں میں بلحاظ اس ولایت کے باطنی کمالات کے ظہور غالب بلکہ اغلب واقع ہوئی ہے، کم واقع ہوا تھا۔ ذرا مضمون کو سوچو۔ قولہ رضی اللہ عنہ ؎

شموس الاولین وشمسنا
ابداً علی افق العلی لا تغرب

اور قطب الاقطاب مدار کہ زمانے کا کام اس سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر زمانے میں در اصل ولایت خاص سے اور ظاہر ولایت خاص الخاص سے آنحضرت غوث الثقلین کا نائب ہوتا ہے۔ بلکہ دوسرے دونوں قطب یعنی قطب الاقطاب اوتاد اور قطب الاقطاب افراد اس کے نائب ہوتے ہیں۔ اور باقی تمام اقطاب ارشاد۔ مدار۔ اوتاد

اور افراد جو ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں ان چاروں قطب الاقطاب کے نائب ہوتے ہیں اور غوث ان چاروں سے بڑھ کر ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ چاروں مہمات اور مقصدات کے سرانجام کرنے میں اس کے وزیر ہوتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ اس کے ارکان دولت ہیں لیکن یہ بھی ملک میں مطلق العنان ہوتے ہیں۔ اور اہل جہان کے دینی اور دنیاوی کام اکثر ان کی برکت سے انجام پاتے ہیں اور ہر ایک اقطاب کو خصوصاً قطب الاقطاب اوتاد کو اور خاصکر قطب الاقطاب افراد امام کے صفات کمالات کی واقفیت ہوتی ہے۔ اور قطب الاقطاب ارشاد اور قطب الاقطاب مدار کو کمالات خلیفہ سے آگاہی ہوتی ہے +

مخفی نہ رہے کہ قطب الاقطاب ارشاد اور مدار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زیر قدم ہیں۔ اور نیز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زیر قدم بھی۔ قطب الاقطاب ارشاد میں قلب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے بہرہ حاصل ہوتا ہے اور قطب الاقطاب مدار میں حکمت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اور قطب الاقطاب اوتاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زیر قدم ہیں۔ اور قطب الاقطاب افراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زیر قدم ہے اور رسالت اقطاب اوتاد میں سے باقی چھ جو کہ ان چاروں میں سے کم درجے کے ہیں اور باقی تمام قطبوں سے بڑھ کر ہیں عشرہ مبشرہ میں سے سات کے زیر قدم ہیں۔ امت کے اولیا کا امام جناب حضرت امیر کے زیر قدم اور ان کا نائب ہوتا ہے۔ اور خلیفہ حضرت فاروق کا نائب ہوتا ہے۔ اور نیز زیر قدم بھی۔ اور قطبیت امامت کا سایہ ہے اور غوثیت خلافت کا سایہ ہے۔ اور امامت ولایت احمدیہ کا سایہ ہے۔ اور خلافت نبوت محمدیہ کا سایہ ہے۔ اور امامت کے منصب کا صاحب خلقت کے فائدے کے لئے خدا کی طرف اس کا امام ہوتا ہے۔ اور خلافت کے منصب کا صاحب خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ خلقت کے فائدہ کے لئے +

اکثر قطبوں کو زیر قدمی کا تعلق حضرت امیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح غوث کو حضرت فاروق سے بھی تعلق ہوتا ہے اور حضرت امیر سے بھی۔ کیونکہ غوث میں قطب کی کمالیت بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی شخص میں قطبیت اور غوثیت برابر ہوں تو حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے زیر قدم زیادہ ہوگا۔ اور اگر غوثیت زیادہ ہو تو

حضرت فاروق کے زیر قدم زیادہ ہوگا۔ اور وہ عزیز اکمل نادر العصر سلطان خلیفہ کہ قطب الاقطاب افراد اس کے نائب ہیں۔ اور وہ خود بھی قطبیت اور غوثیت سے گذر کر اصلی فردیت اور قطبیت کو پہنچا ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی سے مستفید ہوا ہے اور یہی سلطان خلیفہ ہے۔ جو تمام اقطاب۔ اوتاد مدار اور ارشاد سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ظاہری ولائیت کی حیثیت سے زمانے میں اپنے ظاہر کمال کی وجہ سے ہی ایک شخص سلطان خلیفہ ہے۔ جس نے اپنی حکمت اکملہ کے باعث اس وقت کی تمام خلقت میں یہ مرتبہ حاصل کیا ہے اور مرتبہ غوثیت کے لئے بزرگان علیہ السلام نے کوئی قید نہیں لگائی۔ بلکہ نفس قطبیت پر ہی اس کو موقوف رکھا ہے اس کا راز یہ ہے کہ ہر مرتبہ یعنی اوتاد۔ مدار۔ ارشاد اور افراد کے ہر قطب الاقطاب کو کمالات غوثیت سے اس مرتبہ کے کمالات کے حاصل کرنے کے لئے اس مرتبہ کے تحصیل کے امور میں کچھ بہرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی قطبیت اس غوثیت کے کمالات کے بغیر اس مرتبے کا قطب الاقطاب نہیں ہو سکتا۔ الغرض میں بہت میں سے تھوڑا سا بیان کرتا ہوں تاکہ کتاب طویل نہ ہو جاوے ۔

اہل اللہ پر واضح ہو کہ چاروں قطب اقطاب یعنی اوتاد۔ مدار۔ ارشاد اور افراد کے مراتب حضرت شیخ محی الدین جیلی قدس اللہ سرہ کی نیابت کا واسطہ ہیں۔ خواہ کم ہوں یا زیادہ اور اس کے بعد اصحاب کرام کی زیر قدمی کی نسبت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ان اقطاب کی کیفیت کی حقیقت اس طرح پر ہے۔ کہ مثلاً قطب مدار کو لو۔ ان میں سے بعض کو دو گاؤں کی قطبیت حاصل ہوتی ہے یا دو شہروں کی۔ اور بعضوں کا گاؤں یا چند شہروں کی۔ اور بعضوں کو ایک آدھ ولایت کی اور بعض کو چند ولایتوں کی۔ اور اس مرتبہ کے قطب اقطاب کی قطبیت سات ولایتوں پر ہوتی ہے۔ علی ہذا القیاس۔ باقی تین قطب اقطاب کی کیفیت بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ بمصداق من احب شیئاً اکثر ذکرہٗ کے بندہ اکثر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتا ہے۔ رباعی

قطب عالم غوث اعظم شاہ میراں محی الدین ۔ نور حق پیوستہ بینم در جمال محی الدین

سیدا یا شیخ عبد القادر عالم ببیں ۔ اے شہ بہادر خوش بگو ہر دم ثنائے محی الدین

الغرض پہلی بات کی طرف پھر کر دیکھنا چاہئے کہ اولیاے امت کی ولایت میں جو کہ ولایت خاصہ ہے۔ کمالیت کا مرتبہ غوثیت کے کمالات سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس درجہ کی کمالیت میں جن و انس کی غوثیت شامل ہے اور یہ خاص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ ہے۔ جو کہ غوث الثقلین ہیں یعنی عالم غیب کو خاصۂ خدا کہتے ہیں۔ اور خاصہ اس کو کہتے ہیں کہ سوائے اس کے اور کسی میں نہ پایا جاوے و ہذا غوث الاعظم اکمل حقیقی ہے۔ اور ولایت انبیا کا صاحب ہے جو کہ اس مرتبے سے فائق ہوتا ہے۔ اور اس مرتبے والے کو جو کہ انبیا کی ولایت کا صاحب ہوتا ہے، امام کہتے ہیں۔ اگرچہ مخفی ہوتا ہے۔ اور ظاہر میں بارہ اماموں میں داخل نہیں ہوتا لیکن حقیقت میں ہوتا ہے۔ اور امت کے تمام اولیا میں جب کوئی امام ہوتا ہے۔ اور انہی بارہ اماموں کی اولاد سے ہوتا ہے۔ قدمی هذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کے راز کو اس مقام پر معلوم کرنا چاہئے۔ یہ دو طرح پر ہے۔ ایک تو آپ کی کمال غوثیت کی وجہ سے۔ دوسرے ولایت خاص الخاص کی وجہ سے جو آپ میں بہ نسبت تمام اولیاے اولین اور آخرین زیادہ ظہور میں آئی تھی۔ اور اسی واسطے کل ولی کا لفظ آپ نے فرمایا تھا۔ پس ولایت خاصہ کے اولیا پر امامت کے مرد جو کہ ولایت انبیا کے حصول کے لئے شرط ہے۔ اگرچہ مخفی ہوتا ہے۔ آپ کا قدم ولایت مطلق کے ہر خاص و عام میں سے ہر اہل مرتبہ کی گردن پر ہوتا ہے۔ یعنی باقی تمام اولیا پر ان کو تو حق حاصل ہے۔ لیکن ولایت مطلقہ کے مرتبہ خاص الخاص اور اخص کے صاحب آپ کی زیر قدمی سے باہر نہیں۔ اور چونکہ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ اولیائے امت میں سے کوئی شخص انبیا کی ولایت کو پہنچے کیونکہ یہ مرتبہ ولایت مطلق کا مرتبہ خاص الخاص ہے بلکہ سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ولایت مطلق کا درجہ اخص ہے پس حکم اکثر پر ہوتا ہے تمام اولیا کے لئے نہیں۔ ولایت انبیا کے کمالات اور علم کو پہنچنا آسان نہیں ہے اس کے دلائل جو اوپر مذکور ہوئے اولیائے امت کے رسائل میں نایاب ہیں۔ اور دوسرے بزرگوں نے بھی کلیتہ طور پر آپ کے فرمان کے مطابق کہا ہے +

حضرت شاہ آدم حسینی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ صاحب نکات الاسرار کے

لکھنے سے چند سال پیشتر ہی دونوں وجہ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے میرے دل میں پیدا ہوئیں۔ تو اسی وقت آنحضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک نے حاضر ہو کر اس طرح فرمایا کہ اے فرزند ان دونوں وجود میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ کلمہ آپ سے بلا قصد اور فقرالقائے ربانی کے سبب ظاہر ہوا +

اور شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہٗ نے بھی عوارف میں فرمایا ہے کہ یہ کلمہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے حالت سکر میں ظاہر ہوا۔ اور یہ سکر ممدوح ہے نہ کہ مذموم۔ اس سبب سے کہ کوئی ترقی سوائے مستی مطلق کی حالت کے نہیں ہوتی۔ اور مستی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جلی اور دوسری خفی اور چونکہ آنحضرت قدرت حق سبحانہٗ سے اس مرتبہ خاصہ مخصوصہ پر مشرف ہوئے ہیں اسلئے بغیر تکلف اور قصد کے القائے غیبی سے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا۔ کیونکہ ان کو مکمل طور پر ولایت میں سب پر فوق حاصل تھا۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ صوفیائے کرام کے کلام میں ظہور سکر ہے وہ حالت مراد ہے۔ کہ اس حالت کا صاحب اس خبر کو اس حالت سے پیشتر چھپا سکے پس واضح ہو کہ حضرات اصحاب کرام اور حضرت امام مہدی اور بعضے افراد بھی جن کو باطنی کمالیت کے سبب مراقبہ اخص اور خاص الخاص حاصل ہے۔ اس زیر قدمی سے باہر ہیں۔ لیکن وہ ان سے فائق ہوئے ہیں۔ اگر سوائے اصحاب کرام کے مقام اولیائے اولین و آخرین پر ہر دو وجہ مذکورہ بالا یعنی ولایت خاص الخاص اور کمالیت غوثیت کے آنحضرت کو فوق حاصل ہے۔ لیکن ان شخصوں کے لئے جو باطنی کمالیت کی حیثیت سے آپ کے برابر ہیں یا آپ سے بڑھ کر ہیں، باعث اہانت نہیں۔ اے میرے بھائیو! اولیائے کرام کے اسرار کو سمجھو۔ میں اس کو واضح طور پر بیان کرتا ہوں۔ ذرا کان دھر کر سننا۔ حضرت شاہ آدم حسینی کے اقوال سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اولیائے کرام کمال باطنی کی وجہ سے آنحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہیں۔ لیکن ان کو آپ پر فوقیت نہیں ان کے لئے آنحضرت کی زیر قدمی لازم نہیں۔ کیونکہ آپ کی قطبیت اور غوثیت تمام اولیائے اولین و آخرین

پر غالب اور اغلب ہے +

اس قیل وقال سے جو اس کتاب میں درج ہے میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا اور فکر میرا دامنگیر ہوا تھا۔ کہ شام کے بعد نماز عشا کے قریب آنحضرت رضی اللہ عنہ اس مسکین کے روبرو تشریف لائے۔ اور حضرت شاہ آدم قدس اللہ سرہٗ کے دصدر مقال) کی طرف اشارہ کرکے میری تسلی کی۔ اور اولیا کا کلام نادر ہوتا ہے اس پر خوب غور کرنا چاہیئے۔ اگر وجہ خاص کو چھوڑ کر عام حکم کا لحاظ کریں تو کل ولی سے مراد وہ تمام اولیا ہیں۔ جو اس وقت ولایت مطلق کے بتدی اور منتہی تھے +

چنانچہ شیخ حماد دباس جو کہ آپ کے پیر صحبت بھی تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ اس عجمی کا ایک قدم ہے۔ جو کہ اس کے وقت میں تمام اولیا کی گردن پر ہوگا۔ اور وہ اس بات پر مامور ہوگا کہ قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہے اور تمام اولیا گردن پیش رکھ دینگے۔ یہ یاد رہے کہ لفظ مامور جو حضرت شیخ الشیوخ علیہ الرحمۃ نے اثبات سکر کی رد فرمایا ہے۔ اس سے مراد از روئے تقدیر اور ارادت کے امر خفی ہے اور روئے الہام کے امر جلی ہے۔ اور جو شیخ حماد الدباس علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اس جوان کا ایک قدم ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ یہ آپ کی ولایت مطلق کے مراتب سے مرتبہ مخصوصہ کی دلیل ہے +

آپ نے لفظ قدم حرف یا کے قید سے فرمایا۔ یعنی ایک قدم۔ غوثیت تامہ کا مرتبہ ولایت مطلق کے خاص الخاص مرتبہ کے باوجود ایک کامل درجہ ہے +

اور شیخ حماد الدباس مذکور کی عبادت سے انہی کی عبادت میں وقت اور زمانہ کی قید موجود ہے +

نقل

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت شیخ فریدالدین چشتی قدس اللہ سرہٗ سے پوچھا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ آپ کی بابت کیا فرماتے ہیں تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ اگر میں آپ کے وقت میں ہوتا تو آنجناب کا قدم مبارک اپنی آنکھوں پر رکھتا +

پس آنحضرت کو فوقیت تمام اولیا پر ہے۔ اور یہ فوقیت دوسروں کی طرح نہیں بلکہ اعلےٰ درجہ کی فوقیت ہے ✣

شیخ موکوی سہروردی کتاب مکاشفات جنیدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید قدس اللہ سرہٗ جمعہ کے روز منبر پر کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ان کی تجلی ہوئی۔ اور بے ساختہ آپ کی زبان مبارک سے قدمیہ علےٰ رقبتی (اُس کا قدم میری گردن پر) نکل گیا اور سر جھکا کر منبر پر سے اُتر آئے۔ اصحابوں نے تعجب کیا کہ خطبہ پڑھتے پڑھتے آپ نے قدمیہ علیٰ رقبتی کہکر خطبہ ختم کیا ہے۔ بہت سے آدمیوں کو اس بات کا شبہ ہوا کہ شیخ صاحب پر کوئی خاص حالت طاری ہوئی ہے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو انھوں نے شیخ صاحب سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ خطبہ پڑھتے وقت مجھ پر عالم غیب سے کشف ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندان خاص سے ایک شخص سید عبدالقادر نام ملقب بہ محی الدین گیلان شریف میں پیدا ہوگا جو غوث الاعظم اور قطب العالم ہوگا۔ اور اس بات پر مامور ہوگا کہ قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ و ولیۃ من الاولین والاخرین سوی اصحابۃ والائمۃ (میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر، سوائے اصحاب کرام اور آئمہ عظام کے سب اولیاے اولین و آخرین کی گردن پر ہے) پس میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ وہ درویش اس زمانے میں نہیں ہے اس لیے ہم کیوں گردن رکھینگے تو درگاہ الٰہی سے ازروے عتاب کے خطاب ہوا کہ تجھے یہ بات ناگوار کیوں گذرتی ہے وہ میرا محبوب ہے اور میرا خاصہ ہے اس کا شان غوثوں اور قطبوں ایسا ہے جیساکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انبیا میں ہے اور جب وہ قدمی ھٰذہ علےٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہیگا تو میں فوت شدہ اولیا کو ان کے روح سے اور اور زندہ اولیا کو ان کے بدن کے ساتھ حاضر کروں گا تاکہ گردن رکھیں ان سب میں نے قدمیہ علیٰ رقبتی (اس کا قدم میری گردن پر) کہدیا تھا۔ اور میں نے معائنہ کرلیا تھا کہ تمام اولیا سے اس کا مرتبہ بڑا ہے ✣

شیخ محمد عبداللہ احمد بن محمد بن ضانہ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

ہمارے شیخ الاسلام شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ لاغربدن بلند قد۔ فراخ سینہ۔ اور فراخ ڈاڑھی اور گندم گوں تھے۔ اور آپ کے دونوں ابرو ملے ہوئے تھے۔ اور آپ کا آواز بلند اور قدر عالی اور علم وافی تھا۔

آنحضرت کا تولد چارسو اکتر ہجری اور ایک روایت کے مطابق چارسوستر ہجری میں ہوا۔ اور آنحضرت کی وفات پانچسو اکسٹھ ہجری میں ماہ ربیع الثانی کی گیارھویں تاریخ جمعرات کے روز ہوئی۔ جب کہ ابوالمظفر یوسف خلفائے بنی عباس سے حکمراں تھا جس کا لقب مستنجد تھا۔ آپ بغداد شریف میں مدفون ہوئے۔ آپ اس دنیا میں اکانوے سال تک زندہ رہے۔

اس کتاب میں جو کچھ میں نے لکھا ہے، وہ محض آنحضرت کی عین عنایت اور ہدایت سے ہے۔ اور جو فیض بندہ کو بزرگان نقشبندیہ و چشتیہ سے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ بھی آپ ہی کی عنایت اور توجہ سے ہوئے ہیں۔ اور یہ فقیر دراصل قادری ہے۔ قولہ تعالیٰ کل شی یرجع الی اصلہ (ہر چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے) اور اس فقیر کو دمبدم ظاہر اور باطن میں آنحضرت کی جناب سے فیض حاصل ہوتا ہے۔

فصل ۱۷

دربیان ذکر ازواج مطہرات و اولاد آنحضرت سرور عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آنجناب کے تمام حرم محترم تعداد میں اٹھارہ تھے لیکن بعضے ان میں سے خلوۃ سے پیشتر ہی اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ اور باقی میں سے اکثر خدمت میں رہے جن کو تفصیل وار بیان کرتا ہوں:۔

اول۔ ام المومنین جدہ طیبین خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ کی صاحبزادی تھیں۔

دوم۔ ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر تھیں +

سوم - ام المومنین ام سلمہ بنت ابی امیہ +

چہارم - سودہ بنت زمعہ بن قیس +

پنجم - حفصہ بنت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ +

ششم - ام حبیبہ بنت ابوسفیان +

ہفتم - اسماء بنت ابی الجوف بن حارث +

ہشتم - زینب بنت جحش +

نہم - زینب بنت حزیمہ جن کا لقب ام المساکین تھا +

دہم - صفیہ بنت حی بن اخطب +

یازدہم - میمونہ بنت حارث ہلالیہ +

دوازدہم - ام ھانی بنت ابوطالب +

سیزدہم - محتومہ بنت نوفل بن عبد المناف +

چہاردہم - حوریہ بنت مدل جو خلوت سے پیشتر ہی فوت ہو گئی تھیں +

پانزدہم - سبا بنت خلیفہ کہ وہ بھی خلوت سے پیشتر ہی فوت ہو گئی تھیں +

شانزدہم - اساف جو دحیہ قلبی کی بہن تھیں - یہ بھی خلوت سے پیشتر فوت ہو گئیں + ان کے علاوہ دس اور تھیں - جن کو آنحضرت نے طلاق دیکر گھر سے باہر نکال دیا تھا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد چار صاجزادے اور چار صاجزادیاں تھیں - جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :-

صاجزادوں کے نام طیب - طاہر - قاسم - ابراہیم ہیں - لیکن بعض کے نزدیک آپ کے تین ہی صاجزادے تھے - اور عبید اللہ جن کا لقب طیب و طاہر تھا - دوم قاسم اور سوم ابراہیم - اور صاجزادیوں کے نام یہ ہیں :-

اوّل زینب، جو ابوالعاص کے گھر تھیں - دوم ام کلثوم - سوم رقیہ، جن کے نکاح یکے بعد دیگرے حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان سے ہوا - اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان ابن عفان کو ذوالنورین کہتے ہیں - چہارم فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی منکوحہ تھیں +

آنحضرت کی یہ ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہوئی تھی۔ سوائے ابراہیم کے جو ماریہ قبطی سے پیدا ہوئے تھے +

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی اور جمعہ کے روز صبح کے وقت نجف میں شہید ہوئے۔ آپ کے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں :۔

اول۔ امام حسنؓ۔ دوم امام حسینؓ۔ سوم محسن۔ یہ تینوں فرزند ارجمند حضرت فاطمۃ الزہرا سے تھے۔ اور امام محسنؓ اپنی والدہ شریفہ کے شکم مبارک میں ہی شہید ہوگئے تھے چہارم محمد حنفیہ۔ پنجم طالب۔ ششم عون۔ ہفتم جعفر۔ ہشتم عبدالرحمن۔ نہم ابابکر۔ دہم عمر۔ یازدہم عثمان۔ دوازدہم عباس۔ سیزدہم زید۔ چہاردہم عقیل۔ پانزدہم یحییٰ۔ شانزدہم عبداللہ۔ ہفدہم صالح اصغر۔ ہژدہم زبیر +

حضرت امام حسنؓ کے فرزندوں کے نام :۔

حضرت امام حسنؓ رضی اللہ کے چھ فرزند تھے۔ اور آپ کی عمر بقول بعض پچاس سال تھی اور بعض کے نزدیک اڑتالیس سال۔ اور بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنجناب کی عمر چھیالیس سال چھ ماہ گیارہ روز تھی۔ اور ماہ صفر کی ساتویں تاریخ کو جمعہ کے روز صبح کے وقت شہید ہوئے۔ اور ان کا مرقد بقیعہ میں ہے۔ آپ کے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں :۔

اوّل امام حسن مثنےٰ۔ دوم حضرت عمر۔ یہ دونوں صاحب مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے۔ ان میں سے اوّل الذکر صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ سوم عبداللہ چہارم قاسم۔ ان دونوں بزرگوں نے بمعہ اپنے چچا کے کربلا میں شہادت پائی۔ پنجم یٰسین۔ ششم حسین۔ یہ دونوں شہزادے لڑکپن میں ہی فوت ہوگئے +

امام حسینؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عمر ستاون سال دو ماہ ستائیس روز تھی۔ اور محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو جمعہ کے روز پیشین کے وقت شہید ہوئے۔ اور آپ کا مرقد کربلا میں ہے۔ آپ کے بھی چھ فرزند دلبند تھے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :۔

(۱) علی اکبر (۲) علی اصغر (۳) عبداللہ (۴) محمد (۵) جعفر (۶) علی وسط
یعنی امام زین العابدین سوائے ان کے یعنی امام زین العابدین کے کوئی صاحب اولاد
نہ تھا +

امام زین العابدین کی عمر بعض کتابوں میں ستر سال لکھی ہے اور بعض میں
ستاون سال درج ہے۔ آپ محرم الحرام کی ۸ تاریخ کو شہید ہوئے۔ اور مرقد بقیعہ میں ہے
آپکے بارہ فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :-

(۱) جعفر۔ (۲) محمد (۳) محمد باقر (۴) ابوالحسن (۵) زید (۶) عمر اشرف۔
(۷) عبدالرحمن (۸) سلیمان (۹) عبداللہ (۱۰) باہر (علی) (۱۲) حسن اصغر +
ان میں سے چھ یعنی عبداللہ۔ عمر۔ محمد باقر۔ زید۔ علی۔ حسن۔ صاحب اولاد
تھے۔ اور باقی لاولد +

امام محمد باقر کی عمر ستاون سال تھی۔ اور آپنے پندرہ سال تک خلافت کی۔ اور
ماہ ذوی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو سوموار کے روز وفات پائی۔ آپ کا مزار شریف جنت
بقیعہ میں ہے۔ آپکے پانچ فرزند تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں :-

(۱) عبداللہ (۲) قاسم (۳) ابراہیم (۴) مرتضے (۵) امام جعفر صادق۔ ان
میں سوائے امام جعفر صادق کے سب لاولد تھے :-

امام جعفر صادق کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ ان کی وفات ماہ رجب کی پندرھویں
تاریخ جمعہ کے روز واقع ہوئی۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپنے ماہ شوال کی سولھویں
تاریخ کو شہادت پائی۔ آپ کے سات فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی
حسب ذیل ہیں :-

(۱) اسماعیل (۲) امام موسےٰ کاظم (۳) محمد اسحاق (۴) محمد (۵) عباس۔
(۶) علی عریض (۷) عبداللہ۔ ان میں سے عبداللہ اور عباس لاولد باقی سب صاحب
اولاد تھے +

امام علی موسےٰ کاظم کی عمر ستاون سال تھی۔ اور بعض کے نزدیک پچپن سال
تھی۔ آپ کی وفات پچیسویں رجب کو جمعہ کے روز واقع ہوئی۔ آپ کی مرقد خطہ بغداد
میں ہے۔ آپ کے بارہ فرزند صاحب اولاد تھے۔ اور بیس لاولد جن کے نام

حسب ذیل ہیں :۔

(۱) امام علی (۲) موسےٰ رضا (۳) ابراہیم (۴) عبداللہ (۵) زید النا ۔
(۶) عبیداللہ (۷) عباس (۸) حمزہ (۹) جعفر (۱۰) ہارون (۱۱) اسحاق (۱۲)
مرتضےٰ (۱۳) محمد حسین (۱۴) عابد (۱۵) اسماعیل ۔ یہ صاحب اولاد تھے ۔ اور باقی
بیس لاولد تھے جن کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :۔

(۱) حسن ۔ (۲) صالح (۳) قاسم (۴) یحییٰ (۵) ہادی (۶) عیسےٰ (۷) فضیل
(۸) نوح (۹) مہدی (۱۰) احمد (۱۱) ابوطالب (۱۲) سلیمان (۱۳) ذکریا ۔
(۱۴) طاہر (۱۵) محسن (۱۶) عثمان (۱۷) یونس (۱۸) ناصر (۱۹) غالب ۔
(۲۰) مشیت، رضی اللہ عنہم اجمعین +

امام موسےٰ رضا کی عمر پچپن ۵۵ سال تھی ۔ بعضوں نے لکھی ہے آپ کی
وفات ماہ صفر کی نوتاریخ جمعہ کو واضح ہوئی ۔ آپ کا مرقد مشہد مقدس میں ہے
آپ کے فرزندوں کے نام جو تعداد میں پانچ تھے، یہ ہیں :۔

(۱) محمد تقی (۲) حسن (۳) جعفر (۴) ابراہیم (۵) حسین، ان میں سے صاحب
اولاد صرف محمد تقی تھے ۔ باقی سب لاولد تھے +

امام محمد تقی کی عمر اُنسٹھ سال تھی ۔ لیکن بعض کتابوں میں اکتالیس سال لکھی ہے
آپ کا وصال ذیقعد کی آخری تاریخ منگل کے دن ہوا ۔ ان کا مرقد مبارک بغداد
شریف میں ہے اور آپ کے فرزند ارجمند دو تھے +

ایک امام نقی ۔ دوم موسےٰ مرقعہ ۔ دونوں صاحب اولاد ہوئے ہیں +

امام نقی کی عمر اکتالیس سال تھی ۔ ان کا وصال شریف رجب المرجب کی
تیسری تاریخ کو ہوا ۔ اور مرقد شریف سر من سامرہ میں ہے ۔ آپ کے چار فرزند
تھے ۔ اور چاروں صاحب اولاد بھی تھے +

محمد عسکری (۲) حسین (۳) محمد (جعفر ثانی +

امام حسن عسکری کی عمر ساٹھ سال تھی ۔ آپ کا وصال ماہ محرم کی بائیسویں تاریخ
کو اتوار کے روز ہوا ۔ آپ کا مرقد پاک اپنے والد بزرگوار کے مرقد کے پاس
ہے +

اور حضرت امام مہدی صاحب آخر زماں پیشوائے خلق جو حسن عسکری کے فرزند ارجمند تھے محرم الحرام کی ساتویں تاریخ جمعہ کے روز اس جہان سے غائب ہو گئے۔ پھر حکم الٰہی سے ان کا رجوع ہو گا +

اور یہ مسکین جعفر ثانی کی اولاد سے ہے۔ جو کہ امام نقی کے فرزند دلبند تھے +

امام جعفر ثانی کے چھ فرزند اور اسمٰعیل کے تین تھے۔ یعنی ناصر محمد ابوالبقا اور عقیل +

بارہ اماموں کے اسمائے گرامی مع اُن کی اولاد کے اس واسطے بیان کئے ہیں کہ دینی اور دنیاوی۔ ظاہری اور باطنی کام آسان ہو جاویں۔ اور یہ کتاب متبرک ہو جاوے۔ اس واسطے کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنی اگر خداوند تعالےٰ تم سے ناپاکی کو دور کرنا چاہے تو اے اہل بیت تمہیں ایسا پاک کر دے گا جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے +

یہ آیت اہل بیت کی پاکیزگی کے بارے میں ہے اور اگر تُو دل و جان سے ان پر اور ان کی اولاد پر عقیدہ محکم کرے گا تو بیشک تجھ سے دونوں جہان کی ناپاکیاں دور کیجاویں گی۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ نے ان کو چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک رکھا ہے۔ اس لئے تجھے پاک کر دے گا۔ کیونکہ وہ زمین پر بزرگ اور متبرک ہیں۔ اگر ان کے اسمائے مبارک کتاب میں لکھے جائیں تو برکت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ان کی محبّت تیرے دل میں جاگزیں ہو تو دل خطرات نفسانی اور شیطانی سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی مدد سے ذکر حق میں محکم ہو جاتا ہے اور اس عمل کا فقیر نے بھی تجربہ کیا ہے۔ چونکہ سرائے فانی میں کوئی فرد۔ بشر۔ نبی۔ مرسل غوث۔ قطب۔ ابدال۔ افراد۔ اور اولیا۔ مومن۔ کافر اور فاسق سے ہمیشہ زندہ نہیں۔ اور اسی طرح میں بھی نہیں رہوں گا۔ پس میں نے بارہ اماموں کے اسم شریف مع ان کی اولاد بزرگوار کے ان اوراق میں تحریر کئے ہیں۔ تاکہ میرے بعد یادگار رہے +

اس کتاب کا نام میں نے مجمع الاسرار رکھا ہے۔ جس میں ہر قسم کے ظاہری اور باطنی اسرار بھرے پڑے ہیں۔ جن کو اس فقیر نے دینی بھائیوں، دوستوں۔ محبتوں کے لیے جمع کیا ہے۔ اس میں وہ طریقے ذکر و شغل کے بھی درج ہیں جو سالک کو سلوک میں باطنی معاملات میں پیش آیا کرتے ہیں۔ اور نیز ان بزرگوں کے اسمائے گرامی بھی درج ہیں جن کی جناب سے بندہ فیضیاب ہوا ہے۔ تاکہ اس فقیر کے دینی بھائیوں کو شجروں اور ذکر شغل کے طریقوں کے واسطے کسی دوسرے کی حاجت نہ رہے میں خداوند تعالےٰ سے ملتمس ہوں اور امیدوار ہوں کہ اگر کوئی شخص اس کتاب پر عمل کرے تو پیران قدس اللہ سرہما کی اولاد سے بہرہ ور ہوگا ✽

اس کتاب کا خاتمہ سیدنا و مولانا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ثنا پر کرتا ہوں۔ کیونکہ اس فقیر پر قادریت کا غلبہ ہے کہ الملک لمن غلب اور نیز اس واسطے بھی کہ جو کچھ اور خاندانوں سے حاصل ہوا ہے وہ بھی شاہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے ہوا ہے۔

شد بہا در فیض باب از محی الدیں	بے بہا خوردم شراب از محی الدیں
ہر چہ دیدم شوق ذوق از نور حق	شد عنایت حق نمائے از محی الدیں
نور حق جوئی اگر فی الحال رو	دو سرائے ہمائے محی الدیں
گر ترا باید رضائے کبریا	زود تر شو خاکپائے محی الدیں
کن قبول ایں خاندانِ قادری	نور حق دارد بقائے محی الدیں
گر ز عرفانِ خدا خواہی اثر	زود باش اندر رضائے محی الدیں
کن طلب دردے کہ باشد قادری	دیدہ باشد بارگاہِ محی الدیں
حق ندارد دوست آں مردود را	آنکہ باشد بے ہوائے محی الدیں
غوث اعظم قطب عالم تاجور	جملہ عالم زیر پائے محی الدیں
جنت و حور و قصور و عرش فرش	دائما اندر رضائے محی الدیں
گر اماں خواہی ز آشوب حشر	کن طلب عالی لوائے محی الدیں
گر ترا باید حضوری مصطفےٰ	باش در طلب ابیائے محی الدیں
گر وصال حق جوئی اے فقیر	باش حق فخر مدعائے محی الدیں

مجمع الاسرار پُر انوار را　　تم کردم درثنائے محی الدین
از سنہ ہجری گذشتہ یک ہزار　　دو صد و ۱۲۲۹ نہ بیت خوانی بالیقین
ہر کہ خواند عمل بکند بر ہمیں　　فیضیابد از عطائے محی الدین
محی الدین گفتا بگو گفتم ہمیں　　ہستم از دل سگ سرائے محی الدین

محی الدین بینم بدایم محی الدین
ہر زماں آید ندائے محی الدین

السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ الحمد للہ اوّلاً و اٰخراً و ظاھراً و باطناً وصلے اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و اٰلہٖ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

جو کچھ اس کتاب مجمع الاسرار میں لکھا گیا ہے، محض شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے ہے! اور جو شخص اس پر عمل کریگا وہ غوثیہ محبوبیہ قادریہ جناب سے بے بہرہ نہیں رہیگا۔ یہ حکم الٰہی اور ذات بابرکات محمدی احمد سرمدی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور طالبان و سالکان قادریہ کی توجہ سے جو اس سلسلہ مبارک میں داخل ہیں ارشاد ہوا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تمت بالخیر

شجرہ شریف نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی التجا دارم بامید　　کہ عصیانم بہ بخش از فضل جاوید
زبانم را بدہ توفیق عالی　　کہ ذکر کم محمد صلی فی کل حالی
درود از من رساں بالک فی ہیں　　کہ در وصفش شدہ طٰہٰ و یٰسین
بحق خواجہ ہر دو سرائیست　　شفیع المذنبین و زجرائیت
بحق چار یارش سرور دیں　　کہ در تار یک عالم شمعہا دیں

چو شمعِ آفتابِ نورِ ایشاں — چو شمس او ضیائے یافت زیشاں
بنظرِ فیض اثر سرورِ دیں — شدہ صدیق اکبر جائے دیں
بحقِ حضرتِ سلمانِ فارس — بحقِ شاہِ فارس دین وارث
بحقِ جعفرِ مقبول و منظور — بحقِ بایزید آں شیخ پُرنور
بحقِ بوالحسن خرقانئے شاہ — کہ زایشاں بوعلی در دیں شدہ ماہ
بحقِ خواجہ یوسف محو در نور — بہ نعمتہائے حق چوں ماہ پُرنور
کہ عبدالخالق او غجدوانی — محمد عارف است بدرِ نورانی
بحقِ خواجۂ پرنور محمود — بحقِ شاہ عزیزان علی بود
بحقِ خواجہ بابائے اجلال — بحقِ سید امیر کلال
بحقِ شاہ بہاؤالدین نقشبند — بحقِ خواجۂ یعقوب چرخ اند
بحقِ شاہ عبیداللہ احرار — بحقِ شاہ محمد زاہد ابرار
بدرویش محمد راہ بنمود — بحقِ خواجہ امکنگی بود
محمد باقئے واصل خدا ہست — باسرار الٰہی گشت سرمست
بحقِ شیخ احمد و صالانی — خطابش شد مجدد الف ثانی
بحقِ شیخ نصرِ پیر کامل — بحقِ شیخ سعدی نور حامل
بحقِ شاہ محمد خانلودی — قریشی شاہ محمدِ پیر ہادی
بحقِ شاہ محمد سندھی ابدال — رسیدہ فیض زیشاں گشت بیزال
باسمِ قادریہ گشت مشہور — بفیضِ نقشبندی گشت مسرور
بحقِ سید ذکر با ظہور است — بمجلس مصطفےٰ دائم حضور است
غلامِ غوث اعظم از دل و جاں — ولیکن فیض ہست از نقشبنداں
بحقِ شاہ آبادانی کہ موصوف — بنعمت قادریہ گشت معروف
بحقِ سینۂ پر محو اسرار — بنعمتہائے صوفی الہ یار
بہادر شاہ بلطف غوث اعظم — بہر قادری مشہور عالم

طفیلِ قطب ربانی بارشاد
بفیضِ نقشبنداں گشت دلشاد

شجرہ شریف چشتیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسم اللہ کہ رحمٰن و رحیم است — بحمد اللہ کہ سلطان قدیم است

بتوفیقش ثنائے او بگویم — ز رحمت او نصیب فیض جویم

امیدم ہست بر فضل کریمش — دہد جام وصالش از نعیمش

محمد کہ اسم اعظم ورد ما ہست — محمد شافعی روز جزا ہست

صلوٰۃ لک صد و بر جان او باد — چہ لک صد کلّ شیئ یاد او باد

چراغ روشنی گرشد بدو دو — ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ بود

علیؓ مرتضےٰ عالی نژاد است — ہمہ کس را از و حاصل مراد است

ز شیخ حسن بصری پیر ابرار — بعبد الواحد آمد فیض اسرار

بحق شاہ فضیل آں واسع غم — بسلطاں خواجہ ابراہیم ادہم

بحق باحذیفہ خواجہ منظور — ہبیرہ خواجہ بصری شیخ پرنور

بحق شیخ عالی خواجہ ممشاد — بنام خواجہ بو اسحاق دلشاد

بحق خواجہ ابو احمد بہشتی — بحق بو محمد شیخ چشتی

بحق خواجہ یوسف ناصر دیں — بحق مودود چشتی مظہر دیں

بحق پیوست حق حاجی شریف است — بعثماں ہاروں جسم لطیف است

معین الدین چشتی والئے ہند — طفیل اوست گشتہ عالئے ہند

بحق خواجہ قطب الدیں باسرار — ز فیض ہر ہمہ ہستند ہشیار

باذکر اسم ذاتی شد گہر سنج — ہماں سایہ فرید الدیں شکر گنج

بحق مخدوم علاؤ الدین مشہور — بحق شیخ شمس الدین مغفور

جلال الدین با نورِ الٰہی — باحمد داد در کونین شاہی
بحقِ شیخ عارف واصل خفی — بحقِ شاہ محمد عارفِ حق
بحقِ شیخ عبد القدس منظور — بگفتن قطب عالم گشت مشہور
بحقِ شاہ جلال الدین پرنور — بمثل ایشاں نگشتہ ہیچ منصور
ثنا گویم نظام الدین بلخی — مددہا میکند در نزع تلخی
بحقِ بوسعید آں شیخ گنگوہ — رہائی میدہد گر غم شود کوہ
بحقِ شیخ صادق دل حمید است — کہ فیض قاری عبد المجید است
بحقِ شاہ محمد شیخ پر نور — غریب اللہ ثنا او گفتم دور
بحقِ شیخ احمد شیخ واصل — مراد شاہ جمال اللہ حاصل
بحقِ شاہ حیات است پیر عالی — بنام شاہ مظفر نسب عالی
بحقِ شاہ جمال است پیر ابرار — کند از یک نظر از فیض سرشار
بحقِ مولوی مظہر علی شاہ — جلال آباد از فیضش شد آباد
بہادر شاہ بلطفِ غوث اعظم — بفیض ایشاں شدہ مشہور عالم

فنا فی الشیخ محی الدین گشتہ
بوصلِ چشتیاں دل زندہ گشتہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

قصیدہ ضیائیہ قادریہ بجناب غوثیہ قدس اللہ سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حاجئے بغداد ام نصر من اللہ الکریم — غوث اعظم شیر حق نور من اللہ العلیم
در حریم کعبہ کوشش دلم اندر طواف — زیں سبب بیش سجدہ ہائے با صداقت میکنم

ساقیا محبوب باغ جنت قصر حوران تمام
استغفاری حوض کوثر کے کند مرد فقیر
التجا مرد شہید از آب حیواں کے کند
زیں گدایان در رشش ترزرشاہ عالم اند
وقت قص عرش کرسی انجیا نندوے
چیست طبقات زمین و آسمان پیش شان
بس نگاہ شیخ عبد القادر فقادر شان
باگدایان کھے وآیند شاہان جہاں
از جلالت کوہ از جا برکنند از یک نگاہ
چون نو جد آیند شاہ ورش بیاید ز ذوق شوق
جامع اسرار حق سلطان عبد القادر است
چون خراماں آمدے آن شہ کجھی نازنین
چیست شیران شجاعت تم دن در بحائے آیں
قرب گر خواہی سگ درگاہ میران شو لا
مرگان را زندہ میکرد کے مسیح در عہد خویش
ساقیا یک جرعہ مے از آشنا یش بد
اے صبا از من فغاں با نالہ زار یا آہ
با وضو و دست بستہ با او بہا نے تمام
الغیاث اے غوث اعظم دستگیر بیکسان
آتش غم شعلہا مے میزند در جان من
سوختم در آتش ہجران در سوز فراق
چشم من گریان دل بریان شدہ از ہجر تو
ہجر مم زخمی شدہ از نفس مار زہر دار
بر درت افتادہ ام از زخمہا نفس شریر
ورنہ از بے اتنائے تو میرم شہا

ہیچو زندہ حسرت خاک پاک گویش میدم
کوثر بغداد جاری ہم اکلم از فیض کرم
کشتہ حضرت شہ جیلان بود زندہ قدم
عظمت شان ہم گویند مر لوح و قلم
آنزمان بے امکان دارند غوثیہ علم
چیست جمع ان و ما آنات دوزخ و جنت ام
زاں سبب گوید یاران من شاہ عالم بزم
چوں غلامان کمر بستہ بخدمت در حرم
گہ گراں چوں کوہ نمایاں سبح گویان میدم
نعرہ انی انا اللہ میشود خارج ام
قادر با قدرت اللہ با کرامت منتقم
ہیبتش غالب بجن و انس و حیوان و صنم
بل بسجدہ میبرند ہمچوں سگاں پیشش ہم
زاں سگان درگہش را پائے سایہ حرم
غوث اعظم میکند مردہ دلاں را زندہ ہم
پس نیابی خلد کویش در قیامت و نعم
پیش آں سلطان گیلان سید عرب و عجم
عرض کن چوں مفلسان در پیش شاہ محتشم
لا معاذی لا ملاذی جز بذات محترم
جسم من بیجان چو خاکستر بیا ای والکرم
جلوۂ جان بخش فرما تا بجان خوش دل شوم
کاش تابد آفتاب رخ منور بر تنم
نسخۂ تریاق فرما منفجر گردد تنم
مے نہی مرہم بر آنہا چونکہ خون دل خورم
وائے صد حسرتا در داد ریغا دردم

روز و شب در رنج و غم غرقم شہا فریاد رس
دستگیر باش اس اس ہم غوطہ ہا می خورم

تنگ آمد جان من سلطان عبد القادرا
ہمتے کن تا شوم بیرون ازاں بیدل شدم

مرغ و ماہی مور و مار و مرگس گریند زار
از شنیدن سوز من تا یکے صبرش کنم

گر کنم یا غوث اعظم سوز دل ظاہر عیاں
پارہ پارہ سنگ کوہ باشند از آہ و الم

مجرمی بیچون ز دل جوش کن خاموش باش
زانکہ کاغذ نالاں آمد از نوشتن با قلم

گر خطائے رفتہ آمرزش ز جود تو چیزے نیست
فخر نامش ہیں مرا دست بدامانت نہم

مظہر نور خدا از نور حق جلوہ نما
تا مجرمی با شد ضیا مجرم ستمگر با بظلم

چیست درپیش کریمانے تو جرم مجرمی
المدد یا غوث اعظم ارحم ارحم بالکرم

سیر الاولیا اُردو

اس کتاب میں حالات و ارشادات سلطان المشائخ حضرت اقدس جناب خواجہ خواجگان نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہم نہایت مستند اور جامع ہے حجم اس نسخہ شریف کا ۔۔۔ صفحہ ہے ایدہے دو سو صفحہ میں تو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحاب کبار اور بزرگان عظام کا ذکر جمیل ہے دو سو صفحہ میں حضرت محبوب الٰہی اور بابا فرید الدین گنج شکر اجودھنی اور آپکے خلفائے عظام کا ذکر ہے ۔ دو صفحہ میں تصوف کے باریک باریک مسایل و نکات نہایت آسانی سے بیان فرمائے گئے ہیں یہ کتاب خواجگان چشت کا ایک پھول پھل اور سرسبز باغ ہے ۔ اور خاندان چشت اہل بہشت کی مکمل اور جامع کتاب ہے حضور پرنور محبوب الٰہی کی صحبت فیض اثر سے لاکھوں گمراہ ولی اللہ بن گئے کیونکہ حضور توفیق ایزدی کے دستگیر تھے ۔ دین و دنیا کے شاہنشاہ تھے ۔ کسی نے سچ کہا ہے :۔ دلی تو دلہن بنی دولہا نظام الدین ۔ جناب کے صحبت کے فیض یافتہ مدارج اعلےٰ پر پہنچکر کشف و کرامات ہوئے ۔ ان کے چند روشن نمونے ۔ خواجگان سراج الملت چراغ ہدایت حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی ۔ امیر خسرو ۔ حسن دہلوی آسمان تصوف کے چاند سورج ہوئے ہیں جن کی نظیر چشم فلک نے پھر نہ دیکھی ۔ محبوب الٰہی کے ارشادات آب حیات کے قطرے مردہ دلوں میں روح پھونکتے ہیں کتاب اپنی تعریف آپ ۔ اپنی نظیر آپ ہے ۔ زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں ۔ اس کے مصنف سید محمد مبارک العلوی الکرمانی ہیں ۔ جو میخانہ چشت کے سرمست عاشق ہیں + **بیت**

معین الدین و قطب الدین فرید الدین نظام الدین
نصیر الدین سے کم آئے نظر پھر چرخ چنبر کو

فہرست مضامین ملاحظہ فرمادیں +

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور

١١٦
اردو ترجمہ تصنیفات حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ العزیز
اُردو ترجمہ کتاب
مناقب سلطانی
یعنی
مناقب و حالات حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ
مع مفصّل سوانح عُمری
مصنفہ حضرت سلطان حامد بن حضرت شیخ غلام باہو قادری سروری آپ کی
اولاد پاک اور خلفائے نامدار کے کل حالات بہ تفصیل درج ہیں جو دس بابوں
اور ۹۳ فصلوں پر منقسم ہے۔ فہرست ابواب باختصار درج ہے:-
باب حسب و نسب پیدائش جسمیں ۲ فصلیں ہیں۔ باب ۲ آپکے فضائل اشغال
اسرار اطراف خوارق عادات کشف و کرامات جسمیں ۵ فصلیں ہیں۔ باب ۳
حالات زندگی معہ حلیہ شریف اور آپکے فرزندان عالیمقام و ازواج مطہرات
جسمیں ۴ فصلیں ہیں باب ۴ خلفا اور مریدان عالیمقام کو فیض عطا کرنے
اور سلوک۔ اذکار افکار طریق مراقبات وغیرہ جسمیں ۱۳ فصلیں ہیں
باب ۵ آپ کی وفات معہ تاریخ۔ پہلا مقبرہ اور حضور کے والدین کا ذکر
جسمیں ۱ فصلیں ہیں باب ۶ آپ کا پہلے مقبرے سے دوسرے میں بدلنا مع
تاریخ مدفن باب ۷ خانقاہ کے خلفا اور مجاورین کے طبقہ اول دوم سوم
کے حالات جسمیں ۹ فصلیں ہیں باب ۸ آپ کی بعض اولاد اور آپ کی بہن
بھائیوں کے اسماء جسمیں ۲ فصلیں باب ۹ آپ کی وفات کے بعد روحانی
فیض جسمیں ۹ فصلیں ہیں باب ۱۰ آپکے سلسلہ عالیہ کے بعض نیک فقیروں اور
درویشوں کا ذکر جسمیں ۳۶ فصلیں ہیں نہایت متبرک و بے نظیر
کتاب ہے۔ حجم قریباً ۵۰۰ صفحہ سرورق رنگین نہایت خوشنما
خوش خط۔ عمدہ کاغذ۔ قیمت للعہ مجلد عہ ریلوہ
المشتہر اللہ والے کی قومی دکان بازار کشمیری لاہور

اُردو ترجمہ کتاب

عقائدِ مجدّدیہ

یہ بابرکت و رحمت کتاب ساتویں صدی ہجری میں علامہ شیخ شہاب الدین تورپشتی رح نے شیراز میں علم عقائد پر تصنیف فرمائی تھی جس کو اسلامی دنیا نے نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔ اس بے نظیر کتاب نے اہل سائنس اور فلاسفہ و دیگر بد باطل عقیدہ اشخاص کے خیالات کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ تمام بڑے بڑے علماء ظاہر اور اولیائے باطن بالاتفاق اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہدایت فرماتے رہے۔ چنانچہ مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوبات ۱۹۳ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدت مندوں کو بالخصوص سیادت پناہ شیخ فرید رح کی طرف اس کتاب کی تعریف کو توصیف فرما کر اس پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت فرمائی ہے۔ لہذا اس کتاب کو اگر عقائد حقہ اہل سنت والجماعت کی رہبر اور پیر و مرشد کہا جاوے تو بجا ہے۔ اس لئے جملہ خاندان ہر چہار سلاسل کو خصوصاً اور ہر مسلمان کو عموماً اس دُر بے بہا کو خرید کر اور مطالعہ کر کے اپنے عقائد کی اصلاح کرنی چاہیے۔ جو بفضلہ تعالیٰ نہایت صحت صفائی کے ساتھ عمدہ ولایتی کاغذ پر بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر طبع کرائی گئی ہے۔ ضخامت قریباً ۵۰۰ صفحات سرورق رنگین، دیدہ زیب باایں ہمہ خوبی قیمت صرف تین روپے دس آنے (۱۰/۳) علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

تعلیمی پریس لاہور